ماں کی شان، والد کا احترام اور حقوق والدین کا تقاضا کرنے والی بہترین کتاب

والدین کی شان

مولف

حافظ اظہر سہیل عطاری

شاکر پبلی کیشنز لاہور

ماں کی شان، والد کا احترام اور حقوق والدین کا تقاضا کرنے والی بہترین کتاب

والدین کی شان

مولف

حافظ اظہر سہیل عطاری

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون 0322-22 22 740

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ١٤

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

والدین کی شان

باہتمام: ملک محمد شاکر

سن اشاعت: مارچ 2015ء

طابع: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت: -/200 روپے

ملنے کا پتہ:

نظامیہ کتاب گھر
زبیدہ سنٹر اُردو بازار لاہور

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور
فون 042-7246006

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

فہرست

☆ مقدمہ ۱۱
☆ لفظ ماں کی وجہ تسمیہ ۱۱
☆ ماں کو عربی زبان میں اُم کہتے ہیں ۱۱
☆ جاپانی زبان میں ماں کو پکارنا ۱۲
☆ لفظ اُم کے چار معانی ۱۲
☆ لفظ باپ کی وجہ تسمیہ ۱۲
☆ ماں باپ کی شان وحق کا بیان ۱۳
☆ قرابت اور ماں ۱۳
☆ باپ سے ماں کا زیادہ حق ہونا ۱۴
☆ والدین کی فرمانبرداری ۱۴
☆ مشرک والدین سے حسن سلوک کا بیان ۱۵
☆ والدین کا دل دکھانے کی حرمت کا بیان ۱۶
☆ والدین کے بعض حقوق کا بیان ۱۷
☆ وقت ایک قیمتی چیز ہے ۱۷
☆ مال کے خرچ کے حساب کا بیان ۱۹
☆ دوسروں کے والدین کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان ۲۰
☆ گالی دینے کی ممانعت کا بیان ۲۰
☆ والد گرامی کے دوستوں سے حسن سلوک کرنے کا بیان ۲۱
☆ عمر کی درازی اور والدین کی دعا کا بیان ۲۱
☆ دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے ۲۲
☆ نیک اعمال پر ثواب ملنا ۲۲
☆ گناہوں کے سبب عذاب ۲۳
☆ رحمت کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا ۲۴

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

☆والدین کی خدمت کے سبب جنت میں جانے کا بیان ۲۴
☆والدین کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کا بیان ۲۵
☆والدین کی رضا کو بیوی کی مرضی پر ترجیح دینے کا بیان ۲۵
☆باپ کے لئے حق ہونا ۲۶
☆ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا ۲۶
☆احسان نہ جتلایا جائے ۲۷
☆خالہ کا ماں کی طرح احترام کرنے کا بیان ۲۷
☆وفات کے بعد والدین سے حسن سلوک کرنے کا بیان ۲۸
☆وفات کے بعد والدین کے لئے دعا کرنا ۲۹
☆رضاعی والدہ کی شان کا بیان ۲۹
☆والدین کی خدمت کے سبب مشکل آسان ہونے کا بیان ۳۰
☆والدین کا حق اولاد سے پہلے ہونا ۳۲
☆جنت ماں کے قدموں میں ہے ۳۳
☆باپ کی مرضی کا احترام کرنے کا بیان ۳۳
☆والدین کی خوشی جنت جبکہ ناراضگی سبب جہنم ہونے کا بیان ۳۴
☆والدین کی اطاعت کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازے کھل جانے کا بیان ۳۴
☆خلاف شریعت عمل میں فرمانبرداری نہ کرنا ۳۵
☆والدین کی زیارت کے سبب نفلی حج کے ثواب کا بیان ۳۶
☆محبت بھرا لفظ ماں ۳۸
☆دنیا کی عظیم ترین ہستی ماں ۳۸
☆جنت منتظر ہے ۳۹
☆ماں کے لئے یوم منانے والے ۴۰
☆ماں صرف ماں ہے ۴۱
☆تمام مذاہب میں ماں کا احترام ۴۱
☆ماں ایک آفاقی رشتہ ہے ۴۲
☆اولاد کے لئے ماں کا انمول سایہ ۴۳

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

☆بوڑھے والدین کی باتیں سمجھنا ۴۳
☆حسن سلوک کا سب زیادہ حقدار ۴۴
☆ماں کی وفا ۴۵
☆ماں میری ماں ۴۶
☆ایک چڑیا اور ماں کی صلہ رحمی کا واقعہ ۴۷
☆ماں کی شان انداز نظم میں ۴۸
☆بوڑھی ماں کی خدمت اور صلہ ۴۹
☆ماں کے ایصال ثواب کے لیے حج کرنا ۵۱
☆ماں کے ایصال ثواب کے لیے روزے رکھنا ۵۱
☆ماں باپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے دعا قبول ہوئی ۵۲
☆ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم ۵۳
☆ماں کے وصال ہو جانے کے بعد صدقہ کرنا ۵۳
☆ماں کی طرف سے نذر پوری کرنا ۵۴
☆حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ اور نیک والدین ۵۴
☆بچے کو ماں کی نسبت سے منسوب کیا گیا ۵۷
☆معروف گیارہ عورتوں کی ذہانت کا واقعہ ۵۸
☆ماں کا وقت عذاب بھی بچے کو نجات دلوانے کی کوشش کا بیان ۶۱
☆ماں نے ادب سکھایا ۶۱
☆مشرکہ والدہ سے بھی حسن سلوک کریں ۶۲
☆وقت وصال والدہ کے پاس حاضر ہونے کا بیان ۶۲
☆دہکتے تنور میں بیٹا اور ماں ۶۳
☆جریج اور ماں کی نافرمانی کے سبب دنیا میں سزا ۶۴
☆حضرت ابو ہریرہ کی والدہ کے قبول اسلام کا واقعہ ۶۶
☆ماں کی عظمت و رفعت افلاک کی وسعتوں سے بڑھ کر ۶۷
☆ماں کی خدمت کا واقعہ ۶۸
☆امام بخاری اور والدہ کی مخلص دعائیں ۷۱

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

☆ والدہ انتہائی انہماک کے ساتھ ___ ۶۱
☆ چار شہداء بیٹوں کی والدہ کی نصیحت کا واقعہ ___ ۶۲
☆ ماں پیاری ماں ___ ۶۶
☆ بڑی شان وعظمت ہے ماں کو ملی ___ ۶۷
☆ ماں ہوتی ہے رب کی رحمت ___ ۶۸
☆ سہ حرفی لفظ ماں ___ ۶۸
☆ والدین کو محبت کی نظر سے دیکھنا عبادت ___ ۶۹
☆ والدین کی اطاعت اور فرمانبراری ___ ۸۰
☆ والدین میں سے زیادہ حسن سلوک کا حق تقدم ___ ۸۰
☆ والدین کی فرمانبرداری میں صبح کرنے پر جنت ملنے کا بیان ___ ۸۱
☆ والدین کی زیارت کے سبب مقبول نفلی حج کا ثواب ___ ۸۱
☆ والدین کی نافرمانی ناجائز وحرام ہے ___ ۸۲
☆ انسانی زندگی میں والدین کا کردار ___ ۸۲
☆ والدین کے حقوق پورا کرنے کا فائدہ ___ ۸۴
☆ حسن سلوک کے تین درجے والدہ کے لئے ہیں ___ ۸۴
☆ والدین سے غصہ کرنے کرنا حرام ہے ___ ۸۵
☆ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے ___ ۸۵
☆ پنڈت اجودھیا اور خاندانی فکری ماحول کا واقعہ ___ ۸۶
☆ عظیم ہستی کو کن الفاظ سے یاد کروں ___ ۱۰۴
☆ والدین کے حقوق ___ ۱۰۸
☆ ماں باپ کی خوشنودی ___ ۱۰۹
☆ ماں باپ کے ساتھ نیکی کی جزا ___ ۱۰۹
☆ ماں باپ کے ساتھ نیکی کے لئے ___ ۱۰۹
☆ عمر اور روزی میں برکت ___ ۱۰۹
☆ ماں باپ کے ساتھ نیکی کے آثار ___ ۱۱۰
☆ پہلے ماں کے ساتھ نیکی کرو۔ ___ ۱۱۰

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

☆ماں باپ کے ساتھ نیکی کا بدلہ ۱۱۰
☆باپ کا حق ۱۱۰
☆محبت کی نظر ۱۱۱
☆والدین کے ساتھ سلوک ۱۱۱
☆اولاد کے فرائض ۱۱۱
☆ماں باپ کی نیابت ۱۱۱
☆برے والدین کے ساتھ ۱۱۲
☆مشرک ماں باپ کے ساتھ سلوک ۱۱۲
☆والدین کی قبروں کی زیارت ۱۱۲
☆والدین کے ساتھ نیکی اور جنت ۱۱۲
☆والدین کو گھور کر دیکھنا منع ہے ۱۱۳
☆غصہ کی نگاہ ۱۱۳
☆ماں باپ کو غمگین کرنا ۱۱۳
☆والدین کے ساتھ بے ادبی! ۱۱۳
☆جنت ماں کے قدموں تلے ۱۱۳
☆مذہب اور والدین کی خدمت ۱۱۴
☆حکایات اولیاء جنت ماں کے قدموں تلے ہے ۱۱۶
☆ہے کچھ دنیا میں ماں جیسا ۱۱۸
☆ماں ایک عظیم ہستی ۱۲۰
☆تکالیف اٹھانے والی ماں ۱۲۰
☆حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ۱۲۱
☆والدین کے لیے تاج ۱۲۳
☆ماں اور باپ میں سے بچے کی پرورش کا بیان ۱۲۴
☆والدین اور بچوں کی درسگاہ ۱۲۵
☆حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ اور والدہ کی نصیحت ۱۲۶
☆والدین کے حقوق ۱۲۶

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

☆ اولاد کے حقوق ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۷
☆ سب بیٹوں کو برابری کا حصہ دینے کا حق ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۷
☆ بیٹیوں کے حقوق: ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۷
☆ رشتہ داروں کے حقوق ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۸
☆ حافظ قرآن کے والدین کے لئے شرف تاج ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۰
☆ کائنات میں منفرد شان کے والدین: ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۱
☆ بن ماں کے بچوں کی تربیت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۱
☆ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کی ملاقات بعد از ہجر و فراق ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۳
☆ حضرت یوسف علیہ السلام کا والدین کو تخت پر بٹھانے کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۳
☆ حضرت رابعہ بصری اور والد گرامی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۴
☆ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور وعدے کی پاسداری ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶
☆ سناٹے کی آغوش میں زندگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷
☆ آب زم زم کا چشمہ جاری ہونے کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۹
☆ دروازے کی چوکھٹ سے مراد بیوی ہونے کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۰
☆ ذبیح اللہ علیہ السلام سے متعلق مختلف واقعات ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۱
☆ ذبیح اللہ علیہ السلام کے صبر کی انوکھی مثال کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۳
☆ نامراد شیطان کے ناکام کوششوں کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۴
☆ شرکیہ عقائد سے پاک رہنے والوں کے لئے دعائے اسحاق کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۵
☆ بیت اللہ میں نصب بھیڑ کے سینگوں کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۹
☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے والدین اور تقویٰ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۰
☆ غازی علم الدین کے باپ کا ایمان افروز جواب ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۸
☆ والدین کا ظلم، اولاد کا انجام ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۹
☆ ظلم کا انجام: ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۱
☆ اولاد کی پرورش اور ماں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۲
☆ والدین پر لعنت کرنے والے پر لعنت کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۷
☆ حضرت سعد بن ابی وقاص اور ان کی والدہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۷

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

☆میری ماں میرے لیے خاص کیوں ہے؟ ____ ۱۶۸
☆بیٹی کے صدمہ طلاق کے سبب ماں کے دم توڑ جانے کا واقعہ ____ ۱۷۲
☆پیٹ میں بچے کے سکڑنے کے مفہوم کا بیان ____ ۱۷۲
☆ماؤں کے رحم میں انسان کی تقدیر واحوال لکھے جانے کا بیان ____ ۱۷۳
☆احترام والدین پر انعام الٰہی ____ ۱۷۳
☆میری ماں کے آٹھ جھوٹ ____ ۱۷۵
☆اسلام کی محبت اور ماں ____ ۱۷۷
☆حضرت اویس قرنی کی ماں کی دعائیں ____ ۱۷۸
☆ماں کی حیثیت سے حق ____ ۱۹۰
☆ماں باپ کی خدمت نہ کر کے محروم رہنے کا بیان ____ ۱۹۰
☆حضرت اسماعیل اور والدہ کی شفقت ____ ۱۹۱
☆حضرت بابا فرید اور ان کی والدہ ____ ۱۹۳
☆ماں کی بددعا کے اثرات ____ ۱۹۴
☆ماں کی بددعا کا اثر ____ ۱۹۵
☆حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا ____ ۱۹۵
☆ماں باپ کا نافرمان دیدار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہے گا ____ ۱۹۶
☆والدین کے سامنے اعمال پیش ہونے کا بیان ____ ۱۹۷
☆سنگدل ماں یا بے حس معاشرہ؟ ____ ۱۹۷
☆ماں صحت مند تو بچہ بھی صحت مند ____ ۱۹۹
☆عذاب سے نجات و رحمت اہل ایمان کے لئے ہونے کا بیان ____ ۲۰۱
☆فوت ہونے والے کے نام کا صدقہ ____ ۲۰۲
☆آگ کے اندر بول کر ماں کو تسلی دینے والے بچے کا واقعہ ____ ۲۰۲
☆حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ ____ ۲۰۳
☆جناب موسیٰ علیہ السلام تنور میں ____ ۲۰۴
☆حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ کا دودھ پینے کا واقعہ ____ ۲۰۶
☆ماں کی دعا سے موسیٰ علیہ السلام کے پڑوسی ہونے کا واقعہ ____ ۲۰۸

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ایک سیب کا کھانے کا واقعہ ____ ۲۰۹
☆ ماں نیک ہو تو بیٹا بھی نیک ہوتا ہے ____ ۲۱۰
☆ ماں کی نصیحت پر غوث اعظم کی سچائی سے متاثر ڈاکوؤں کی توبہ کرنے کا واقعہ ____ ۲۱۱
☆ پاک دامن ماں کی برکت نے دعاؤں کے شہر پر فتح حاصل کر لی ____ ۲۱۳
☆ دودھ پیتے بچے کا ماں کی دعا پر انکار کرنے کا واقعہ ____ ۲۱۴
☆ اے عقل مندو! خدا کی مہربانی کو سمجھو ____ ۲۱۵
☆ ماں کو اکلوتے بیٹے کی موت کے یقین آجانے کا واقعہ ____ ۲۱۶
☆ ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والے کی ناک آلودہ ____ ۲۱۶
☆ ماں کی وصیت نہ ماننے کی وجہ کفن واپسی ____ ۲۱۶
☆ عورت دور جاہلیت میں اور آج ____ ۲۱۷
☆ وجوہات دختر کشی سے متعلق تفصیل حسب ذیل ہے ____ ۲۱۹
☆ دیوانہ عشق ____ ۲۳۰
☆ اولاد کے حقوق والدین پر ____ ۲۳۵
☆ نرم دل ماں ____ ۲۳۶
☆ اولاد میں فرق ____ ۲۳۷
☆ ماں اور باپ میں سے دونوں کی اہمیت ____ ۲۳۸
☆ حسن سلوک میں والدہ کے مقام کا بیان ____ ۲۴۰
☆ والدین کی خدمت کرنے میں فضیلت کا بیان ____ ۲۴۰
☆ والدین کی نافرمانی پر وعید کا بیان ____ ۲۴۱
☆ والدین کے لئے رحمت کی دعا مانگنے کا بیان ____ ۲۴۲
☆ والدین کی خدمت کرنے کا بیان ____ ۲۴۲
☆ والدین کے لئے دلوں میں خیر خواہی کا جذبہ رکھنے کا بیان ____ ۲۴۳
☆ والدین سے متعلق بعض لغزشوں کی معافی کا بیان ____ ۲۴۴
☆ والدین کے لئے ایصال ثواب کرتے رہنے کا بیان ____ ۲۴۵
☆ قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان ____ ۲۴۵
☆ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے محسن والدین ہونے کا بیان ____ ۲۴۷
☆ کتاب والدین کی شان اور دعائیہ کلمات ____ ۲۴۸

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

مقدمہ

لفظ ماں کی وجہ تسمیہ

ماں کے لیئے دیگر الفاظ: اماں، اَمی، ممی، ماما اور مادر وغیرہ کے آتے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا لفظ دنیا کی متعدد زبانوں میں خاصا یکسانیت رکھنے والا کلمہ ہے، اور اس کی منطقی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ماں کے لیئے اختیار کیئے جانے والے الفاظ کی اصل الکلمہ ایک کائناتی حیثیت کی حامل ہے اور اسے دنیا کی متعدد زبانوں میں، اس دنیا میں آنے کے بعد انسان کے منہ سے ادا ہونے والی چند ابتدائی آوازوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ جب بچہ رونے اور چلانے کی آوازوں کی حدود توڑ کر کوئی مخصوص قسم کی آواز نکالنے کے قابل ہوتا ہے اور بولنا سیکھتا ہے تو عام طور پر وہ اُم اُم رماما رمم رمما مما (پاپا) وغیرہ جیسی سادہ آوازیں نکالتا ہے اور محبت اور پیار کے جذبے سے سرشار والدین نے ان ابتدائی آوازوں کو اپنی جانب رجوع کر لیا جس سے ماں کے لیئے ایسی آوازوں کا انتخاب ہوا کہ جو نسبتاً نرم سی ہوتی ہیں یعنی میم سے ابتدا کرنے والی اور باپ کے لیئے عموماً پے سے ابتدا کرنے والی آوازیں دنیا کی متعدد زبانون میں پائی جاتی ہیں۔

ماں کو عربی زبان میں اُم کہتے ہیں

ماں کو عربی زبان میں اُم کہتے ہیں، اُم قرآن مجید میں 84 مرتبہ آیا ہے، اس کی جمع اُمھات ہے، یہ لفظ قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ آیا ہے، صاحب محیط نے کہا ہے کہ لفظ اُم جامد ہے اور بچہ کی اس آواز سے مشتق ہے جب وہ بولنا سیکھتا ہے تو آغاز میں اُم اُم وغیرہ کہتا ہے اس سے اس کے اولین معنی ماں کے ہو گئے، ویسے اُم کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کی اصل، اُم حقیقت میں یہ تین حرف ہیں (ا،م،م) یہ لفظ حقیقی ماں پر بولا جاتا ہے اور

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بعید ماں پہ بھی۔ بعید ماں سے مراد نانی، دادی وغیرہ یہی وجہ ہے کہ حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو امنا (ہماری ماں) کہا جاتا ہے۔

جاپانی زبان میں ماں کو پکارنا

جاپانی میں یہ معاملہ الٹ معلوم پڑتا ہے، آج کل کی جدید جاپانی میں ماں کے لیئے اوکا کا لفظ اختیار کیا جاتا ہے جسے مہذب انداز میں اوکاساں کہتے ہیں (جیسے اردو میں امی سے امی جان) جبکہ ماں کے لیئے جاپانی میں ایک اور لفظ آج بھی مستعمل ہے وہ ہے۔ ہاہا۔ کا، یہ قدیم جاپانی میں پاپا تھا جو کہ ہاہا میں تبدیل ہوا۔ یعنی اسے سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ گویا معاملہ الٹ ہے کہ پ سے شروع ہونے والا لفظ ماں کے لیئے اختیار کیا گیا لیکن بنیادی طور پر ماخذ، بچے کی ابتدائی آوازوں سے ہی نکلا ہے، جاپانی میں مم یا مما وغیرہ جیسے آواز کو ماں کے بجائے بچے کی غذا یا دودھ مانگنے کی جانب سمجھا گیا کیونکہ عام طور پر بچہ دودھ پیتے یا چوسنے سے قبل اس قسم کی آوازیں بھی نکالتا ہے۔

لفظ اُم کے چار معانی

خلیل نحوی کا قول ہے۔ ہر وہ چیز جس کے اندر اس کے جملہ متعلقات سما جائیں وہ ان کی اُم کہلاتی ہے۔ جیسے لوح محفوظ کو اُم الکتاب کہا گیا کیونکہ وہ تمام علوم کا منبع ہے، مکہ مکرمہ کو اُم القری کہتے ہیں کیونکہ وہ خطہ عرب کا مرکز ہے، کہکشاں کو اُم النجوم کہتے ہیں کیونکہ اس میں بہت سے ستارے سمائے ہوتے ہیں، جو بہت مہمانوں کو جمع کرے اُسے اُم الضیاف کہتے ہیں، سالار لشکر کو اُم الجیش کہتے ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اُم کے چار معنی ہیں۔ (1) بنیاد اصل (2) مرجع (3) جماعت (4) دین

لفظ باپ کی وجہ تسمیہ

باپ کو عربی زبان میں اب کہتے ہیں، یہ لفظ قرآن مجید میں مختلف اعراب کے ساتھ 119 مرتبہ آیا ہے، اب کی جمع آباء ہے اور یہ قرآن مجید میں 64 مرتبہ آئی ہے،

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

اب کے حقیقی معنی والد ہے لیکن مجازی طور پر اسے بھی اب کہہ دیتے ہیں جو کسی شے کی ایجاد، ظہور، اصلاح کا سبب بنے۔ (المفردات)

ماں باپ کی شان وحق کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری اچھی رفاقت یعنی میری طرف سے حسن سلوک واحسان اور خدمت گزاری کا سب سے زیادہ مستحق کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپنے اس شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر تمہارا وہ عزیز جو نزدیک کی قرابت رکھتا ہو۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 842)

قرابت اور ماں

اس دنیا کے معاشرہ کی اصلاح وفلاح دراصل باہمی حقوق ونگہداشت تعلق و قرابت کی پاسداری ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور احسان وبھلائی کے برتاؤ اور اس حسن سلوک میں فرق مراتب کے احساس پر منحصر ہے شریعت اسلامی کا تقاضا ہے کہ انسان اس دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ جس تعلق وقربت کا رشتہ رکھتا ہے اور اس تعلق وقرابت میں جو فرق مراتب سے ادائیگی حقوق اور حسن سلوک کے باہمی معاملات میں اس کا لحاظ ضروری ہے ظاہر ہے کہ قرابت کے اعتبار سے ماں کا رشتہ سب سے زیادہ گہرا اور اس کا تعلق سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہذا کسی شخص کے احسان وحسن سلوک اور خدمت گزاری کی سب سے زیادہ مستحق جو ذات ہوسکتی ہے وہ ماں ہے۔

ماں کے بعد باپ ہے اور پھر دوسرے قرابتی رشتہ دار ہیں لیکن ان قرابتی رشتہ داروں میں بھی تعلق وقرابت کے درجات ومراتب کی رعایت کی جائے گی جو رشتہ دار

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اپنے رشتہ کے اعتبار سے جتنا زیادہ قریب ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ مقدم رکھا جائے گا مذکورہ بالا حدیث میں اسی ضابطہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔

باپ سے ماں کا زیادہ حق ہونا

بعض حضرات نے اس حدیث کے الفاظ سے ایک مسئلہ یہ اخذ کیا ہے کہ کسی شخص پر والدین کے ساتھ حسن سلوک و بھلائی کرنے کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ماں کا حصہ باپ سے تین گنا بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ حمل کا بوجھ اٹھاتی ہے ولادت کی تکلیف و مشقت اور دودھ پلانے کی محنت و برداشت کرتی ہے۔

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اولاد پر ماں کا حق باپ کے حق سے بڑا ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک و بھلائی اور اس کی خدمت و دیکھ بھال کرنا زیادہ واجب ہے اور اگر ایسی صورت پیش آجائے جس میں بیک وقت دونوں کے حقوق کی ادائیگی دشوار ہو جائے مثلاً ماں باپ کے درمیان کسی وجہ سے اَن بَن ہو اور لڑکا اگر ماں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو باپ ناراض ہوتا ہے اور اگر باپ کے حقوق کا لحاظ کرتا ہے تو ماں آزردہ ہوتی ہے تو ایسی صورت میں یہ درمیانی راہ نکالی جائے گی کہ تعظیم واحترام میں تو باپ کے حقوق کو فوقیت دے اور خدمت گزاری نیز مالی امداد و عطا میں ماں کے حق کو فوقیت دے۔

والدین کی فرمانبرداری

ماں باپ کے حقوق کی فہرست بہت طویل ہے بلکہ ان کے مرتبہ و درجہ کو دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ اولاد اگر اپنی پوری زندگی بھی ان کے حقوق کی ادائیگی میں صرف کر دے تب بھی ان کے لئے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی تاہم شریعت نے کچھ چیزیں ایسی بیان کر دی ہیں جو زیادہ اہمیت کی ہیں اور جن کا لحاظ ہر صورت میں ہونا چاہیے مثلاً سب سے پہلے تو یہ کہ ان کی جائز خواہشات کی تکمیل اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم جانا جائے اور ان کی رضا وخوشنودی کو اپنے حق میں ایک بڑی سعادت سمجھی جائے اپنی حیثیت واستطاعت کے ان کی ضروریات اور ان کے آرام و

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

راحت میں اپنا مال واسباب خرچ کیا جائے۔

اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جو ان کی شان کے مطابق ہو اولاد ان کے سامنے تواضع وانکساری اختیار کرے ان کے سامنے ملائمت ونرمی اور خوشامدی وعاجز کا رویہ اپنائے اور جہاں تک ہو سکے ان کی خدمت کرتے تا آنکہ وہ راضی اور خوش ہوں، ان کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، لیکن اطاعت وفرمانبرداری ان ہی امور میں کی جانی چاہیے جو مباح ہوں ان کے ساتھ کوئی ایسا رویہ نہیں اپنانا چاہیے جس سے ان کی شان میں بے ادبی وگستاخی ظاہر ہوتی ہو اور نہ ان کے ساتھ تکبر وانانیت کے ساتھ پیش آنا چاہیے خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں بات چیت کے وقت اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کرے اور نہ ان کا نام لے کر ان کو یاد مخاطب کرنا چاہیے کسی کام میں ان سے پہل نہ کرنا چاہیے اور نہ ان کے مقابلہ پر خود کو نمایاں کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اسی طرح اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اگر والدین غیر شرعی امور کے مرتکب ہوں تو ان کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کے وقت بھی ادب کو اور نرمی وملائمت کی راہ اختیار کرنی چاہیے اور ایک دفعہ کہنے پر وہ باز نہ آئیں تو پھر سکوت اختیار کرلیا جائے اور ان کے حق میں دعا واستغفار کرتے رہنا چاہیے اور یہ بات قرآن کی اس آیت سے اخذ کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے اپنے باپ کے سامنے نصیحت وموعظت کا ذکر ہے۔

مشرک والدین سے حسن سلوک کا بیان

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میری والدہ شرک کی حالت میں مکہ سے مدینہ آئیں جبکہ قریش کے ساتھ صلح کا زمانہ تھا یعنی مدینہ میں میری والدہ کے آنے کا یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جبکہ صلح حدیبیہ کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا تھا اور میری والدہ اس وقت تک

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

مشرف بہ اسلام نہیں ہوئی تھیں چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ میرے پاس آئیں ہیں اور وہ اسلام سے بے زار ہیں کیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 844)

والدین کا دل دکھانے کی حرمت کا بیان

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر اس امر کو حرام قرار دیا ہے کہ ماں کی نافرمانی کر کے اس کا دل دکھا جائے لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ فقر محتاجی اور عار کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور بخیلی و گدائی اختیار کی جائے نیز قیل وقال سوال کی زیادتی اور مال ضائع کرنے کو تمہارے لئے مکروہ قرار دیا جائے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 846)

خاص طور پر ماں کا ذکر کرنا اس سبب سے ہے کہ اولاد پر ماں کے حقوق باپ سے زیادہ ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا ہے یا اس تخصیص کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ ماں طبعی طور پر باپ سے زیادہ حساس اور کمزور دل ہوتی ہے باپ تو اولاد کی بڑی سے بڑی اذیت رسانی کو برداشت کر لیتا ہے لیکن ماں اپنی اولاد کی طرف سے ذرا سی بات میں رنجیدہ ہو جاتی ہے اگر اولاد اس کے حقوق کی ادائیگی اور اطاعت وفرمانبرداری کرنے میں معمولی بھی غفلت وکوتاہی کرتی ہے تو اس کا دل فوراً متاثر ہو جاتا ہے اور سخت تکلیف محسوس کرتی ہے۔

اور یہ بات ہے کہ اولاد کی تقصیر وکوتاہی سے جس قدر ماں درگزر کرتی ہے اتنا درگزر باپ نہیں کرتا اور اس کا سبب بھی ماں کا کمزور دل ہونا ہے۔ "منع یا منع کے معنی روکنے کے ہیں اور اس سے مراد بخیل اور کنجوسی ہے۔ "ھات" دراصل لفظ ات کے معنی میں ہے جو ایتاء کا صیغہ امر ہے اور جس کے معنی ہیں لاؤ دو یہاں لفظ کو مانگنے کے اور سوال کرنے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

یعنی کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے علماء نے لکھا ہے کہ منع و ھات سے مراد یہ ہے کہ اپنے مال پر دوسرے لوگوں کا جو حق واجب ہو تو اس کو ادا نہ کرے اور دوسروں کے مال میں سے وہ چیز لے جو اس کے لئے حلال نہیں بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ نہ صرف مال میں منع وہات کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

والدین کے بعض حقوق کا بیان

بلکہ ہر طرح کے حقوق واجبہ کو ادا نہ کرنا حرام ہے اور ان کا تعلق خواہ مال وذر سے ہو یا افعال واحوال سے اور خواہ قوال وگفتار سے ہو اخلاق وکردار سے اسی طرح کسی ایسی چیز کا مطالبہ کرنا اور مانگنا جو دوسروں پر کسی بھی طرح کے حق کے طور پر واجب نہ ہو اور دوسروں کو کسی ایسی چیز کی ادائیگی وانجام دہی کی محنت وکلفت میں مبتلا کرنا جو ان پر واجب نہیں ہے حرام ہے۔ "قیل وقال" یہ ایک محاورہ ہے جو ہماری زبان میں بھی اسی طرح مستعمل ہے اس کا اطلاق عام طور پر بے فائدہ بحث ومباحثہ، ردوکد اور حجت وتکرار پر ہوتا ہے یہاں حدیث میں بھی قیل وقال کو مکروہ قرار دینے کا مطلب بے فائدہ باتیں کرنے اور بک بک لگانے سے منع کرنا ہے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ جب بے فکر لوگ کہیں آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو ادھر ادھر کی لایعنی باتوں میں لگ جاتے ہیں نہ کسی گفتگو کا کوئی بامقصد موضوع ہوتا ہے اور نہ کسی بات کا کوئی دینی ودنیاوی فائدہ ان کی بات چیت کا زیادہ تر موضوع غلط وسلط واقعات کو نقل کرنا اور جھوٹے سچے اقوال کو بیان کرنا ہوتا ہے۔

وقت ایک قیمتی چیز ہے

چنانچہ جب کوئی شخص کہ فلاں شخص نے ایسا ایسا کہا فلاں آدمی نے اس طرح کہا تو فلاں شخص نے یوں جواب دیا غرضیکہ اسی طرح کے بے سروپا اور لغو باتیں کر کے اور گپ شپ میں مشغول رہ کر وقت جیسی قابل قدر شئے کو ضائع کرتے رہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قیل وقال کی ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ اس بحث ومباحثہ اور باہمی بات

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

چیت کا مقصد کسی مسئلہ معاملہ کی تحقیق اور حصول معلومات نہ ہوں ہاں! اگر کسی معاملہ کی تحقیق حصول معاملہ میں اور دوسرے نیک مقصد کے لئے باتوں میں مشغول رہا جائے اور لوگوں کے اقوال بیان کیے جائیں تو اس پر مذکورہ ممانعت کا اطلاق نہیں ہوگا۔

بعض حضرات نے قیل قال کی مراد بہت زیادہ باتیں کرنا اور لکھنا ہے اور واضح کیا ہے کہ بہت زیادہ باتیں کرنا دل پر غفلت و مردنی طاری کرتا ہے بے حسی اور لاپرواہی میں مبتلا کرتا ہے اور وقت کو ضائع کرتا ہے۔ "کثرۃ السوال" یعنی سوال کی زیادتی کے کئی معنی بیان کیے گئے ہیں ایک تو یہ کہ دوسرے لوگوں کے احوال و معاملات کی بہت زیادہ پوچھا پاچھی اور تجسس معلومات کرنا دوسرے کے یہ اپنے علم کی برتری کو ظاہر کرنے یا کسی کو امتحان و آزمائش میں مبتلا کرنے یا لاحاصل بحث و مناظرہ کی خاطر بہت زیادہ علمی سوالات کرنا اور کسی بات کو بہت زیادہ گھما پھرا کر پوچھنا۔

اور تیسرے یہ کہ اس ممانعت کے مخاطب خاص طور پر صحابہ تھے جنہیں اس بات کی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ دینی احکام و مسائل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوالات نہ کریں اور نہ ادھر ادھر کے معاملات میں آپ سے پوچھ پاچھ کیا کریں کیونکہ سوالات کی زیادہ کثرت اور غیر ضروری پوچھا پاچھی کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناگوار ہوتی ہے بلکہ زیادہ پوچھنا احکام و مسائل میں شدت وسختی اور مزید پابندیوں کا سبب بھی بن سکتا ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا آیت (لاتسئلو عن اشیاء)۔ "اضاعۃ المال" یعنی مال کو ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے مال اور اور اپنے روپے کو اسراف یعنی فضول خرچیوں میں بہایا جائے یا اس کو ایسی جگہ خرچ کیا جائے جس کا حق تعالیٰ کی طاعت وخوشنودی سے کوئی تعلق نہ ہو جیسے کوئی شخص اپنا سارا مال اور روپیہ یا اس کا کچھ حصہ کسی دوسرے شخص کو دیدے مگر اس کے وہ عزیز و اقارب اور متعلقین محروم رہیں جو نہ صرف اپنے تعلق کی وجہ سے بلکہ اپنے احتیاج وضرورت کی بنا پر بھی اس کے مال اور روپیہ اور پیسہ پر اپنا حق رکھتے ہوں یا کوئی شخص اپنے مال و اسباب اور دولت

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کو پانی میں ڈال دے یا نذرِ آتش کر دے اور یا کسی ایسے فاسق کو دیدے جو اس کو گناہ و معصیت کے کاموں میں خرچ کرے۔

مال کے خرچ کے حساب کا بیان

اضاعۃ المال کے مذکورہ بالا مسئلہ کو زیادہ تفصیل کے ساتھ یوں سمجھنا چاہیے کہ اپنے مال و دولت اور روپیہ پیسہ کو جہاں کرچ کرنا ہے حرام یا مکروہ ہے وہاں اپنے مال اور روپیہ پیسہ کو صرف بلاشبہ اسراف اور ضائع کرنا کہلائے گا لیکن یہ دونوں صورتوں میں بالکل واضح ہیں اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اشتباہ اس جگہ ہے جہاں کرچ کرنا بظاہر معلوم ہوتا ہے لیکن اگر اچھی طرح غور و فکر کیا جائے تو اس خرچ کے نتیجہ سے برائیاں اور ظاہری باطنی خرابیاں نکلتی ہیں مثلاً بلا ضرورت دور دراز کے علاقوں میں مکانات بنوانا، مکانات میں بے ضرورت تعمیر و ترمیم کر کے ان کو وسیع کرنا اور ان کی ناروا آرائش و زیبائش کرنا اور اس کی خاطر مال خرچ کرنا جہاں جس قدر خرچ کرنے کی ضرورت ہو وہاں اس سے زائد خرچ کرنا محض نفس و طبیعت کے حظ اور مزہ لذت حاصل کرنے کے لئے حد اعتدال سے زیادہ اچھے اچھے کھانے کھانا بڑائی جتانے اور اپنے کو برتر ثابت کرنے کے لے اعلیٰ پوشاک پہننا اور اپنی شان و شوکت کو ظاہر کرنے کے لئے اونچے درجہ کی طرف معاشرت اختیار کرنا اور ان سب صورتوں میں فقراء مساکین اور مفلس و قلاش لوگوں کی ضروریات سے صرف نظر کرنا اور ان کی خستہ حالی و محتاجگی کی قطعاً کوئی رعایت نہ کرنا جیسا کہ خالص دنیادار اور فضول خرچ کرنے والوں کا شیوا ہے۔

یہ ایسی چیزیں ہیں جن پر اپنا مال اور روپیہ پیسہ خرچ کرنا اگرچہ شریعت کے ظاہری حکم کی روشنی میں حرام قرار نہ پائے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس طرح کے اخراجات قلب و طبیعت پر تنگی و سختی اور بے مروتی طاری ہونے کا سبب بنتے ہیں اس صورت حال سے سماج و معاشرہ میں غیر فطری عدم توازن و ناہمواری کی فضا بھی پیدا ہو جاتی ہے جس سے مختلف قسم کی برائیوں ظہور میں آتی ہیں۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اسی طرح برتن یا سنوں ہتھیاروں اور استعمال میں آنے والی دوسری چیزوں کو سونے جواہرات اور دیگر قیمتی اشیاء سے مزین کرنا، خرید و فروخت کے معاملات میں اس طرح لاپرواہی برتنا کہ نہ تو مال کے ڈوبنے کا خوف ہو جیسے ادھار لین دین کی مدت کو ضرورت سے زائد بڑھانے اور نہ اپنے روپے پیسے کی حفاظت کا لحاظ ہو جیسے ایسی تجارت یا معاملہ میں اپنا روپیہ لگانا جس میں نقصان کا یقین ہو یا کسی چیز کو خواہ مخواہ بلاضرورت گراں قیمت پر خریدنا اس طرح کی چیزیں بھی اسراف یعنی فضول خرچی اور اپنے مال کو ضائع کرنے کے حکم میں داخل ہیں۔

دوسروں کے والدین کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں کبھی کبھار تو حقیقت میں بھی کوئی جاہل شخص اپنے ماں باپ کو گالی بک دیتا ہے اور یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ لوگ اپنے ماں باپ کو اگرچہ حقیقت خود گالی نہیں دیتے مگر ان کو گالی دلوانے کا سبب ضرور بنتے ہیں اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (بخاری، مشکوٰۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 847)

گالی دینے کی ممانعت کا بیان

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا تو گناہ کبیرہ ہے ہی لیکن جو شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دے کر اپنے ماں باپ کو گالی دینے اور ان کو برا بھلا کہلوانے کا سبب بنے وہ بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار پایا جائے کیونکہ اگر وہ اس شخص کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا تو وہ شخص بھی اس کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا لہذا جب وہ اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا باعث بنا تو گویا اس نے خود کو گالی دی اور ماں کو گالی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

دینا عقوق والدین یعنی نافرمانی اور تمرد و سرکشی میں داخل ہے جو حرام ہے۔ گر مادر خویش دوست داری وشنام مدہ بمادر من مذکورہ بالا حدیث سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ اگر کوئی شخص کسی فسق و معصیت کا سبب و ذریعہ بنے گا تو اس کا شمار بھی فسق و معصیت کے مرتکب کی حیثیت سے ہوگا اور درجہ کا گناہ گار بھی ہوگا۔

والد گرامی کے دوستوں سے حسن سلوک کرنے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اعلیٰ نیکیوں میں ایک اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے مرنے کے بعد یا اس کی غیر موجودگی میں اس کے دوستوں کے ساتھ احسان وسلوک کرے۔

(مسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 848)

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا باپ مر گیا ہو یا سفر پر گیا ہو تو اس کے دوستوں کے ساتھ احسان و مروت کا معاملہ کرنا اور حسن سلوک کا برتاؤ کرنا گویا اپنے باپ کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرنا ہے اور اس کا یہ معاملہ چونکہ اپنے باپ کی غیر موجودگی میں ہوگا اس لئے وہ بہترین اور اعلیٰ نیکی کرنے والا شخص شمار ہوگا۔

حدیث شریف میں صرف باپ کے دوستوں کا ذکر کرنا اور اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ماں کی سکھیوں سہلیوں کے ساتھ احسان و حسن سلوک کرنا بدرجہ اولیٰ ایک بہترین نیکی ہوگا۔

عمر کی درازی اور والدین کی دعا کا بیان

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر الٰہی کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو دراز کرنے والی چیز نہیں کوئی علاوہ والدین اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک اور یاد رکھو انسان کو جس سبب سے روزی سے محروم کیا جاتا ہے وہ صرف گناہ ہے جس کا وہ مرتکب ہوتا ہے۔

(ابن ماجہ، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 856)

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے

حضرت شیخ عبدالحق یہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس ارشاد کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ دراصل دعا کی تاثیر کو اور دعا کی اہمیت وفضیلت کو بطور مبالغہ بیان فرمایا ہے اور مراد یہ ہے کہ قضاوقدر کوئی چیز نہیں بدل سکتی ہاں اگر کوئی چیز اس درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ تقدیر کو بدل دے تو وہ دعا ہوتی اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ یہ ارشاد اس حدیث کے مثل ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جانے والی ہوتی تو وہ نظر بد ہوتی۔ درازی عمر سے مراد عمر میں خیر وبرکت کا ہونا ہے اور زندگی کا اچھے کاموں فلاحی اموراور حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے راستہ پر گزرنا ہے۔

نیک اعمال پر ثواب ملنا

حدیث کے آخری جزء سے ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جو اپنے فسق وفجور، خدائی احکام سے سرکشی وتمرد اور یہاں تک کہ اپنے کفرو شرک کے باوجود اللہ کے نیک بندوں اور کامل مومنین کے مقابلہ میں زیادہ اچھا کھاتے ہیں اور زیادہ رزق کے مالک ہیں تو پھر اس بات کا معنی کیا ہوں گے انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم کیا جاتا ہے چنانچہ اس کو دور کرنے کے لئے بعض حضرات نے یہ تاویل کی ہے کہ حدیث میں رزق سے مراد آخرت کا رزق ہے یعنی ثواب اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہ ومعصیت کا ارتکاب اس رزق میں نقصان اور اس سے محرومی کا مطلب ان چیزوں سے محروم ہونا ہے جن کے بغیر مال دولت کی فروانی اور رزق کی وسعت کے باجود انسان کو اندرونی طمانیت وخوشی اور قلبی وروحانی عظمت وبڑائی عطا نہیں ہوتی جیسے رضا الٰہی کا حصول زندگی کا بے فکری اور سکون کے ساتھ گزرنا، قلب کا فراغ واطمینان وقت کا یاد الٰہی اور اچھے کاموں میں صرف ہونا رزق کا طیب وپاکیزہ اور روح باطن کا ہر قسم کی کدورت وظلمت سے پاک وصاف ہونا اور یہ وہ اوصاف ہیں جو

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

انسانی زندگی کو حیوۃ طیبہ کا درجہ عطاء کرنے کی وجہ سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ آیت (من عمل صالحا من ذکر او انثی) الخ۔ جس نے نیک کام کیا مرد و عورت میں سے اور وہ ایمان رکھتا ہے تو ہم اس سے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔

گناہوں کے سبب عذاب

اس کے برخلاف اہل فسق و فجور کہ جن کی زندگی شب و روز دنیا کی حرص و ہوس کی کدورتوں اور گناہ معصیت کی ظلمت سے بھرے ہوتے ہیں ان کے وقت کا اکثر و بیشتر حصہ مال و دولت پیدا کرنے کی تعب و مشقت کی نذر ہوتا ہے ان کا قلب مال و زر کے نقصان بربادی کے خوف سے ہر لحہ متفکر و پریشان رہتا ہے اور مختلف مسائل کے خطرات اور اندیشے ان کی زندگی کو سکون و طمانیت سے محروم کر دیتے ہیں مزید برآن اللہ کی عبادت و طاعت کی نورانیت اور اس کی رحمت سے محرومی ان کو ایسے اندھیروں میں ڈال دیتی ہے کہ وہ بظاہر بڑے خوش حال اور اسباب راحت و آسائش کے مالک ہونے کے باوجود ایک سخت اور مشکل زندگی گزارتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا، من اعرض عن ذکری الخ۔ جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا اس کے لئے زندگی تنگ کر دی جائے گی۔ اسی پر گناہ گار مومن کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ چاہے وہ ظاہری طور پر مال و دولت اور حشمت و تمول رکھتا ہو مگر روحانی و باطنی طور پر اس کی زندگی بھی کچھ کم سخت اور دشوار گزار نہیں ہوتی کم سے کم اتنا ہوتا ہی ہے کہ اگر اس کے اندر ایمان کی روشنی پوری طرح موجود ہے تو ارتکاب گناہ و معصیت کا خوف اس کے قلب پر بہر حال چھایا رہتا ہے اور اس گناہ کی بد انجامی اور آخرت میں مبتلائے عذاب کا کھٹکا یقیناً اس کو دہشت زدہ رکھتا ہے۔

اور خواہ اپنی دنیاوی زندگی میں کتنا ہی مطمئن نظر آئے مگر اس کو اپنے اندر اطمینان سکون اور روحانی طمانیت کی محرومی اور ضمیر کی لعنت ملامت سے دوچار رہنا پڑتا ہے حاصل یہ کہ رزق کا مطلب محض پیٹ بھرنے کے ساتھ انسان کے قلبی اطمینان و سکون،

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

روحانی طمانیت و بشاشت اور اوقات زندگی کے بامقصد و کارآمد گزرنے سے بھی اور یہ چیزیں صرف انہی بندگان اللہ کو نصیب ہوتی ہیں جو صالح عقائد اور پاکیزہ اعمال و کردار کے حامل ہوتے ہیں۔

رحمت کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ ارشاد گرامی کا تعلق صرف ان بعض مومنین سے ہے جو نفس کے فریب میں آ کر گناہ و معصیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اپنے جن گناہ گاروں بندوں پر حق تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان کو گناہ معصیت کے داغ دھبوں سے پاک و صاف کر کے اس دنیا سے اٹھائے تو ان کو فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیتا ہے اور ان کو وہ فقر و فاقہ گویا دنیا ہی میں ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے یا ان کو کسی ایسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے ان کو تنبیہ حاصل ہو جاتی ہے اور وہ توفیق الٰہی کی بناء پر اپنے گناہوں سے صدق دلی کے ساتھ توبہ کر لیتے ہیں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ جس مومن نے گناہ و معصیت کا ارتکاب کیا اور حق تعالیٰ کی طرف سے لطف خفی اس کے شامل حال رہا تو وہ فقر و فاقہ یا کسی مرض و تکلیف کے ذریعہ اس گناہ سے پاک و صاف کر دیا جاتا ہے اگرچہ اگر اللہ نخواستہ اس کو اس بات کا بھی مستحق نہیں سمجھا جاتا کہ حق تعالیٰ کا لطف و کرم، فقر و فاقہ یا کسی آفت و مصیبت ہی کے ذریعہ اس کے گناہوں کو دھو دے تو پھر وہ اپنے حال پر آخر تک گناہوں میں گرفتار رہتا ہے اور اسی حالت میں دنیا سے چلا جاتا ہے اور آخرکار اس کو آخرت میں سزا بھگتنی پڑے گی۔ نعوذ باللہ۔

والدین کی خدمت کے سبب جنت میں جانے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے فرشتوں سے پوچھا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کہ یہ کون شخص ہے تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں (صحابہ نے یہ بات سنی تو گویا ان کے دل میں یہ جاننے کی خواہش پیدا ہوئی کہ حارثہ نے اپنے کس عمل کے سبب یہ فضیلت حاصل کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی چنانچہ آپ نے حارثہ کی اس فضیلت کا سبب ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا کہ یہی وہ فضیلت ہے جو والدین کے ساتھ نیکی کرنے پر حاصل ہوتی ہے یہی وہ فضیلت ہے جو والدین کے ساتھ نیکی پر حاصل ہوتی ہے اور حارثہ ابن نعمان اپنی ماں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے اس روایت کو بغوی نے شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے اور بیہقی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے (میں جنت میں گیا یہ فرمانے کے بجائے) فرمایا کہ میں گیا تھا اس حالت میں کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں ہوں۔ (مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 857)

والدین کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پروردگار کی رضامندی وخوشنودی ماں باپ کی رضامندی اور خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناخوشی وناراضگی میں ہے۔

(ترمذی، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 858)

یہی حکم ماں کا بھی ہے کہ بلکہ ماں اس بات کی زیادہ مستحق ہے حاصل یہ ہے کہ اگر تم اپنی خدمت واطاعت اور اچھے سلوک کے ذریعہ اپنی ماں باپ کو خوش رکھو گے تو تمہارا پروردگار بھی تم سے خوش رہے گا اور اگر تم نافرمانی وسرکشی کرو گے اور ایذا رسانی کے ذریعہ ماں باپ کو ناخوش رکھو گے تو تمہارا پروردگار بھی تم سے ناخوش وناراض رہے گا۔

والدین کی رضا کو بیوی کی مرضی پر ترجیح دینے کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک بیوی والا ہوں اور میری والدہ چاہتی ہیں کہ میں اس

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بیوی کو طلاق دے دوں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کہ والد جنت کے بہترین دروازوں میں سے ہے (یعنی والد کی رضا مندی وخوشنودی کو ہر حالت میں ملحوظ رکھنا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اس لئے جو شخص چاہتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے وہ دروازہ اختیار کرے جو بہترین دروازوں میں سے ہے تو اس کو چاہیے کہ والد کی رضا مندی وخوشنودی کو ہر حالت میں ملحوظ رکھے) پس تم کو اختیار ہے کہ چاہے اس دروازے کی محافظت کو اور چاہے اس کو ضائع کرو۔

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 859)

باپ کے لئے حق ہونا

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کرنے کے بعد اپنے قول پس تم کو اختیار ہے کے ذریعہ اس شخص پر واضح کر دیا کہ اگر تم اپنی والدہ کی خواہش کے مطابق اپنی بیوی کو طلاق دیدو گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس کی رضا مندی وخوشنودی حاصل کر کے جنت میں داخل ہونے کے لئے بہترین دروازہ اختیار کر لیا ہے ورنہ بصورت دیگر تم اس دروازے کو چھوڑنے والے سمجھے جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں اگر چہ والد کا ذکر ہے مگر ابو درداء نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ جب باپ کے حق میں اس طرح فرمایا تو ماں بدرجہ اولیٰ اس ارشاد کا محمول قرار پائے گی یہ کہ لفظ والد سے صرف باپ مراد نہیں لیا گیا ہے بلکہ جنس یعنی پیدا کرنے والا مراد ہے اور یہ بات زیادہ موزوں ومناسب ہے کیونکہ پیدا کرنے والے کے مفہوم میں باپ اور ماں دونوں داخل ہیں۔

ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں نہ تو وہ شخص داخل ہوگا جو کسی کے ساتھ بھلائی کر کے اس پر احسان رکھے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

نہ وہ شخص جو ماں باپ کی نافرمانی کرے اور نہ وہ شخص جو شراب نوشی کرے اور بغیر توبہ کے مرجائے۔(نسائی، دارمی، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 864)

احسان نہ جتلایا جائے

منان اصل میں منۃ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کسی کو کچھ دیا جائے یا اس کے ساتھ نیکی کی جائے اور پھر اس پر اپنا احسان جتایا جائے یہ خصلت یعنی احسان کر کے اس کو جتانا نہایت بری بات ہے قرآن کریم میں ہے، آیت(لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی) : احسان رکھ کر اور ایذاء دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو۔ بعض حضرات نے لفظ منان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ من سے مشتق ہے جس کے معنی کاٹنا ہے لہذا منان کے معنی یہ ہوں گے وہ شخص جو ناطے کو کاٹے۔ عاق سے مراد وہ شخص جو ماں باپ اور دوسرے اقرباء کو کسی شرعی وجہ کے بغیر ایذاء پہنچائے یا عاق کا اطلاق خاص طور پر اس شخص پر ہوتا ہے جو ماں باپ کو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کو ستائے۔ جنت میں داخل نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایسے لوگ اللہ کے ان نیک اور صالح بندوں کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے جو آخرت میں حساب کتاب کے دن فائز المرام اور نجات یافتہ قرار دیئے جائیں اور بلا کسی روک ٹوک کے شروع ہی میں جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے یا یہ مراد ہے کہ یہ لوگ عذاب کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوں گے یعنی پہلے ان کو اپنے گناہ کی سزا بھگتنی ہوگی اور اس کے بعد جنت میں پہنچائے جائیں گے تاہم اگر اللہ چاہے گا تو ان کے بغیر عذاب کے بھی جنت میں داخل کر دے گا کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ، آیت(ویغفر مادون ذالک لمن یشاء) اور اس کے علاوہ بھی جس کو وہ چاہے بخش دے گا۔

خالہ کا ماں کی طرح احترام کرنے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

سے ایک بڑا گناہ صادر ہو گیا ہے میری توبہ کے لئے کیا چیز ہے یعنی کوئی ایسا عمل بتا دیں جس کو اختیار کر کے میں اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرا سکوں اور اپنا گناہ معاف کروا سکوں۔ حضور نے فرمایا کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تمہاری خالہ ہے اس نے کہا ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرو یعنی اس کی خدمت و اطاعت کرو اور اس کی دیکھ بھال رکھو نیز اپنی حیثیت و اطاعت کے مطابق اس کی مالی امداد و اعانت کرتے رہو۔

(ترمذی، مشکوٰۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث 866)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناطے داروں کے ساتھ حسن سلوک، گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ ہے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو تاہم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ بتایا گیا ہو کہ حسن سلوک کا کبیرہ گناہ کے کفارہ کا سبب بننا اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمادیا کہ تم اپنی خالہ سے حسن سلوک کرو تمہارا گناہ بخش دیا جائے گا اور یا یہ کہ اس شخص سے جو گناہ صادر ہوا تھا وہ کبیرہ گناہ نہیں تھا بلکہ حقیقت میں صغیرہ گناہ تھا البتہ اس شخص نے اپنے مضبوط جذبہ ایمانی اور احتیاط و تقویٰ کی بنا پر اس گناہ کو ایک بڑا گناہ سمجھا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ خالہ، ماں کا درجہ رکھتی ہے۔

وفات کے بعد والدین سے حسن سلوک کرنے کا بیان

حضرت ابو اسید ساعدی کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو قبائل انصار میں سے ایک قبیلہ بنو سلمہ سے تعلق رکھتا تھا اس شخص نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ کے حسن سلوک کا کچھ حصہ ابھی باقی ہے جس کو میں ان کی وفات کے بعد پورا کروں یعنی میں اپنے ماں باپ کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا وہ مر چکے ہیں۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

وفات کے بعد والدین کے لئے دعا کرنا

تو کیا ان کی وفات کے بعد بھی ان کے حق میں سلوک کرنے کی کوئی صورت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان کے حق میں دعا کرنا (جس میں نماز جنازہ بھی شامل ہے) ان کے لئے استغفار کرنا ان کی موت کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا ان کے ناطے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا جن کے ساتھ حسن سلوک کرنا محض ان (ماں باپ) کے سبب سے ہے یعنی ماں باپ کے وہ عزیز و اقارب جن کے ساتھ محض اس وجہ سے حسن سلوک کیا جاتا ہے تا کہ ماں باپ کی خوشنودی حاصل ہو نہ کہ کسی اور غرض سے اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت و تعظیم کرنا، یہ وہ صورتیں ہیں جن کو اختیار کر کے ماں باپ کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا جا سکتا ہے۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 867)

رضاعی والدہ کی شان کا بیان

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جعرانہ میں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت تقسیم فرما رہے ہیں کہ اچانک ایک خاتون آئیں جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں تو آپ نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں میں نے ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حسن سلوک دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ماں ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 868)

حدیث میں جن محترم خاتون کا ذکر ہے وہ دایہ حلیمہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہونے کا شرف حاصل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دایہ حلیمہ کے علاوہ ایک اور خاتون نے بھی ابتداء کے کچھ دنوں تک دودھ پلایا تھا جن کا نام ثوبیہ ہے اور جو ابولہب کی باندی تھیں ان دونوں کے اسلام کے بارے میں علماء کا اختلافی اقوال ہیں۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

والدین کی خدمت کے سبب مشکل آسان ہونے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم کا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ تین آدمی ایک ساتھ کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں سخت بارش نے ان کو آلیا وہ اس بارش سے بچنے کے لئے پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے اتنے میں پہاڑ سے ایک بڑا پتھر گر کر اس غار کے منہ پر آپڑا ان تینوں پر باہر نکلنے کا راستہ بند کر دیا وہ تینوں اس صورت حال سے سخت پریشان ہوئے اور اس غار میں سے نکلنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آئی، تو آپس میں کہنے لگے کہ اب تم اپنے ان اعمال پر نظر ڈالو جو تم نے کسی دنیاوی فائدہ کی تمنا اور جذبہ نام ونمود کے بغیر محض اللہ کی خوشی کے لئے کیے ہوں اور ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ سے دعا مانگو شاید اللہ ہماری نجات کے راستہ کھول دے چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا کہ ان کے دودھ کے ذریعہ ان سب کا انتظام کر سکوں، چنانچہ جب میں شام کو اپنے گھر والوں کے پاس لوٹتا اور بکریوں کا دودھ نکالتا تو اپنے ماں باپ سے ابتداء کرتا اور ان کو اپنی اولاد سے پہلے دودھ پلاتا ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ چراگاہ کے درخت مجھے دور لے گئے یعنی میں بکریوں کا چراتا ہوا بہت دور نکل گیا یہاں تک کہ شام ہوگئی اور میں گھر واپس نہ آسکا جب رات کو گھر پہنچا تو اپنے ماں باپ کو سوتے ہوئے پایا پھر میں نے اپنے معمول کے مطابق دودھ دوہا اور دودھ سے بھرا ہوا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا کہ میں نے یہ ناپسند کیا کہ ان کو جگاؤں اور نہ ہی یہ گوارا کیا کہ ان سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں جب کہ وہ بچے میرے پیروں کے پاس پڑے ہوئے مارے بھوک کے رو بلک رہے تھے اور وہ سب اپنے حال پر قائم رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی یعنی پوری رات اسی حالت میں دودھ کا برتن لئے ماں باپ کے سرہانے کھڑا رہا وہ دونوں سوتے رہے اور میرے بچے بھوک سے بیتاب ہو کر روتے رہے پس اے اللہ اگر تو

جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضا اور خوشنودی کی طلب میں کیا ہے تو میں اپنے اس عمل کے واسطہ دیتے ہوئے تجھ سے التجا کرتا ہو کہ تو ہمارے لئے اس پتھر کو وا تنا کھول دے کہ اس کشادگی کے ذریعہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، چنانچہ اللہ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اس پتھر کو اتنا سرکا دیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے شخص نے اس طرح کہا کہ اے اللہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس کو اتنا ہی زیادہ چاہتا تھا جتنا زیادہ کوئی مرد کسی عورت کو چاہ سکتا ہے جب میں نے اس سے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دینے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے یہ کہہ کر میری خواہش ماننے سے انکار کر دیا کہ جب تک میں سو دینار اس کو پیش نہ کروں میری جنسی خواہش پوری نہیں ہوگی پھر میں نے محنت و مشقت کر کے سو دینار فراہم کیئے ان دیناروں کو لے کر اس کے پاس پہنچا وہ اپنی شرط پوری ہو جانے پر میری خواہش کے لئے راضی ہوگئی جب میں جنسی فعل کے لئے اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو وہ کہنے لگی کہ بندہ اللہ اللہ سے ڈر اور میری مہر امانت کو توڑنے سے باز رہ یعنی اس نے مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہوئے التجا کی کہ میری آبرو کو نہ لوٹو اور حرام طور پر ازالہ بکارت کر کے میرے پردہ ناموس کو جو کسی کی امانت ہے یوں تار تار نہ کرو میں یہ سنتے ہی خوف اللہ سے کانپنے لگا اور اپنے نفس کی گمراہی پر شرمسار ہو کر اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہو پس اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میرا یہ عمل یعنی قابو حاصل ہونے کے باوجود اس کو چھوڑ کر ہٹ جانا اپنے نفس کو کچل دینا محض تیری رضا و خوشنودی کی طلب میں تھا تو میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو اس پتھر کر ہٹا کر ہمارے لئے راستہ کھول دے چنانچہ اللہ اس شخص کی دعا بھی قبول فرمائی اور اس پتھر کو تھوڑا سا اور سرکا دیا پھر تیسرے شخص نے اس طرح کہنا شروع کیا اے اللہ میں نے ایک مزدور کو ایک فرق چاول کے عوض مزدوری پر لگایا جب اس نے اپنا کام پورا کیا تو مطالبہ کیا کہ میری اجرت دو میں نے اس کی اجرت دی مگر وہ بے نیازی کے ساتھ اس کو چھوڑ کر چلا گیا پھر میں نے ان چاولوں کو اپنی زراعت میں لگایا اور کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ انہی چاولوں کے ذریعہ میں نے بیل اور ان

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بیلوں کے چرواہے جمع کر لئے پھر ایک بڑے عرصہ کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈرو مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھ کو واپس کرو میں نے کہا بے شک تیرا حق مجھ پر واجب ہے ان بیلوں اور ان چرواہوں کے پاس جاؤ اور ان کو اپنے قبضہ میں لے لو اس نے میری بات سن کر بڑی حیرت سے میری طرف دیکھا اور کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو میں نے کہا کہ میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں جا کر ان بیلوں اور ان کے چرواہوں کو لے لو اس کے بعد اس نے ان سب کو اپنے قبضہ میں کیا اور چلا گیا پس اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرا وہ عمل محض تیری رضا اور خوشنودی کی طلب میں تھا تو میں اپنے اس عمل کے واسطے سے التجا کرتا ہوں کہ تو یہ پتھر جتنا بھی باقی رہ گیا ہے اس کو سرکا دے، چنانچہ اللہ نے غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھول دیا۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 869)

والدین کا حق اولاد سے پہلے ہونا

جب کہ وہ بچے میرے پیروں کے پاس پڑے ہوئے۔ الخ۔۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ جس قوم کے افراد کے متعلق ہے اس کی شریعت میں ماں باپ کا حق اولاد کے نفقہ وحق پر مقدم تھا جب ہی تو اس شخص نے ماں باپ کو دودھ پلانے سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلانا گوارا نہیں کیا حالانکہ بھوک کی شدت سے رات بھر روتے رہے لیکن بعض حضرات کے قول کے مطابق ہو سکتا ہے کہ اس شخص نے اپنے بچوں کو بقدر رسد رمق تو دودھ پلا دیا تھا مگر وہ اتنی مقدار پر مطمئن نہیں ہوئے تھے اور مزید دودھ پلانے کے رو چلا رہے تھے۔

فرق مدینہ میں ایک رائج پیمانہ کا نام تھا جس میں سولہ رطل یعنی تقریباً آٹھ سیر غلہ آتا تھا یہ پیمانہ عام طور پر غلہ وغیرہ کے لین دین میں ناپ تول کے کام آتا تھا۔ بیلوں کے چرواہے سے مراد وہ غلام ہیں جو کھیتی باڑی کے کام، چوپایوں کے دیکھ بھال اور ان کو چرانے پر مامور ہوتے تھے حدیث میں ان چاولوں کی کاشت سے حاصل ہونے والے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

مال کے طور پر صرف بیلوں اور چراہوں کا ذکر اکثر واغلب کے اعتبار سے ہے کہ اس شخص نے ان چاولوں کو اپنی زراعت میں لگا کر بہت کچھ حاصل کیا یہاں تک کہ میرے پاس بہت زیادہ مال واسباب جمع ہو گیا جیسے بیل اونٹ، گوسفند اور غلام وغیرہ۔

جنت ماں کے قدموں میں ہے

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت جاہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور اس وقت اسی سلسلے میں آپ سے مشورہ کرنے حاضر ہوا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پھر انہی کی خدمت کو ضروری سمجھو کیونکہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

(احمد، نسائی، بیہقی، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 870)

جنت ماں کے قدموں میں ہے کا مطلب یہ ہے کہ تم جہاد میں جانے کے بجائے ماں کے قدموں میں پڑے رہ کر اس کی اطاعت وخدمت کرنا زیادہ ضروری سمجھو کیونکہ ماں کی اطاعت وخدمت جنت میں جانے کا ذریعہ ہے گویا اس جملہ کے ذریعہ بطور کنایہ اس تواضع وانکساری اور عاجزی وخاکساری کو بیان کرنا مقصود ہے جس کا حکم اولاد کو دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے آیت (وخفض لھما جناح الذل من الرحمہ)۔ اور ان (والدین) کے سامنے شفقت عاجزی کے ساتھ جھکے رہو۔

باپ کی مرضی کا احترام کرنے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا لیکن میرے والد محترم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے چنانچہ انہوں نے ایک دن مجھے کہا تم اس عورت کو طلاق دیدو میں نے انکار کیا پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور سے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اس بات کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدو۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 871)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدو یا تو استحباب کے طور پر تھا یا اگر اس عورت کو طلاق دلوانے کا کوئی اور شرعی سبب بھی پایا جاتا تھا کہ اس بناء پر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس صورت سے علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہو گیا تھا تو پھر کہا جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ ارشاد وجوب کے طور پر ہے۔

والدین کی خوشی جنت جبکہ ناراضگی سبب جہنم ہونے کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ماں باپ تمہارے لئے جنت بھی اور دوزخ بھی۔

(ابن ماجہ، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 872)

اس ارشاد کے ذریعہ بڑے بلیغ انداز میں ماں باپ کی اہمیت اور ان کی عظمت شان کو ظاہر فرمایا گیا ہے کہ وہ تمہارے لئے جنت کی راہ بھی آسان کر سکتے ہیں اور تمہیں دوزخ کا مستوجب بھی بنا سکتے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ اولاد پر ماں باپ کا حق یہ ہے کہ ان کی رضا مندی اور خوشنودی کو بہر صورت ملحوظ رکھا جائے جو جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کیا جائے جو دوزخ میں جانے کا باعث۔ حاصل یہ ہے کہ اگر اطاعت وخدمت کے ذریعہ ماں باپ کو راضی وخوش رکھو گے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر نافرمانی ولاپرواہی کے ذریعہ ماں باپ کو ناخوش رکھو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔

والدین کی اطاعت کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازے کھل جانے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

فرمایا: جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والا یعنی اس نے ماں باپ کے حقوق ادا کر کے اللہ کے حکم کی اطاعت کی ہے تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر اس کے ماں باپ میں سے ایک کوئی زندہ ہو کہ جس کی اس نے اطاعت و فرمانبرداری کی تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور جس شخص نے اس حالت میں صبح کی وہ ماں باپ کے حق میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنے والا ہے یعنی اس نے ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی اللہ کے حکم کے نافرمانی کی ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھولے ہوتے ہیں اور اگر ماں باپ میں کوئی ایک زندہ ہے جس کی اس نے نافرمانی کی تو اس کے لئے ایک دروزاہ کھولا جاتا ہے یہ ارشاد سن کر ایک شخص نے عرض کیا اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں، اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں۔ (مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 874)

خلاف شریعت عمل میں فرمانبرداری نہ کرنا

حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور ان کی نافرمانی کرنے سے اجتناب کرنا چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے ان کی اطاعت و فرمانبرداری یا ان کی نافرمانی درحقیقت اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری یا اس کی نافرمانی کرنا ہے۔ اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جملہ کو تین بار فرمانا ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی اہمیت کو ظاہر کرنے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کی تاکید کو زیادہ شدت کے ساتھ بیان کرنے کی بنا پر تھا تاہم واضح رہے کہ ظلم سے مراد وہ ظلم ہے جس کا تعلق دنیاوی معاملات سے ہو نہ کہ دینی امور سے کیونکہ ماں باپ کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس سے دین کی مخالفت اور شرعی احکام و مسائل کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

والدین کی زیارت کے سبب نفلی حج کے ثواب کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا جو بھی لڑکا اپنے باپ یا ماں کو محبت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج نفلی کا ثواب لکھتا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چہ وہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے حضور نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے یعنی تمہارے گمان میں جو یہ بات کہ ہر نظر کے بدلے ایک مقبول نفلی حج کا ثواب کیونکر لکھا جاتا ہے تو یہ اجر و انعام اللہ کی شان اور اس کی وسعت رحمت کی نسبت سے کچھ بعید نہیں وہ اگر چاہے تو اس سے بھی بڑا اجر دے سکتا ہے۔ (مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 875)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شرک کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے جس قدر چاہتا ہے بخش دیتا ہے مگر نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو موت سے پہلے اس کی زندگی میں ہی جلد ہی سزا دے دیتا ہے۔

(مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 876)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اسے اپنے اس گناہ کی سزا اپنی موت سے پہلے اسی دنیا میں بھگتنی پڑتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس دنیا کی زندگی کا تعلق ماں باپ سے ہو یعنی جو والدین اپنی اولاد کی طرف سے نافرمانی کا دکھ سہتے ہیں وہ اپنی زندگی ہی میں اس اولاد کو اپنے گناہ کی نافرمانی کی سزا بھگتتے دیکھ لیتے ہیں تاہم دونوں صورتوں میں آخرت کا عذاب بدستور باقی رہتا ہے کہ نافرمان اولاد محض اسی دنیا میں سزا نہیں پائے گی بلکہ آخرت میں بھی عذاب کی مستوجب ہوگی۔ اس حدیث کے سلسلہ میں ایک احتمال اور بھی ہے کہ وہ یہ کہ والدین کے حقوق کے مذکورہ بالا حکم میں تمام حقوق العباد شامل ہوں یعنی جس طرح ماں باپ کے حقوق ادا نہ کرنے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

والی اولاد اس گناہ کی سزا دنیا میں پاتی ہے اسی طرح ہر وہ شخص بھی اسی دنیا میں سزایاب ہوتا ہے جو بندوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے چنانچہ حکومت وقت کے خلاف بلا کسی شرعی و قانونی وجہ کے بغاوت کرنے والے اور ناحق ظلم کرنے والے کے بارے میں مذکورہ بالا طرح کی منقول وعید سے یہی ثابت ہوتا ہے حاصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا ارشاد گرامی کے ذریعہ والدین کے حقوق کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور ان کی نافرمانی کرنے کے گناہ کی شدت و سنگینی کو بڑے سخت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

محبت بھرا لفظ ماں

"ماں" محض ایک لفظ نہیں بلکہ محبتوں کا مجموعہ ہے۔ "ماں" کا لفظ سنتے ہی ایک ٹھنڈی چھاؤں اور ایک تحفظ کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔ ایک عظمت کی دیوی اور سب کچھ قربان کر دینے والی ہستی کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ "ماں" کے لفظ میں مٹھاس ہے۔ انسانی رشتوں میں سب سے زیادہ محبت کرنے والی ہستی ماں کی ہے۔ ماں خدا کی عطا کردہ نعمتوں میں افضل ترین نعمت ہے۔ تہذیبی روایات کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے ہر دن کو ہماری ماں کی دعاؤں کے سائے میں طلوع ہونا چاہیے۔ قرآن حکیم اور دوسرے تمام الہامی صحیفوں میں "ماں" کا تقدس سب کی مشترکہ میراث ہے۔ ہر سال مئی کے دوسرے اتوار کو دنیا بھر میں اس دن کو خاص اہمیت دے کر ماں کی عظمت کو سلام کرنے، اس کی دعائیں اور پیار لینے کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔ اسلام نے بھی ماں کی عظمت، وقار اور احترام کا اعتراف کیا ہے "یعنی ماں کی محبت"، اس کی اطاعت اور خدمت کو جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ محسن انسانیت آخرالزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر خاتون جنت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا ماں کی حیثیت سے ایک زندہ و جاوید کردار ہیں۔

دنیا کی عظیم ترین ہستی ماں

دنیا کی عظیم ترین ہستی ماں ہے اس کا دوسرا نام جنت ہے اور ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔ چونکہ پاکستان عالمی افق پر بڑی اہمیت کا حامل ہے لہٰذا گلوبل ویلج میں رہ کر اپنی ثقافت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے مہذب قوموں کے اچھے دنوں کو مثبت

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

انداز سے دیکھنا اور اہمیت دینا ہماری ذمہ داری کا ایک حصہ ہونا چاہیے۔ ماں کی آغوش انسان کی پہلی درس گاہ ہے۔ ماں کی بددعا سے بچو۔ کیونکہ ماں اور خدا کے درمیان پردہ نہیں ہوتا۔ سب سے دلچسپ بات یہ ہوگی کہ آپ اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر اس دنیا کی خوبصورت چیز "ماں" جس کے پاؤں تلے جنت ہے کے دربار میں حاضری دیں۔ اس کی عظمت کی حقیقت تو سب پر ہی عیاں ہے لیکن (mother day) اپر ماں کی اہمیت، شخصیت اور اسلامی نقطہ نظر سے اس کے رتبے کے اتنا بلند کردیں کے ماں کے پیار کا پیانہ چھلک جائے اور اس کی دعائیں ہمیشہ کی طرح لیکن خاص کر آج کے دن عرش معلیٰ کو پار کرکے ہمارے لئے وسیلہ بن جائے۔

جنت منتظر ہے

اللہ کی جنت ان پیاروں کا انتظار کررہی ہے جنہوں نے اپنی ماں کو بھرپور عزت اور بے پناہ پیار دیا ہوگا۔ تاریخی حوالوں کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے 250 سال قبل سے اس دن کو منایا جارہا ہے اور دنیا کی ہر ماں کو خوشیاں اور مسکراہٹیں دینے کے لئے اس دن چھوٹی بڑی گھریلو تقریبات کا اہتمام کرکے، پھل، گھر پر بنائے ہوئے کیک، ماں کی پسند کے پھولوں کا گلدستہ، میٹھا دودھ اور نمکین یا چینی سے بنی اشیاء ماں کو تحائف کے طور پر بھی دی جاتی رہی ہیں۔ ہم پاکستانی بھی اس طرح کی تقریبات منعقد کرکے ماں کے ان بیش قیمت احسانات کا معمولی سا شکریہ ادا کرسکتے ہیں جو ایک ماں اپنے بچے کی تخلیق سے لے کر اسے جوان کرنے تک اس پر کرتی ہے۔ یہاں شکریئے کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ ماں کے احسانات کا بدلہ دینا تو کسی کے بس کی بات ہی نہیں۔ چھوٹے چھوٹے تحائف ماں کو ایسی خوشی سے ہمکنار کرتے ہیں کہ بے ساختہ اس کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ جاتے ہیں۔ مدرڈے پر سفید پھول کے انتخاب کے پیچھے یہ حقیقت پوشیدہ ہے کہ اولاد اور ماں کے درمیان محبت کے بے لوث اور ملاوٹ سے پاک ہونے کی نشاندہی ہوسکے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں کے لئے یوم منانے والے

انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں 1600 سے امریکہ میں Pennsylvania میں 10 مئی 1908 سے بطور خاص حکومتی سطح پر اس دن کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ لازم ہے ہر بشر پہ کرے ماں کا احترام ماں، اصل میں خدا کی طرف سے ہے ایک انعام ماں کا تقدس برقرار رکھنا خاندان کے ہر فرد کا فرض ہے لیکن حکومت اور NGO's کی تھوڑی سی توجہ حاصل ہو جائے تو کلچرل اور سوشل انقلاب کی ابتداء ہو سکتی ہے۔ معاشرہ کی بے توجہی سے متاثرہ بچوں کو NGO's سے وابستہ خواتین اور وزارت بہبود خواتین کی توجہ کی ضرورت ہے ان بچوں کو یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے انہیں بھی ممتا کا پیار دینے والے موجود ہیں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ کسی بھی بچے کی زندگی میں سب سے اہم کردار ماں کا ہوتا ہے۔ جس شخص کی زندگی میں ماں نہیں وہ زندگی اور ایسے شخص کی شخصیت کبھی نارمل نہیں ہوسکتی۔

آج کل ہر کوئی اپنی مصروفیات کا رونا روتا نظر آتا ہے۔ "ماؤں کے عالمی دن" کا احساس ذمہداری کے ساتھ اہتمام کیا جائے تو والدین کی عزت کا احساس مزید بلند ہوگا اور خاندانی بندھن بھی مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ ایسا دور ہے کہ جذبات اور احساسات کی جگہ مشینوں نے لے لی ہے۔ جذبات سے عاری لگی بندھی، ای میل بھیج دی جاتی ہے، ٹیلی فون وفیکس پر دور سے ہیلو ہائے ہو جاتی ہے۔ سبق آموز کہانیاں سنانے، آداب زندگی سکھانے کی بجائے اب کیسٹ لگا کر یا کارٹون نیٹ ورک لگا کر مائیں بری الذمہ ہو جاتی ہیں۔

اب چھوٹوں کو بزرگوں اور ماؤں سے ملوانے، ان کے سروں پر ہاتھ پھروانے اور دعائیں لینے نہیں لایا جاتا، کیونکہ بچے اپنا کیریئر بنانے میں مصروف ہیں۔ یہ ہے ہماری بھاگتی دوڑتی، تیز رفتار مشینی زندگی، جہاں خوبصورت جذبات واحساسات کی جگہ کم ہوتی جارہی ہے۔ ماں کا تعلق کسی دیہی یا پسماندہ علاقے سے ہو یا شہروں میں رہنے والے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

خوشحال خاندان سے، نسل انسانی کے لئے اس کی عظمت و حرمت لائق تحسین و آفرین ہے۔

ماں صرف ماں ہے

ماں صرف ماں ہے اس کی نہیں کوئی اور ذات، الفاظ ہی نہیں کہ بیاں اس کی ہوں صفات "ماؤں کے عالمی دن" پر ماں کا عام دن سے زیادہ خیال رکھنا، اس کی ضروریات کی پسندیدہ چیزوں کو خلوص و پیار کے ساتھ پیش کرنا انتہائی پسندیدہ عمل سمجھا جائے گا۔ مثالی کردار ادا کرنے والی ماؤں عظمت تو اور بھی بڑھ کر ہے جنہوں نے انتہائی خراب حالات میں محنت و مشقت کر کے ایسے سپوت ملت اسلامیہ کو دیئے جن کی خدمات تاریخ ساز بھی ہیں۔

اور عہد آفرین بھی۔ دنیائے کے عظیم انسانوں کی عظمت ماں کی آغوش سے ہی عبارت ہے۔ ماں کے حقوق کی اہمیت اور ادائیگی کے متعلق مذہب اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے واضح ہدایات تفصیل سے موجود ہیں۔ مشرقی بیٹیاں ماؤں سے بے حد نزدیک ہوتی ہیں اور حقیقی رشتوں سے قربت ضروری ہوتی ہے۔ عالمی سطح پر منائے جانے والے Mother's Day پر مزید اپنی ماں سے محبت کا بھرپور اظہار کرنا پاکستانیوں کو بھی ضرور اچھا ضرور لگے گا۔ کسی مثبت روایت کو محض اس لئے رد نہیں کیا جانا چاہیے کہ اس کا آغاز کسی غیر اسلامی ملک سے ہوا ہے۔

تمام مذاہب میں ماں کا احترام

سوال یہ ہے کہ دین اسلام سمیت دنیا کے تمام مذاہب اور اخلاقی فلسفے آخر ماں کو غیر معمولی عزت و احترام کیوں دیتے ہیں۔ اگر اس بات کا سائنسی بنیادوں پر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ماں اپنے بچے کی تخلیق کے تمام مراحل میں اپنے شوہر سے پورے نو مہینے سینئر ہوتی ہے۔ اپنے بچے سے باپ کا پہلا تعارف اس کی پیدائش پر ہی ہو پاتا ہے جبکہ ماں کا اپنے بچے کے ساتھ پیدائش سے نو مہینے قبل ہے ایسا اٹوٹ تعلق قائم ہو چکا ہوتا

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ہے کہ ماں لحہ لحہ اس کی تکمیل کے عمل کو خود اپنے ہاتھوں انجام دے رہی ہوتی ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا عدل ہی شک سے مبرا ہے اور اس نے ماؤں کی سنیارٹی کو عدل کے تقاضوں کے عین مطابق اہمیت دیتے ہوئے ماں کو باپ پر فوقیت بخشی ہے۔ احادیث نبوی کے حوالے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام نے ماں کو باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ مقام اور مرتبہ عطا کیا ہے۔

ہر قوم کے کوئی نہ کوئی تہوار ہوتے ہیں جنہیں خاص اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ان میں مذہبی، سماجی اور قومی تہوار شامل ہوتے ہیں۔ تہوار منانے کا مقصد دراصل یہ ہوتا ہے کہ سال میں ایک مرتبہ کسی اہم ترین مقصد کے بارے میں پوری قوم کے جذبے کو تازہ کیا جائے۔ کسی اہم ذمہ داری کے بارے میں لوگوں کے فرائض انہیں یاد دلائے جائیں تا کہ وہ نئے جوش اور جذبے کے ساتھ درست راستے پر گامزن ہو جائیں۔

ماں ایک آفاقی رشتہ ہے

ماں کا رشتہ ایک آفاقی رشتہ ہے۔ پوری دنیا میں ہر جگہ اسے احترام حاصل ہے۔ اگر اس رشتے کے حوالے سے کوئی دن بین الاقوامی سطح پر منایا جاتا ہے تو اس میں پورے صدق دل کے ساتھ حصہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس دن ماؤں کے حوالے سے اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور اپنی عادات میں ایسی تبدیلیاں لائیں کہ اپنی ماؤں کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھ سکیں۔

میرے سر پہ میری ماں کی ایسی شفقت ہے ورنہ
زمانے کی کڑی دھوپ میں اب تک جل چکا ہوتا

ماں اس ہستی کا نام ہے جو زندگی کے تمام دکھوں اور مصیبتوں کو اپنے آنچل میں چھپا لیتی ہے۔ اپنی زندگی اپنے بچوں کی خوشیوں، شادمانیوں میں صرف کرتی چلی آئی ہے اور جب تک یہ دنیا قائم و دائم ہے یہی رسم جاری رہے گا۔ یوں تو دنیا میں سبھی اشرف المخلوقات چاہے وہ کوئی بھی زبان بولتا ہو، چاہے کسی بھی مذہب سے ان کا تعلق ہو ماں ہر

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ایک لیئے قابلِ قدر ہے۔ مگر خاص طور پر ہماری مشرقی ماں تو ہوتی ہی وفا کی پتلی ہے۔ جو جیتی ہی اپنے بچوں کے لئے ہے۔ ویسے تو دنیا نے ماں کے لئے ایک خاص دن کا تعین کر دیا ہے مگر جو ہر سال کے دوسری اتوار کو منایا جاتا ہے، چونکہ ہم حضورِ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور اسلام ہی ہمارا مکمل مذہب ہے اس لئے یہاں یہ ذکر ضرور کروں گا کہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں اللہ کی طرف سے ماں دنیائے عظیم کا سب سے خوبصورت تحفہ ہے۔ ماں تو ایک ایسا پھول ہے جو رہتی دنیا تک ساری کائنات کو مہکاتی رہے گی۔ اس لئے تو کہتے ہیں کہ ماں کا وجود ہی ہمارے لئے باعثِ آرام و راحت، چین و سکون، مہر و محبت، صبر و رضا اور خلوص و وفا کی روشن دلیل ہے۔

اولاد کے لئے ماں کا انمول سایہ

ماں اپنی اولادوں کے لئے ایسا چھاؤں ہے جس کا سایہ کبھی ختم نہیں ہونے والا ہے۔ رب العزت فرماتا ہے، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرو اور خاص طور پر اپنی ماں کے ساتھ۔ اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مشہور ہے کہ عورت پر سب سے زیادہ حق اس کے شوہرِ نامدار کا ہے جبکہ مرد پر اس کی ماں کا ہے۔ ویسے بھی ہر مسلم بچہ، نوجوان، غرض کہ ہر ذی شعور کو اس بات کا علم تو ہے ہی کہ باپ کے مقابلے میں ماں کا حق تین گنا زیادہ ہوتا ہے۔

بوڑھے والدین کی باتیں سمجھنا

ماں کے حوالے سے ایک اور مفکر نے لکھا کہ اولاد کے لئے والدین کا پیغام ہے، جس دن تم ہمیں بوڑھا دیکھو صبر کرنا اور ہمیں سمجھنے کی کوشش کرنا، جب ہم کوئی بات بھول جائیں تو ہم پر طنز نہ کرنا اور اپنا بچپن یاد کرنا، جب ہم بوڑھے ہو کر چل نہ پائیں تب ہمارا سہارا بننا اور اپنا پہلا قدم یاد کرنا، جب ہم بیمار ہو جائیں تو وہ دن یاد کر کے ہم پر اپنے پیسے خرچ کرنا جب ہم تمہاری خواہشیں پوری کرنے کے لیے اپنی خواہشیں قربان کرتے تھے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں کی ماںمتا اور اس کی نرم دلی کو بروئے کار لانا افضل اعمال میں سے ہے اور وہ آنے والے معاشرے کی اصلاح کا سنگِ بنیاد ہے۔ مرد اپنی طبعی خشونت، سخت مزاجی اور فکر معاش کے باعث اس کی قدرت نہیں رکھتا، پس ماں اپنے قرب کو ایسا بنائے کہ اولاد وہاں راحت وسکون محسوس کرے شاید اسی بنیاد پر جنت ماں کے قدموں تلے کا مقولہ مستعمل ہوا۔

مگر اُن کے لئے یہاں ذکر ضروری ہے جن کی مائیں ابھی حیات ہیں، ایک ہستی تھی جو جان تھی میری، جو آن سے بھی بڑھ کر مان تھی میری، اللہ کے سوا کسی کو سجدہ ہوتا تو میں اپنی ماں کو سجدہ کرتا۔ میں اسی نتیجہ پر پہنچا کہ محبت کی بہترین ترجمان ماں ہے شاید اسی لیے محبت کا جب کوئی پیمانہ بناتا ہے تو وہ ماں ہی کے رشتہ کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔

پودے کا سبزہ پھول کی رنگت و خوشبو، دریا کی روانی کشتی کا قرار، پھل کی مٹھاس سورج کی روشنی، آسمان کی بلندی زمین کی وسعت گھی کی نرمی پرندے کی پرواز، اور چکور کا عشق، سب مل کر انسان کا پیکر بنے تو مَر مَرین ستونوں کی بہشت ماں کی تخلیق عمل میں آتی ہے۔

حسن سلوک کا سب زیادہ حقدار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ فرما دیجئے کہ میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے، نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تیری ماں پھر انہوں نے عرض کیا، پھر کون، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تیری ماں انہوں نے پھر عرض کیا، پھر کون، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تیری ماں چوتھی مرتبہ یہی سوال پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تیرے والدِ بزرگوار (صحیح بخاری، کتاب الادب)۔

ماں کی روداد کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس شعر کو بھی میں مضمونِ خاص کا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

حصہ بنانا چاہوں گا کہ،

نیند اپنی بھلا کے سلایا ہم کو
آنسو اپنے گرا کے ہنسایا ہم کو
درد کبھی نہ دینا اُن ہستیوں کو
اللہ نے ماں باپ بنایا جن کو

ماں کی وفا

ماں ویسے تو وفا کی پتلی کہلاتی ہے مگر کیا اچھا ہو کہ وہ اس پر پوری اُترے تو اس کے لئے لازم ہے کہ ماں کے کیا حقوق ہیں۔ بس ہر عورت اتنا سوچ لے کہ اسے ماں بننا ہے اور ہر عورت کو ساس بھی بننا ہے۔ بہو اگر یہ سوچ لے کہ کل کو وہ بھی اپنے بیٹے کی بہو کی ساس بنے گی اور بیٹا اس کی نافرمانی کرے تو اسے کیسا محسوس ہو گا تو میری اتنی ہی گذارش ہے کہ وہ اپنی ساس کو بحیثیت ماں کے اس کے تمام حقوق ادا کرے تو یوں وہ خود اپنے آنے والے کل کے لیے اپنی عظمت کو محفوظ کر سکتی ہے۔

ماں تو ماں ہوتی ہے، اس لفظ ماں میں کتنی مٹھاس ہے۔ یہاں چند ملکوں کا ذکر کروں گا کہ ماں کو کیا کہہ کر پکارتے ہیں، اور آپ اندازہ کریں گے کہ رنگ و نسل، ذات پات، مذہب سب کچھ جدا جدا ہیں ان افرادی قوت کی مگر وہ ماں کو جو بھی کہہ کر پکاریں شیرینی سے پُر لفظ ہوتا ہے۔ ہم تو اپنی میٹھی زبان اردو میں ماں کو امّی، امّاں کہتے ہیں، ہندی زبان میں ماں جی کہتے ہیں، اور عربی زبان میں ماں کو ام کہا جا رہا ہے۔ بنگالی زبان کی رِدا میں ماں کو امّو یا ماں کہتے ہیں۔ جاپانی زبان میں ماں کو اوکسان کہتے ہیں۔ انڈونیشین لینگویج میں ماں کو بینگ، مراٹھی زبان میں آئی کہتے ہیں۔ اور مغرب کے تمام ملکوں میں تو ویسے ہی ماں کو ممی کہتے ہی ہیں۔ سمجھنے اور سمجھانے کی بات یہ ہے کہ ماں کے زمرے میں استعمال ہونے والا لفظ تمام زبانوں کے لئے میٹھا اور سُریلا ہی ہے۔

ماں اسلام میں عطاعت و فرماں برداری کی ایک دینی فریضہ ہے، اپنے زندگی کا ہر

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

لمحہ اس کی عظمت پر نثار اور تا حیات وتا عمر اس کی خدمت کو اپنا شعار بنانا ہی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اولادوں کے لیئے نجات کا ذریعہ ہوگا۔ ماں کی خلوص وایثار، کے لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

ماں ساتھ ہے تو سایہ قربت بھی ساتھ ہے
ماں کے بغیر دن بھی لگے جیسے رات ہے
میں دور جاؤں اُس کا میرے سر پہ ہاتھ ہے
میرے لیے تو ماں ہی میری کائنات ہے
ربِّ جہان نے ماں کو یہ عظمت کمال دی
اُس کی دعا پہ آئی مصیبت بھی ٹال دی
قرآن میں ماں کے پیار کی اُس نے مثال دی
جنت اُٹھا کے ماؤں کے قدموں میں ڈال دی

ماں میری ماں

ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا (سورہ احقاف آیت نمبر 15) آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے والدین کا مقام اور احکام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان کردیے ہیں بلکہ اللہ پاک نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ مگر سورہ احقاف کی آیت نمبر 15 جس کا ترجمہ ہم نے اوپر لکھا، اس میں خاص طور پر ماں کے مقام اور محنت ومشقت کو بیان کیا ہے۔

شروع آیت میں حسن سلوک کا حکم ماں اور باپ دونوں کو دیا گیا، مگر آگے صرف ماں کی محنت ومشقت کا ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ماں کی محنت ومشقت لازمی اور ضروری ہے۔ حمل کے زمانہ کی تکلیفیں، پھر وضع حمل اور دردِ زہ کی تکلیفیں۔ یہ ساری

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

تکالیف ماں کے مقدر میں ہیں، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد پر ماں کے حق کو سب سے زیادہ رکھا ہے۔

ایک چڑیا اور ماں کی صلہ رحمی کا واقعہ

ایک حدیث میں ارشاد ہے صلہ رحمی اور خدمت کرو اپنی ماں کی، پھر اپنی ماں کی، پھر اپنی ماں کی اس کے بعد باپ کی اور اس کے بعد جو قریب تر رشتہ دار ہو اس کی پھر جو اس کے بعد ہو ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، ماں چونکہ باپ کے مقابلہ میں بچے کی پرورش میں بہت زیادہ مشقت اٹھاتی ہے، اس لئے ماں کو اپنی اولاد کے ساتھ محبت بھی باپ کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ انسان تو انسان جانوروں میں بھی ماں کو اپنی اولاد کے ساتھ بہت محبت ہوتی ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جا رہے تھے کہ ایک درخت میں گھونسلہ دیکھا جس میں چڑیا کے بہت خوبصورت بچے تھے۔

اور چڑیا وہاں پر موجود نہ تھی۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بچے اچھے لگے۔ وہ بچوں کا ہاتھ میں لے کر مدینہ کی طرف چل دیئے تھوڑی ہی دیر میں وہ چڑیا آئی اور ان کے سر کے اوپر چکر لگانے لگی اور آوازیں نکالنی شروع کر دیں مگر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ نہیں پائے کہ یہ چڑیا مجھ سے کیا کہہ رہی ہے، مجبور ہو کر وہ چڑیا آکر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر آکر بیٹھ گئی۔ انہوں نے اس کو بھی پکڑ لیا، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سارا واقعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سمجھایا کہ دیکھو جب یہ چڑیا واپس اپنے گھونسلہ میں آئی اور اپنے بچوں کو نہ دیکھا تو وہ بچوں کی تلاش میں اڑی، یہاں تک کہ جب اس نے دیکھا کہ اس کے بچے تمہارے ہاتھ میں ہیں تو ہو تمہارے سر پر چکر لگا کر یہ فریاد کرنے لگی کہ مجھے بچوں سے جدا نہ کرو تم نے بچوں کو آزاد نہ کیا تو ماں نے یہ سوچا کہ چلو میں آزادی پر اپنی قید کو ترجیح دیتی ہوں کہ میں بھی قید ہو جاتی ہوں بچوں کے ساتھ تو وہ تمہارے کندھے پر آکر بیٹھ گئی۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اب آپ جاؤ اور اس ماں اور اس کے بچوں کو اسی گھونسلہ میں واپس کر دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت مانگنے کے لئے آئی، اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین کھجوریں ان کو کھانے کے لئے دیں تو ماں نے ایک ایک کھجور دونوں بیٹوں کو دے دیں اور تیسری کو کھانے کے بجائے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ جب دونوں بچے اپنے حصہ کی کھجوریں کھا چکے تو اس ماں نے اپنی کھجور کے دو حصہ کئے، ایک حصہ ایک بیٹے کو اور دوسرا آدھا دوسرے بیٹے کو دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی حیران ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ماں کی محبت ہے۔ سبحان اللہ! سارے لوگوں کو کھا کر مزہ آتا ہے اور ماں کو کھلا کر مزہ آتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ماں سے زیادہ پیارا رشتہ اس دنیا میں کوئی نہیں۔ یہ وہ محبت ہے جو دکھانے اور بتانے کی نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک آسمانی تحفہ ہے۔ ماں پہلے کھلاتی ہے بعد میں کھاتی ہے پہلے پلاتی ہے بعد میں پیتی ہے، پہلے سلاتی ہے بعد میں سوتی ہے، خود ہزار تکلیفوں میں ہو مگر بچے کی ایک تکلیف بھی برداشت نہیں ہوتی اور بچے کو بھی ماں ہی ہر دم یاد آتی ہے جب پریشانی ہو دکھ ہو درد ہو سفر ہو اکثر ماں کو پکارتا ہے، بچپن ہو کہ جوانی یا کہ بڑھاپا ہر وقت ماں کا پکارتا ہے اور ماں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ اولاد چاہے کتنا ہی دکھ دے مگر یہ ماں پھر بھی اپنی اولاد کو دعائیں ہی دیتی ہے۔

ماں کی شان انداز نظم میں

یاد کرتا ہوں تو ماں خواب میں آ جاتی ہے
روح بھی گوہرِ نایاب میں آ جاتی ہے

جب بھی دیکھا ہے کسی ماں کو تڑپتا میں نے
شان ماں کی مری آداب میں آ جاتی ہے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

تیرگی میں جو کبھی راستہ میں بھولوں تو
میری ماں روشنِ مہتاب میں آ جاتی ہے
لکھنے لگتا ہوں میں تحریر جو اپنی ماں پر
میری تحریر بھی آداب میں آ جاتی ہے
ماں کے خوش دل کو کبھی بھی نہ دُکھانا یارو
ورنہ یہ زندگی غرقاب میں آ جاتی ہے
چومتی ہے مری ماں جب مری پیشانی کو
چاندنی سی گلِ شاداب میں آ جاتی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ شاکر تُو ہے ماں کے جیسا
شکل ماں کی رُخِ مہتاب میں آ جاتی ہے
معجزہ ماں کے پسر کا بنی ایڑھی شاکر
آبِ زم زم لئے آداب میں آ جاتی ہے
(کلام شاکر علی شاکر)

بوڑھی ماں کی خدمت اور صلہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے میرے جنت کے ساتھی کی زیارت کرائی جائے۔ تاکہ میں اسے دیکھ سکوں کہ وہ کیسا انسان ہے۔ جناب جبرائیل علیہ السلام امین نازل ہوئے۔ اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام! فلاں قصاب گوشت فروش جو فلاں محلہ میں رہتا ہے وہ جنت میں آپ علیہ السلام کا ہم نشین ہوگا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے ملنے کے لئے اس کی دکان پر گئے۔ اور دیکھا وہ دوسرے قصابوں کی طرح گوشت فروخت کرنے میں مصروف تھا۔ عصر کے وقت وہ جوان فارغ ہوا۔ اور اپنے حصے کا گوشت اٹھا کر اپنے گھر کی طرف چل پڑا حضرت موسیٰ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

علیہ السلام اس کے پیچھے پیچھے اس کے دروازے پر آئے اور اسے کہا کہ میں آج تمہارا مہمان ہوں۔ جوان نے خوش آمدید کہا۔ وہ آپ علیہ السلام کو ساتھ لے کر اندر گیا۔ اس نے پہلے تو کھانا تیار کیا بعدازاں گھر کی دوسری منزل پر گیا جہاں سے وہ ایک بڑی زنبیل کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ٹوکری کو اٹھا کر لایا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اس زنبیل میں ایک بوڑھی عورت تھی۔ جوان نے اس عورت کو زنبیل سے نکالا۔ اسے اپنے ہاتھوں سے نہلایا، بعدازاں اپنے ہاتھوں سے اس بڑھیا کو کھانا کھلایا پھر اس نے بڑھیا کو زنبیل میں لٹایا اور اسے سابقہ مقام پر رکھنے کے لئے اٹھا تو اس عورت نے کچھ کلمات ادا کئے جو کہ پیرانہ سالی بڑھاپے کے باعث قابل فہم نہ تھے۔

بعدازاں جوان موسیٰ علیہ السلام کے لئے طعام لایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوان سے پوچھا کہ اس عورت سے تمہارا کیا تعلق ہے؟ جوان نے بتایا کہ یہ میری بوڑھی ماں ہے اور میں مالی طور پر کمزور ہوں اس کی خدمت کے لئے نوکرانی کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اسی لئے میں خود ہی اس کی خدمت کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہاری ماں کھانا کھانے کے بعد کیا کہہ رہی تھی؟

جوان نے جواب دیا کہ میری ماں کا اصول ہے جب بھی میں اسے نہلاتا اور کھانا کھلاتا ہوں تو وہ ہمیشہ دعا دے کر کہتی ہے۔ اللہ تیری مغفرت فرمائے اور روز قیامت تجھے موسیٰ علیہ السلام کا ہم نشین بنائے، تجھے اسی جنت اور اسی درجہ میں جگہ دے جہاں موسیٰ علیہ السلام ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

جوان تجھے خوشخبری دیتا ہوں اللہ تعالیٰ نے تیری ماں کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے یہ خبر سنائی ہے کہ تو جنت میں میرا ہم نشین ہوگا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ جنت ماں کے قدموں تلے۔ (مسند احمد، جلد اول، رقم الحدیث، 543)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

وسلم نے ایک مرتبہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جو شخص مجھ سے محبت کرے، ان دونوں سے محبت کرے اور ان کے ماں باپ سے محبت کرے، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

ماں کے ایصال ثواب کے لیے حج کرنا

موسیٰ بن اسماعیل، ابوعوانہ، ابوبشر، سعید بن جبیر، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جہینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج نہ کرسکی اور مرگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اس کی طرف سے حج کر اگر تیری ماں پر کوئی قرض ہوتا تو کیا اسے ادا نہ کرتی؟ اللہ تعالیٰ کا حق تو اور بھی پورا کیے جانے کا مستحق ہے۔ (صحیح بخاری، جلد اول، رقم الحدیث، 1778)

ماں کے ایصال ثواب کے لیے روزے رکھنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور اس کے ذمے ایک مہینہ کے روزے واجب تھے کیا میں اس کی طرف سے قضا رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا، ہاں اللہ کا قرض ادا کیے جانے کا زیادہ مستحق ہے سلیمان نے بیان کیا کہ حکم اور سلمہ نے کہا کہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے جس وقت مسلم نے یہ حدیث بیان کی ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے حکم اور مسلم بطین اور سلمہ بن کہیل سے اور انہوں نے سعید بن جبیر اور عطا اور مجاہد سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری بہن مرگئی اور یحییٰ اور ابومعاویہ نے بیان کیا کہ مجھ سے اعمش نے بواسطہ مسلم، سعید، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں مرگئی اور عبیداللہ نے بواسطہ زید بن ابی انیسہ، حکم، سعید بن جبیر، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں مرگئی اور اس پر نذر کے روزے واجب تھے اور ابوحریز نے بیان کہ مجھ سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں مرگئی۔ اور اس پر پندرہ روزے واجب تھے۔

(صحیح بخاری، جلد اول، رقم الحدیث، 1877)

ماں باپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے دعا قبول ہوئی

حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تین آدمی جا رہے تھے تو بارش ہونے لگی وہ تینوں پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گئے ایک چٹان اوپر سے گری اور غار کا منہ بند ہو گیا ایک نے دوسرے سے کہا کہ اللہ سے کسی ایسے عمل کا واسطہ دے کر دعا کرو جو تم نے کیا ہو ان میں سے ایک نے کہا اے میرے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے چنانچہ میں باہر جاتا اور جانور چراتا تھا پھر واپس آ کر دودھ دوہ کر اپنے ماں باپ کے پاس لاتا جب وہ پی لیتے تو میں بیوی بچوں اور گھر والوں کو پلاتا ایک رات مجھے دیر ہو گئی میں آیا تو دونوں سو گئے تھے مجھے نا گوار ہوا کہ میں انہیں جگاؤں اور بچے میرے پاؤں کے پاس بھوک کے مارے رو رہے تھے۔

طلوع فجر تک میری حالت یہی رہی اے اللہ اگر تو یہ جانتا ہے کہ میں نے صرف تیری رضامندی کے لئے کیا ہے تو پتھر مجھ سے کچھ ہٹا دے تا کہ ہم آسمان تو دیکھ سکیں پتھر کچھ ہٹ گیا۔

پھر دوسرے آدمی نے کہا اے اللہ میں اپنی ایک چچازاد بہن سے بے انتہا محبت کرتا تھا جس قدر ایک مرد عورتوں سے محبت کرتا ہے لیکن اس نے کہا تم اپنا مقصد مجھ سے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم سو دینار نہ دے دو چنانچہ میں نے محنت کر کے سو دینار جمع کیے جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر مہر ناجائز طور پر نہ توڑ میں کھڑا ہو گیا اور اسے چھوڑ دیا۔

اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے صرف تیری رضا کے لئے ایسا کیا تو اس پتھر کو کچھ ہٹا دے وہ پتھر دو تہائی ہٹ گیا پھر تیسرے آدمی نے کہا یا اللہ میں نے ایک مزدور ایک فرق جوار کے عوض کام پر لگایا جب میں اسے دینے لگا تو اس نے لینے سے انکار کر دیا میں نے اس جوار کو کھیت میں بو دیا یہاں تک کہ میں نے اس سے گائے بیل اور چرواہا خریدا پھر وہ شخص آیا اور کہا اے اللہ کے بندے تو مجھے میرا حق دیدے میں نے کہا ان گایوں بیلوں اور چرواہے کے پاس جا اور انہیں لے لے یہ تیرے ہیں اس نے کہا کیا تم مذاق کرتے ہو میں نے اس سے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا وہ تیرے ہی ہیں اے میرے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے صرف تیری خوشنودی کے لئے ایسا کیا تو یہ پتھر ہم سے ہٹا دے چنانچہ وہ پتھر ان سے ہٹ گیا۔ (صحیح بخاری، جلد اول، رقم الحدیث، 2125)

ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم

حضرت عروہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں اسماء نے بیان کیا کہ میرے پاس میری ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آئیں اور وہ مشرک تھیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور عرض کیا وہ محبت سے میرے پاس آئی ہے تو کیا میں اپنی ماں کے ساتھ سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اپنی ماں کے ساتھ سلوک کر۔

(صحیح بخاری، جلد اول، رقم الحدیث، 2510)

ماں کے وصال ہو جانے کے بعد صدقہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور وہ اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے، انہوں نے کہا یا رسول

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کی وفات ہوگئی اور میں ان کے پاس موجود نہ تھا، کیا انہیں کچھ نفع دے گا، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ سعد نے کہا اچھا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف نامی ان کی طرف سے صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، رقم الحدیث، 31)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں دفعتاً مرگئیں اور میرا خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ بول سکتیں تو خیرات کرتیں کیا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان کی طرف سے صدقہ کرو۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، رقم الحدیث، 35)

ماں کی طرف سے نذر پوری کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ میری ماں مرگئیں اور ان پر ایک نذر باقی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ تم اس کو ان کی طرف سے پورا کردو۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، رقم الحدیث، 36)

حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ اور نیک والدین

سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن عباس کے پاس ان کے گھر میں بیٹھے تھے میں نے ان سے ان کی خواہش پر پوچھا کہ اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کوفہ کے ایک واعظ نوف کا بیان ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل کے نبی اور تھے اور جو خضر کے ساتھ رہے وہ اور تھے کیا یہ درست ہے؟ ابن عباس نے کہا اس اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا، ابن جریج کا بیان ہے کہ یعلی بن مسلم نے مجھے جو حدیث بیان کی اس میں یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سعید سے یہ کہا تھا کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے وعظ کہا لوگوں کو رقت پیدا ہوگئی اور بہت روئے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے موسیٰ اللہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کے پیغمبر! کیا اس زمین میں آپ سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی عالم موجود ہے؟

حضرت موسیٰ نے فرمایا نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناگوار ہوئی کیونکہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ہمارے بعض بندے تم سے بھی زیادہ علم والے ہیں حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ مولیٰ مجھے ان کا پتہ بتا تا کہ میں ان سے ملوں اور علم حاصل کروں ابن جریج کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے اس طرح کہا کہ اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اس کا پتہ یہ ہے کہ جہاں تمہاری مچھلی گم ہو جائے گی خضر تم کو وہیں ملیں گے یعلی نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا تھا کہ ایک مری ہوئی مچھلی لے لو جہاں وہ زندہ ہو جائے گی بس اسی جگہ وہ شخص تم کو ملے گا حضرت موسیٰ نے ایک مچھلی تھیلے میں ڈالی اور اپنے خادم یوشع کو ساتھ لیا۔

اور اس سے کہا کہ تم کو صرف اتنی تکلیف دیتا ہوں کہ جہاں مچھلی گم ہو جائے مجھے بتا دینا یوشع نے عرض کیا کہ یہ کیا بڑی بات ہے سعید کی روایت میں یوشع بن نون کا نام نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب حضرت موسیٰ اپنے ساتھی کے ساتھ ایک پتھر کی چٹان کے پاس پہنچے دریا کے کنارے تو موسیٰ سو گئے مچھلی تڑپ کر دریا میں چلی گئی نوجوان ساتھی نے خیال کیا کہ جگانا نہیں چاہئے جب اٹھیں گے تو کہہ دوں گا مگر ان کے اٹھنے کے بعد بھول گیا اللہ نے مچھلی کے جانے کی وجہ سے پانی کو روک دیا اور پانی میں ایک خاص نشان سرنگ کی طرح بن گیا راوی کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے یہ کہا تھا کہ وہ مچھلی پانی میں ایک سوراخ بنا کر چھوڑتی چلی گئی۔

اور پھر عمرو نے اپنے دونوں انگوٹھوں اور پاس والی انگلیوں سے حلقہ بنا کر بتایا اس کے بعد یہ دونوں حضرات آگے چلے گئے اور کچھ دور جا کر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ مجھے سفر کی تکان معلوم ہوتی ہے یوشع نے کہا کہ اللہ نے آپ کی تھکن کو دور کر دیا اس کے بعد یوشع نے کہا کہ مچھلی تو فلاں جگہ گم ہو گئی اور میں آپ سے کہنا بھول گیا چنانچہ حضرت موسیٰ لوٹ کر چٹان کے قریب آئے تو دیکھا کہ خضر کھڑے ہیں ابن جریج نے کہا کہ عثمان بن

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ابی سلیمان کا بیان ہے کہ آپ نے خضر کو دریا میں سبز بستر پر بیٹھے دیکھا سعید کہتے ہیں کہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے اور کپڑے کا ایک کنارا پیروں تلے دبایا ہوا تھا اور دوسرا کنارہ سر پر تھا حضرت موسیٰ نے سلام کیا خضر نے کہا کہ میرے ملک میں سلام کا طریقہ نہیں ہے تم کون ہو؟ حضرت موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ حضرت موسیٰ نے کہا جی ہاں! خضر نے کہا پھر یہاں کس کام کے لئے آئے ہو؟ حضرت موسیٰ نے کہا اس لئے کہ آپ مجھے اپنا علم سکھائیں خضر نے کہا کیا توراۃ اور وحی آپ کو کافی نہیں؟

اے موسیٰ! میرا علم تم نہیں سیکھ سکتے اور تمہارا علم میں نہیں سیکھ سکتا خضر یہ کہہ رہے تھے کہ ایک چڑیا نے دریا سے ایک چونچ پانی لیا خضر نے کہا اے موسیٰ! ہمارا اور تمہارا علم اللہ کے سامنے ایسا ہے جیسے وہ پانی جو اس پرندہ نے چونچ میں بھرا پھر وہ ایک چھوٹی سی ناؤ میں سوار ہوئے جو لوگوں کو ادھر سے ادھر لے جاتی تھی کشتی والوں نے ان کو پہچان لیا اور بلا اجرت کشتی میں بٹھا لیا خضر نے کشتی کے ایک تختہ کو توڑ دیا حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ تو تم نے بہت برا کیا اس سے تو کشتی والے ڈوب جائیں گے خضر نے کہا دیکھو میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے درحقیقت یہ پہلا اعتراض موسیٰ علیہ السلام نے بھولے سے کیا تھا اور دوسری بات خود حضرت موسیٰ نے شرط لگائی کہ اگر پھر ایسا ہوا تو مجھے ساتھ نہ رکھنا اور تیسرا اعتراض عمداً کیا۔

حضرت موسیٰ نے کہا میں بھول گیا ہوں بھول پر معاف کرنا چاہیے اس کے بعد آگے بڑھے ایک بچہ ملا خضر نے اسے مار ڈالا اور گلا کاٹ دیا حضرت موسیٰ نے کہا یہ تو تم نے بلا وجہ ایک خون کر ڈالا بے گناہ کو مار ڈالا ابن عباس اس آیت میں نفساً زکیۃ زاکیۃ دونوں طرح پڑھتے ہیں زاکیۃ کے معنی اچھا نیک مسلمان جیسے کہتے ہیں غلام زکیا اس کے بعد دونوں ایک بستی میں پہنچے ایک دیوار جو گرنے والی تھی اور ٹیڑھی ہو رہی ہے خضر نے اس کو ہاتھ لگا کر سیدھا کر دیا سعید نے ہاتھ کا اشارہ کر کے بتایا کہ دیوار کو اس طرح سیدھا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کیا تھا یعلی کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ سعید نے اسی طرح کہا تھا کہ خضر نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو وہ سیدھی ہوگئی حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا اور کہا کہ اگر تم چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے اور اس میں کھانا پینا ہو سکتا تھا اور یہ کہ (وکان وراء ھم) کے معنی اما مھم کے ہیں ابن عباس نے اسی طرح پڑھا ہے ابن جریج نے کہا کہ سعید کے سوا دوسرے راویوں نے بادشاہ بد دین و بد بیان کیا ہے اور وہ لڑکا جس کو خضر نے مار ڈالا تھا جیسور تھا کشتی توڑنے کی وجہ خضر نے یہ بتائی کہ وہ بادشاہ جو کہ دریا سے پار تھا ظالم تھا اور بیگار میں کشتیاں پکڑتا تھا اسے بیکار سمجھ کر چھوڑ دے گا۔

کشتی والے اسے ٹھیک کر کے کام چلائیں گے بعض نے کہا کہ سیسہ گلا کر کشتی جوڑی اور بعض نے کہا کہ لاکھ اور روغن سے جوڑا وہ لڑکا کافر تھا اور اس کے ماں باپ مومن تھے مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کی محبت والدین کو تباہ نہ کر دے لہذا میں نے اس کو اس لئے مار ڈالا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے ماں باپ کو نیک اولاد عنایت فرما دے جو اس سے ہر حالت میں نیک اور اچھا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کوئی نیک لڑکی عنایت کر دے چنانچہ داؤد بن عاصم کہتے ہیں کہ لڑکی ہی مراد ہے۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، رقم الحدیث، 1920)

بچے کو ماں کی نسبت سے منسوب کیا گیا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کہ عویمر بن حارث عاصم بن عدی کے پاس آیا جو کہ بنی عجلان کا سردار تھا اور کہنے لگا کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ ایک شخص کسی دوسرے آدمی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے دیکھے اگر اسے قتل کرتا ہے تو تم اسے قصاص میں قتل کر دو گے تو پھر کیا کرے یہ بات تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو عاصم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسائل دریافت کرنے کو ناپسند فرمایا عاصم نے جا کو عویمر سے بیان کر دیا مگر عویمر نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں ہرگز باز نہیں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

آ سکتا۔

جب تک کہ اس مسئلہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ نہ لوں پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک شخص اپنی بیوی سے دوسرے آدمی کو زنا کرتے دیکھے تو کیا کرے اگر وہ اسے قتل کرتا ہے تو تم اسے قصاص میں قتل کردو گے آخر کیا کرے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تمہارے اور تمہاری بیویوں کے حق میں قرآن کی آیت نازل فرمائی ہے اور لعان کا حکم دیا ہے۔

تو عویمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بیوی سے لعان کرلیا پھر آپ سے عرض کیا یارسول اللہ! اگر اب میں اسے اپنے پاس رکھتا ہوں تو گویا اس پر ظلم کرتا ہوں اس لئے اسے طلاق دے دی اس کے بعد مرد اور عورت میں یہی طریقہ جاری ہو گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اس بات کا خیال رکھو اور دیکھو کہ اس عورت کا بچہ کس شکل کا پیدا ہوتا ہے۔

اگر سانولے رنگ کالی آنکھ اور بھاری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو میں جان لوں گا کہ عویمر کا خیال بیوی کے متعلق ٹھیک تھا اور سرخ رنگ والا جیسا کہ عویمر کا رنگ ہے پیدا ہوا تو میں جانوں گا کہ عویمر نے بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے آخر جب عورت کے بچہ پیدا ہوا اور دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ کالی آنکھ والا سانولے رنگ اور بڑے سرین والا ہے لہذا بچے کو ماں کی نسبت سے منسوب کیا گیا۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، رقم الحدیث، 1944)

معروف گیارہ عورتوں کی ذہانت کا واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ گیارہ عورتوں نے ایک جگہ اکٹھا ہو کر باہم قول و اقرار کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کا حال بیان کرو، پہلی عورت نے کہا میرا خاوند لاغر اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہے، راستہ بڑا کٹھن ہے نہ چوٹی پر چڑھا جا سکتا ہے اور نہ وہ گوشت ہی عمدہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت بھری جائے۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

دوسری نے کہا میں اس کی حالت ظاہر کرنے سے ڈرتی ہوں کہ اس تذکرے کے بعد میں کہیں اس کو چھوڑ نہ بیٹھوں، اگر ذکر کروں تو بتاؤں گی کہ اس میں کیا عیب و ہنر ہیں، ضعف کی وجہ سے اس کے جسم میں جگہ جگہ گانٹھیں پیدا ہوگئی ہیں اور ایسی ہی بیسیوں برائیاں ہیں۔

تیسری بولی کہ میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے، اگر اس کی کیفیت بیان کروں تو طلاق ملتی ہے، اگر خاموش رہوں تو مجھے مفلس چھوڑ رکھا ہے۔

چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح متوسط ہے، نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈا، وہ ہمیشہ یکساں ہے نہ زیادہ ڈرنا نہ بہت اکتانا۔

پانچویں نے بیان کیا کہ میرا شوہر گھر میں آئے تو چیتا، باہر جائے تو شیر (شریف ایسا) کہ گھر میں کچھ ہوا کرے وہ باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا کہ میرا شوہر کھاؤ ہے، کھانے بیٹھے تو سب چٹ کر جائے اور لپٹے تو سب صاف کر جائے، جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے اور میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا کہ دکھ سکھ پوچھ لے۔

ساتویں نے کہا میرا خاوند گم کردہ راہ اور عاجز ہے، وہ سینے سے دبانے والا اور عورت کا ہر عیب اس کے لئے عیب ہے اس میں سب برائیاں ہیں، (اگر بات کرے) تو سر پھوڑ دے اور زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گذرے اور گہرا زخم لگائے۔

آٹھویں عورت نے کہا میرے شوہر کا چھونا ایسا ہے کہ جیسا خرگوش کا بس ہو جانا، (وہ نازک ہے) اس کی خوشبو ایسی کہ جیسے زرنب کی خوشبو، بہت ہی نازک ہے۔

نویں نے کہا میرا شوہر اونچی تعمیروں والا لمبے پر تلے والا اور بہت سخی ہے، اس کا گھر مجلس شوریٰ کے قریب ہے، وہ باتدبیر اور سمجھدار ہے۔

دسویں نے کہا میرے شوہر کا نام مالک ہے اور بھلا مالک کی کیا تعریف کروں، جو تعریف ذہن میں آسکے وہ بس اس کی تعریف ہے، وہ مہمانوں کے لئے ہمیشہ اونٹ ذبح

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کراتا ہے، چراگاہ سے زیادہ گھر میں اونٹ جمع رکھتا ہے اور گھنٹیوں کی آواز سن کر بتاتا ہے کہ اتنے اونٹ ذبح ہونے والے ہیں اور اتنے مہمان موجود ہیں۔

گیارھویں نے کہا میرا شوہر ابوزرع، واہ کیا کہنا، میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا، میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا اور مجھے اس قدر خوش رکھا کہ اس کی داد دینی پڑتی ہے، میرا خاوند اس نے مجھے ایسا پایا جو مشکل چند بکریوں والا تھا، میں ایک غریب لڑکی تھی، وہ مجھے ایسے خوشحال خاندان میں لایا، جو گھوڑوں کی ہنہناہٹ والے اور کجاوہ کی آواز والے ہیں، ان کے ہاں گھوڑے اونٹ سبھی موجود ہیں، ڈائیں چلانے والے بیل اور اناج پھٹکنے والے آدمی سبھی ان کے ہاں حاضر ہیں، ان کے ہاں میں بولتی تو میری نکتہ چینی کوئی نہ کرتا اور سوتی تو صبح کر دیتی، جب پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی، ابوزرع کی ماں یعنی میری خوشدامن وہ بھی بہت لائق عورت تھی، اس کے صندوق بھرپور رہتے تھے، اس کا گھر کشادہ اور اس کا بیٹا ابن ابوزرع خوب تر، اس خواب گاہ جیسے کھجور کی شاخ کھینچنے کی جگہ ہوتی ہے، یعنی چھریرے جسم کا، خوراک اس قدر کم کہ ایک دست چار ماہ کے بکری کے بچہ کی اس کا پیٹ بھر دے، اپنی سوکن کے لئے ہر وقت باعث غیظ وغضب، اس کی ملازمہ بھی قابل تعریف، دوسرے لوگوں سے کہہ کر ہماری باتوں کو نہ پھیلانے والی اور ہمارے ذخیرہ میں نقصان نہ کرنے والی، ہمارے گھر کو خس وخاشاک سے پاک کرنے والی، ایک دن ایسا ہوا کہ ابوزرع باہر نکلا کہ اس سے دودھ بلوایا جارہا تھا اور اس میں سے مکھن نکالنے کی تیاری ہو رہی تھی، میں نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک عورت جس کے ساتھ چیتے جیسے دو بچے ہیں جو اس کے زیر بغل دو اناروں (پستانوں) سے کھیل رہے ہیں، وہ دونوں دودھ پی رہے تھے، اس عورت کو دیکھ کر ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے شادی رچالی، اس کے بعد مجبوراً میں نے ایک ایسے آدمی سے نکاح کیا جو تیز رو گھوڑے پر سوار تھا، خطی نیزہ رکھتا تھا، اس نے بہت سی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے مویشیوں میں سے ایک ایک جوڑا ہر مویشی کا مجھے دیا اور کہا کہ ام زرع خود

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کھاؤ اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ذخیرہ پہنچاؤں اور صدقہ و خیرات کرنے کی بھی اجازت دی اور بہت کچھ دیا، مگر یہ سب داد و عیش ابوزرع کے ایک چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں پہنچ سکتے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ تمام قصہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی تیرے لئے ایسا ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے ساتھ تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ اس نے بیوی کو طلاق دے دی تھی اور میں نے طلاق نہیں دی، یعنی بیوی کے ساتھ ایسی ہی اچھی طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ (صحیح بخاری، جلد سوم، رقم الحدیث، 177)

ماں کا وقت عذاب بھی بچے کو نجات دلوانے کی کوشش کا بیان

ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر طوفان نوح میں اللہ تعالیٰ کسی پر رحم کرتا تو اس کے لائق وہ عورت تھی جو پانی کو ابلتے اور برستے دیکھ کر اپنے بچے کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پہاڑ پر چڑھ گئی جب پانی وہاں بھی آ گیا ہے تو بچے کو اٹھا کر اپنے مونڈھے پر بٹھا لیا جب پانی وہاں پہنچا۔

تو اس نے بچے کو سر پر اٹھا لیا، جب پانی سر تک جا چڑھا تو اپنے بچے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر سر سے بلند کر لیا لیکن آخر پانی وہاں تک جا پہنچا اور ماں بیٹا ڈوب گئے، اگر اس دن زمین کے کافروں میں سے کوئی بھی قابل رحم ہوتا تو یہ عورت تھی مگر یہ بھی نہ بچ سکی نہ ہی بیٹے کو بچا سکی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم رازی، سورہ نوح، بیروت)

ماں نے ادب سکھایا

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک حدیث بیان کرنے لگے اور قاسم بہت باتیں کرنے والے آدمی تھے اور اس کی ماں ام ولد تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس سے فرمایا کہ تجھے کیا ہوا کہ تم میرے اس بھتیجے کی بات کیوں نہیں کرتے؟ میں جانتی ہوں کہ تو کہاں سے آیا ہے، اسے اس کی ماں نے ادب سکھایا ہے اور تجھے تیری ماں نے ادب سکھایا ہے، یہ سن کر قاسم غصہ میں آ گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اس کا اظہار بھی کیا۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

جب قاسم نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دستر خوان لگ رہا ہے تو قاسم اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس سے فرمایا۔

کہاں جا رہے ہو قاسم نے کہا نماز پڑھنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بیٹھ جاؤ، قاسم نے کہا میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے بے وفا بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کھانا سامنے ہو اور پیشاب یا پاخانہ کا تقاضا ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ (صحیح مسلم، جلد اول، رقم الحدیث، 1241)

مشرکہ والدہ سے بھی حسن سلوک کریں

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ میرے پاس آئیں حالانکہ وہ مشرکہ تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتوی طلب کیا میں نے عرض کیا کہ میری مشرکہ والدہ میرے پاس آئی ہے۔

کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کروں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (مسند احمد، جلد دوم، رقم الحدیث، 626)

وقت وصال والدہ کے پاس حاضر ہونے کا بیان

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مرض الوفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے اندر آنے کی اجازت مانگی، ان کے پاس ان کے بھتیجے تھے۔

میں نے ان کے بھتیجے سے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں، ان کے بھتیجے نے جھک کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا وہ کہنے لگیں کہ رہنے دو (مجھ میں ہمت نہیں ہے) اس نے کہا اماں جان! ابن عباس تو آپ کے بڑے نیک فرزند ہیں، وہ آپ کو سلام کرنا اور رخصت کرنا چاہتے ہیں،

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

انہوں نے اجازت دے دی، انہوں نے اندر آکر کہا کہ خوشخبری ہو، آپ کے اور دیگر ساتھیوں کے درمیان ملاقات کا صرف اتنا ہی وقت باقی ہے جس میں روح جسم سے جدا ہو جائے۔

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب رہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی چیز کو محبوب رکھتے تھے جو طیب ہو، لیلۃ الابواء کے موقع پر آپ کا ہار ٹوٹ کر گر پڑا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کر لیا لیکن صبح ہوئی تو مسلمانوں کے پاس پانی نہیں تھا، اللہ نے آپ کی برکت سے پاک مٹی کے ساتھ تیمم کرنے کا حکم نازل فرما دیا، جس میں اس امت کے لئے اللہ نے رخصت نازل فرما دی اور آپ کی شان میں قرآن کریم کی آیات نازل ہو گئی تھیں۔

جو سات آسمانوں کے اوپر سے جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے، اب مسلمانوں کی کوئی مسجد ایسی نہیں ہے جہاں پر دن رات آپ کے عذر کی تلاوت نہ ہوتی ہو، یہ سن کر وہ فرمانے لگیں اے ابن عباس! اپنی ان تعریفوں کو چھوڑو، بخدا! میری تو خواہش ہے کہ میں بھولی بسری داستان بن چکی ہوتی۔ (مسند احمد، جلد دوم، رقم الحدیث، 942)

دہکتے تنور میں بیٹا اور ماں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی، مجھے دوران سفر ایک جگہ سے بڑی بہترین خوشبو آئی، میں نے پوچھا جبریل! یہ کیسی خوشبو ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی خادمہ اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے، میں نے پوچھا کہ اس کا قصہ تو بتایئے؟ انہوں نے کہا کہ ایک دن یہ خادمہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی، اچانک اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی، اس نے بسم اللہ کہہ کر اسے اٹھا لیا، فرعون کی بیٹی کہنے لگی کہ اس سے مراد میرے والد صاحب ہیں؟ اس نے کہا نہیں، بلکہ میرا اور تیرا رب اللہ ہے، فرعون کی بیٹی نے کہا کہ میں اپنے والد کو یہ بات بتا دوں گی؟ اس نے کہا کہ ضرور بتاؤ، فرعون کی بیٹی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

نے باپ تک یہ خبر پہنچائی، اس نے خادمہ کو طلب کر لیا۔ جب وہ خادمہ آئی تو فرعون کہنے لگا اے فلانہ! کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟

اس نے کہا ہاں! میرا اور تمہارا رب اللہ ہے، یہ سن کر فرعون نے تانبے کی ایک گائے بنانے کا حکم دیا اور اسے خوب دہکایا، اس کے بعد حکم دیا کہ اسے اور اس کی اولاد کو اس میں پھینک دیا جائے، خادمہ نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے، فرعون نے پوچھا کہ کیا کام ہے؟ اس نے کہا میری خواہش ہے کہ جب ہم جل کر کوئلہ ہو جائیں تو میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک کپڑے میں جمع کر کے دفن کر دینا، فرعون نے کہا کہ یہ تمہارا ہم پر حق ہے، (ہم ایسا ہی کریں گے) اس کے بعد فرعون نے پہلے اس کے بچوں کو اس میں جھونکنے کا حکم دیا، چنانچہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے بچوں کو ایک ایک کر کے اس دہکتے ہوئے تنور میں ڈالا جانے لگا۔

یہاں تک کہ جب اس کے شیر خوار بچے کی باری آئی تو وہ اس کی وجہ سے ذرا ہچکچائی، یہ دیکھ کر اللہ کی قدرت اور معجزے سے وہ شیر خوار بچہ بولا اماں جان! بے خطر اس میں کود جایئے کیونکہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے ہلکی ہے۔

چنانچہ اس نے اس میں چھلانگ لگا دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ چار بچوں نے بچپن (شیر خوارگی) میں کلام کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے، جریج کے واقعے والے بچے نے، حضرت یوسف علیہ السلام کے گواہ نے اور فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی خادمہ کے بیٹے نے۔ (مسند احمد، جلد چہارم، رقم الحدیث، 905)

جریج اور ماں کی نافرمانی کے سبب دنیا میں سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین لڑکوں کے علاوہ گہوارے کے اندر اور کسی نے کلام نہیں کیا۔ (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۲) وہ لڑکا جو جریج سے بولا تھا۔ جریج بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص کا نام تھا اس نے اپنا گرجا بنا رکھا تھا اور وہاں عبادت کرتا تھا ایک دن

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

بنی اسرائیل کے لوگ اس کی عبادت کا تذکرہ کر رہے تھے جسے سن کر ایک فاحشہ عورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اسے فتنے میں مبتلا کر سکتی ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو ہماری خواہش ہے۔ چنانچہ ایک روز جریج اپنے عبادت خانہ میں تھا کہ وہ عورت اس کے پاس آئی اور جریج سے کار برآری کی خواستگار ہوئی جریج نے انکار کیا تو اس عورت نے جا کر ایک چرواہے کو اپنے نفس پر قابو دیا جو جریج کے گرجے کے نیچے اپنی بکریاں رکھتا تھا اور چرواہے کے نطفہ سے اس کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا لیکن اس نے یہ اظہار کیا کہ لڑکا جریج کا ہے لوگ جریج کے پاس آئے (اور غصہ میں) اسے نیچے اتارا اسے گالیاں دیں مارا پیٹا اور اس کا عبادت خانہ ڈھا دیا جریج نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟

لوگوں نے کہا کہ تم نے اس فاحشہ کے ساتھ بدکاری کی ہے اور اس کے یہاں بچہ بھی پیدا ہو گیا ہے جریج نے پوچھا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ہے چنانچہ جریج نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور پھر اس بچہ کے پاس آ کر اسے انگلی چبھا کر دریافت کیا اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟

لڑکا بولا فلاں چرواہا لوگ (یہ صداقت دیکھ کر) اسے چومنے اور کہنے لگے ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنائے دیتے ہیں جریج نے جواب دیا مجھے اس کی ضرورت نہیں پہلے کی طرح صرف مٹی کا بنادو۔ (۳) بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے لڑکے کو دودھ پلا رہی تھی اتفاقاً ادھر سے ایک سوار زردوزی کے کپڑے پہنے نکلا عورت نے کہا الٰہی میرے بچے کو اس کی طرح کردے بچہ نے ماں کی چھاتی چھوڑ کر سوار کی طرف رخ کر کے کہا الٰہی مجھے ایسا نہ کرنا یہ کہہ کر پھر دودھ پینے لگا کچھ دیر کے بعد ادھر سے لوگ ایک باندی کو لے گزرے (جس کو راستے میں مارتے جا رہے تھے) عورت نے کہا الٰہی میرے بچہ کو ایسا نہ کرنا بچہ نے فوراً دودھ پینا چھوڑ کر کہا الٰہی مجھے ایسا ہی کرنا ماں نے بچہ سے کہا تو نے یہ خواہش کیوں کی؟ بچہ نے جواب دیا وہ سوار ظالم تھا (اس لئے میں نے ویسا نہ ہونے کی دعا کی) اور اس باندی کو لوگ کہتے ہیں کہ تو نے زنا اور چوری کی ہے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

حالانکہ اس نے یہ فعل نہیں کیے اور وہ کہتی رہی کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گہوارے میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے۔ (۱) حضرت عیسیٰ السلام (۲) وہ بچہ جو جریج کے زمانے میں تھا (۳) اور ایک اور بچہ پھر راوی نے مکمل حدیث ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جریج بنی اسرائیل میں ایک عبادت گذار آدمی تھا اس کی ایک ماں تھی ایک دن وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں اس سے ملنے کے شوق میں اس کے پاس آئی اور اس کا نام لے کر اسے پکارا۔

اس نے اپنے دل میں کہا کہ پروردگار نماز بہتر ہے یا ماں کے پاس جانا؟ پھر وہ نماز پڑھتا رہا اس کی ماں نے تین مرتبہ اسے پکارا پھر اس کی طبیعت پر سخت گرانی ہوئی اور وہ کہنے لگی کہ اے اللہ جریج کو فاحشہ عورتوں کا چہرہ دکھا۔ پھر راوی نے مکمل حدیث ذکر کی۔ (مسند احمد، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1090)

حضرت ابو ہریرہ کی والدہ کے قبول اسلام کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ اللہ جس مؤمن کو پیدا کرتا ہے اور وہ میرے متعلق سنتا ہے یا مجھے دیکھتا ہے تو مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے راوی نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ فرمایا دراصل میری والدہ مشرک عورت تھیں میں انہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتی تھیں۔

ایک دن میں نے انہیں دعوت دی تو میرے کانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات سننا پڑی جو مجھے ناگوار گذری میں روتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ ہمیشہ انکار کر دیتی تھیں آج میں نے انہیں دعوت دی تو میرے کانوں کو آپ کے متعلق ایسی بات سننا پڑی جو مجھے ناگوار گذری آپ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت عطاء فرما دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی کہ اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ہدایت عطاء فرمائیں دوڑتا ہوا نکلا تا کہ اپنی والدہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بشارت دوں جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا تو وہ اندر سے بند تھا مجھے پانی گرنے کی آواز آئی اور پاؤں کی آہٹ محسوس ہوئی والدہ نے اندر سے کہا کہ ابو ہریرہ تھوڑی دیر رکے رہو تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو وہ اپنی قمیض پہن چکی تھیں اور جلدی سے دوپٹہ اوڑھ لیا تھا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگیں انی اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ یہ سنتے ہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ خوشی کے آنسو لئے حاضر ہوا جیسے پہلے غم کے مارے رو رہا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہو اللہ نے آپ کی دعا قبول کر لی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب فرما دی۔

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مومن بندوں کے دل میں میری اور میری والدہ کی محبت پیدا فرما دے اور ان کی محبت ان دونوں کے دلوں میں ڈال دے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی کہ اے اللہ اپنے مومن بندوں کے دل میں اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کی محبت پیدا فرما اور ان کی محبت ان کے دلوں میں پیدا فرما اس کے بعد اللہ نے جو مومن بھی پیدا کیا اور وہ میرے بارے سنتا یا مجھے دیکھتا ہے یا میری والدہ کو دیکھتا ہے تو وہ مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے۔

ماں کی عظمت ورفعت افلاک کی وسعتوں سے بڑھ کر

آسمان نے کہا۔ ماں کی عظمت ورفعت افلاک کی وسعتوں سے بڑھ کر

زمین نے کہا۔ ماں کے پیروں کی دھول میں بھی پھول اگتے ہیں

چاند نے کہا۔ ماں ایسی میٹھی روشنی جس میں ممتا اور محبت کی کلیاں مسکراتی ہیں

چاندنی نے کہا۔ ماں ایسی روشنی ہے جس میں تپش نہیں ہوتی

تاریکی نے کہا۔ ماں ایک تابندہ ستارہ ہے جو اندھیرے میں روشنی بکھیرتی

ستاروں نے کہا۔ ماں ایسی دیپ ہے جس کی تابندگی کے آگے زہرہ، مریخ اور ثاقب کی بھی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

روشنی ماند پڑ جاتی

بادل نے کہا۔ماں کی نظرِ کرم ابرِ رحمت کا خوشگوار سایہ

سمندر نے کہا۔ماں کا دل ساگر سے بھی زیادہ گہرا ہے، جہاں پر رنج وغم چھپ جاتے

شاعر نے کہا۔ماں ایسی راگ ہے جس کی لے اور لوری زخموں کی چبھن کو چن لیتی

مالی نے کہا۔ماں ایک چمن ہے جس کے پھولوں کی رنگت کبھی ماند نہیں پڑتی

پھولوں نے کہا۔ماں ایسی خوشبو ہے جس کے وجود سے پوری کائنات معطر رہتی

قدرت نے کہا۔ماں میری طرف سے دنیا والوں کی عظیم تحفہ اور انعام خداوندی

ماں جس کی پیشانی میں نور، جس کی آنکھوں میں ٹھنڈک، جس کی باتوں میں محبت، جس کے دل میں رحمت، جس کے ہاتھوں میں شفقت، جس کے پیروں میں جنت اور جس کے آغوش میں پوری دنیا کا سکون رکھ دیا گیا اور پھر اس کی عظمت کا اعتراف خالق نے مخلوق سے اس طرح کرایا کہ خدا کی بندگی اور رسول کی پیروی کے بعد اطاعت وفرمانبرداری اور خدمت گزاری کا سب سے بڑا درجہ کسی کو حاصل ہے تو وہ ماں ہے۔جس کو صرف محبت بھری نظر سے دیکھ لینے سے حج مبرور کا ثواب مل جاتا ہے۔رب کائنات ہم سب کو ماں باپ کو بالخصوص ماں کی عظمت اور فرماں برداری کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

ماں کی خدمت کا واقعہ

سعودی عرب کے شہر قصیم کی شرعی عدالت نے اپنی تاریخ میں ایسا عجیب وغریب مقدمہ دیکھا جو کہ قصیم بلکہ پوری مملکت سعودی عرب میں نا ہی پہلے کبھی دیکھا یا سنا گیا تھا۔

ہم آئے دن خاندانی اختلافات، قطع رحمی اور عناد کی بھینٹ چڑھنے والے افسوس ناک واقعات اور دلوں کو لرزا دینے واقعات کی تفاصیل تو پڑھتے، سنتے اور دیکھتے ہی رہتے ہیں مگر صلہ رحمی کی بنیاد پر بننے والے اس مقدمہ کی تفاصیل سنیئے اور اس واقعہ کو کسوئی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

بنا کر اپنے آپ کو یا اپنے گرد و نواح میں وقوع پذیر حالات و واقعات کو پرکھیئے۔

اس شخص کا نام حیزان الفہیدی الحربی ہے۔ یہ بریدہ سے 90 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں (اسیاح) کا رہنے والا ہے۔ قصیم کی شرعی عدالت میں فیصلہ جیسے ہی اس کے خلاف گیا تو اس نے خود تو ... رو کر اپنی داڑھی کو آنسوؤں سے تر بتر کیا ہی، مگر اس کو دیکھنے والے لوگ بھی رو پڑے۔

آخر کس بات پر یہ زار و قطار رونا اور غش پڑ جانا؟ اولاد کی بے رخی؟ خاندانی زمین سے بے دخلی؟ حیزان کی بیوی نے اس پر خلع کا دعویٰ کیا؟ نہیں، ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تو پھر آخر کس بات کا رونا!! یہ قصہ تصوراتی نہیں بلکہ سچا اور حقیقت پر مبنی ہے جس کی تفاصیل سعودی عرب کے ایک بڑے اخبار (الریاض) کے سرورق پر چھپیں، مملکت کی کئی بڑی مساجد کے منابر سے آئمہ کرام نے اپنے خطابات میں اس واقعے کا ذکر کیا، سینکڑوں عربی ویب سائٹس اور فورمز پر لوگوں کی آنکھیں کھولنے والے اس واقعہ کی تلخیص آپ کیلئے حاضر ہے۔

حیزان اپنی ماں کی بڑا بیٹا ہے، اکیلا ہونے کی وجہ سے سارا وقت اپنی ماں کی خدمت اور نگہداشت پر صرف کرتا تھا۔ حیزان کی ماں ایک بوڑھی اور لاچار عورت جس کی کل ملکیت پیتل کی ایک انگوٹھی، جسے بیچا جائے تو کوئی سو روپے بھی دینے پر نا آمادہ ہو۔

سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا کہ ایک دن دوسرے شہر سے حیزان کے چھوٹے بھائی نے آ کر مطالبہ کر ڈالا کہ میں ماں کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں تا کہ وہ شہر میں میرے خاندان کے ساتھ رہ سکے۔ حیزان کو اپنے چھوٹے بھائی کا اس طرح آ کر ماں کو شہر لے جانے کا ارادہ بالکل پسند نا آیا، اس نے اپنے بھائی کو سختی سے منع کیا کہ وہ ایسا نہیں کرنے دے گا، ابھی بھی اس کے اندر اتنی ہمت، سکت اور استطاعت ہے کہ وہ ماں کی مکمل دیکھ بھال اور خدمت کر سکتا ہے۔

دونوں بھائیوں کے درمیان تو تکار زیادہ بڑھی تو انہوں نے معاملہ عدالت میں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

لے جانے کا فیصلہ کیا گیا، مگر معاملہ عدالت میں جا کر بھی جوں کا توں ہی رہا، دونوں بھائی اپنے موقف سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور عدالت پیشیوں پر پیشیاں دیتی رہی تا کہ وُہ دونوں کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکیں۔ مگر یہ سب کچھ بے سود رہا۔

مقدمے کی طوالت سے تنگ آ کر قاضی نیا آئندہ پیشی پر دونوں کو اپنی ماں کو ساتھ لے کر آنے کے لئے کہا تا کہ وہ اُن کی ماں سے ہی رائے لے سکے کہ وہ کس کے ساتھ رہنا زیادہ پسند کرے گی؟

اگلی پیشی پر یہ دونوں بھائی اپنی ماں کو ساتھ لے کر آئے، اُنکی ماں کیا تھی محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ، بڑھیا کا وزن بیس کلو بھی نہیں بنتا تھا۔

قاضی نے بڑھیا سے پوچھا کہ کیا وہ جانتی ہے کہ اُس کے دونوں بیٹوں کے درمیان اُسکی خدمت اور نگہداشت کے لئے تنازع چل رہا ہے؟ دونوں چاہتے ہیں کہ وہ اُسے اپنے پاس رکھیں! ایسی صورتحال میں وہ کس کے پاس جا کر رہنا زیادہ پسند کرے گی؟

بڑھیا نے کہا، ہاں میں جانتی ہوں مگر میرے لیئے کسی ایک کے ساتھ جا کر رہنے کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر حیزان میری ایک آنکھ کی مانند ہے تو اسکا چھوٹا بھائی میری دوسری آنکھ ہے۔

قاضی صاحب نے معاملے کو ختم کرنے کی خاطر حیزان کے چھوٹے بھاء کی مادی اور مالی حالت کو نظر میں رکھتے ہوئے مقدمے کا فیصلہ اُس کے حق میں کر دیا۔

جی ہاں، تو یہ وجہ تھی حیزان کے اس طرح ڈھاڑیں مار مار کر رونے کی۔ کتنے قیمتی تھے حیزان کے یہ آنسو احسرت کے آنسو، کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کرنے پر قادر کیوں نہیں مانا گیا؟ اتنا عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بھی ماں کی خدمت کرنے کو سعادت حاصل کرنے کے لئے یہ جد و جہد؟ شاید بات حیزان کی نہیں، بات تو اُن والدین کی ہے جنہوں نے حیزان جیسے لوگوں کی تربیت کی اور اُنہیں برالوالدین کی اہمیت اور عظمت کا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

درس دیا۔

ماں کی دعا انسان کو عزت کے فرش سے عرش تک لے جاتی ہے

ماں کی دعا انسان کو عزت کے فرش سے عرش تک لے جاتی ہے

اپنی ماں کی دعائیں لے لو کیونکہ ماں کی دعائیں ہی ایک نابینا بچے کو اس قابل بناتی ہیں کہ وہ امت کو روشنی کی طرف لائے۔

امام بخاری اور والدہ کی مخلص دعائیں

ایک عراقی شخص اور جلیل القدر عالم تھے۔ انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی۔ اس مبارک شادی کا پھل میاں بیوی کو ایک نامی گرامی بچے کی صورت میں ملا جس کا نام انہوں نے محمد" رکھا۔ شادی ہوئے ابھی کچھ ہی سال گزرے تھے کہ اسماعیل بیوی اور چھوٹے بچے کو داغ مفارقت دے گئے اور وراثت میں کافی دولت چھوڑ گئے۔

والدہ انتہائی انہماک کے ساتھ

اپنے بیٹے کی تربیت میں جت گئیں۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا ایک جلیل القدر عالم بن کر افق عالم پر چمکے اور اپنے علم سے تاریک دنیا کو منور کر دے لیکن ان کی حسرت ویاس اس وقت کوئی ٹھکانا نہ رہا جب ان کے بچے کے مستقبل میں ترقی اور ان کی تمناؤں کی تکمیل میں ایک بڑی رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

بچپن ہی میں یہ بچہ اپنی بینائی سے ہاتھ دھو بیٹھا اب نابینا ہونے کی صورت میں یہ بچہ حصول تعلیم کے لیے علماء کے دروس میں شرکت سے معذور تھا اور نہ وہ حصول علم کیلئے دوسرے شہروں کا سفر اختیار کر سکتا تھا۔ ماں کا یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ آخر اس بچے کا کیا ہوگا۔ عالم دین کیوں کر بن سکے گا۔ بینائی کے بغیر علم کا حصول کیسے ممکن ہے؟۔

اس خواہش کی تکمیل کے لیے ایک ہی ذریعہ باقی تھا۔ ایک ہی راستہ تھا اور وہ راستہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

دعا کا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دعا کے دروازے کھول دیئے اور پورے اخلاص اور سچی نیت کے ساتھ دربار الٰہی میں گڑگڑا کر رونے لگی اور اللہ رب العزت کے سامنے دست سوال دراز کر کے بچے کی بینائی کیلئے دعائیں مانگنے لگی۔ یہ دعائیں نجانے کتنی مدت تک ہوتی رہیں کہ ایک رات اس نے عجیب وغریب خواب دیکھا، حضرت ابرہیم خلیل اللہ خواب میں نظر آئے، وہ کہہ "اے بی بی! تیری دعاؤں کی کثرت سے سبب اللہ رب العالمین نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس کردی۔

جب محمد کی والدہ بیدار ہوئیں تو دیکھا واقعی اس کے بیٹے کی بینائی بحال ہوگئی ہے، ان کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ،

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ

اے پروردگار!! پریشان حال کی دعائیں تیرے علاوہ کون سن سکتا ہیا اور کون ہے کو بندوں کی تکلیفوں کو یہ عظیم خاتون جو مسلسل دعائیں مانگتی رہیں؛ امام المحد ثین محمد بن اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ تھیں جنہوں نے بیٹے کی بینائی لوٹ آنے کے بعد اس کی تعلیم وتربیت اس قدر محنت سے کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے پر علوم وفنون کے دروازے کھول دیئے اور پھر آگے چل کر یہ بچہ ایک بہت بڑا محدث بنا اور کتاب اللہ کے بعد دنیا کی صحیح ترین کتاب مرتب کی جو "صحیح البخاری کے نام سے مشہور ہے اور بچے کو لوگ امام بخاری سے جانتے ہیں جن کا پورا نام محمد بن اسماعیل البخاری رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

چار شہداء بیٹوں کی والدہ کی نصیحت کا واقعہ

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بڑی عظیم خاتون تھیں۔ ان کی زندگی کا جاہلی دور اور اسلامی دور ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔ وہ حقیقی انقلاب کی بہترین مثال ہیں۔ حقیقی انقلاب وہ ہوتا ہے جو دل کی دنیا کو بدل دے۔ انہوں نے اپنے بھائی معاویہ بن

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

عمرو کے قتل پر بھی مرثیے لکھے تھے۔ لیکن دوسرے بھائی صخر بن عمرو کے قتل پر تو ایسے دردناک اشعار مسلسل کئی سال تک کہے جن کو سن کر مخالف قبیلے کے لوگوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آ جاتے تھے۔ انہوں نے اپنا گریبان چاک کر لیا تھا۔

سر میں خاک ڈال لی تھی اور قسم کھائی تھی کہ جب تک بھائی کے خون کا انتقام نہ لے لیا جائے وہ اسی حال میں رہیں گی۔ اپنے ایک مرثیے میں وہ کہتی ہیں سورج کا طلوع و غروب اپنے معمول کے مطابق جاری ہے مگر ہر طلوع آفتاب صخر کی جدائی کا پیغام لے کر آتا ہے اور دل پر آرے چلاتا ہے۔

ہر غروب آفتاب غم کی اتھاہ گہرائیاں لے کر سیاہ رات مسلط کر دیتا ہے اور مجھے صخر کی یاد تڑپاتی ہے۔ میں مانند بسمل تڑپتی ہوں۔ نہ موت کی آغوش نصیب ہوتی ہے نہ زندگی کی مسکراہٹ کا سراہاتھ آتا ہے۔ صخر تیرے فراق میں میری آنکھیں بے نور ہوا چاہتی ہیں مگر تیری رفاقت و معیت نے سالہا سال مجھے خوشیوں اور مسرتوں کی بہاریں بھی تو دکھائیں۔ مقتولین پر آہ و زاری اچھی نہیں ہوتی لیکن تجھ پر رونا قابل تحسین و ستائش ہے کہ تو واقعی بے مثال شہسوار اور منبع جود و سخا تھا۔

حضرت خنساء کی یہ کیفیت کئی سال رہی۔ آخر اللہ نے ان کی قسمت بدلنے کا فیصلہ فرمالیا۔ توحید کی روشنی فاران کی چوٹیوں سے نمودار ہوئی۔ پھر یثرب کو مینارہ نور بننے کا شرف ملا۔ خنساء کی جوانی ڈھل چکی تھی۔ اب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی۔ انسانیت نے صدیوں تک تاریکیوں میں دھکے کھائے تھے اب انسانوں کے درمیان حق کا چراغ روشن تھا۔

قبیلہ بنو سلیم میں جب یہ دعوت اور روشنی پہنچی تو خنساء کو یہ پیغام مانوس اور پسندیدہ محسوس ہوا۔ خوش بخت تھیں، لمبا سفر کر کے مدینے آئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور اپنے قبیلے کے پورے وفد کے ساتھ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئیں۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا دل نشین کلام سنا اور ان کی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

تعریف کی۔ قبول اسلام کے چند دنوں بعد وہ اپنے علاقے میں واپس چلی گئیں مگر کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ بے قرار ہو کر واپس مرکز اسلام میں آ گئیں اور پھر یہیں مقیم ہو گئیں۔ ایران و روم کے مقابلے پر جنگیں جاری تھیں۔

یہ حضرت عمر بن خطاب کا دور خلافت تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص ایران کے مقابلے پر قلعے پہ قلعے فتح کرتے کسریٰ کی نام نہاد سپر یمیسی کو خاک میں ملا رہے تھے۔ ایرانیوں نے بالآخر ہاتھیوں کی فوج مقابلے میں لانے کا فیصلہ کیا۔ حضرت سعد نے امیر المومنین کی خدمت میں خط لکھا کہ ان کی مدد کے لیے تازہ دم فوج روانہ کی جائے۔ جب امیر المومنین نے مدینہ میں اعلان کیا تو مجاہدین فوراً جہاد پر جانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس تازہ دم لشکر اسلام کو مدینے سے رخصت کرنے کے لیے باہر تک پیدل چلتے ہوئے ساتھ ساتھ گئے۔ اس موقع پر وہ دعائیں بھی دیتے رہے اور نصیحتیں بھی کرتے رہے۔ عین اس موقع پر آپ نے ایک اونٹ پر ایک بوڑھی عورت کو بیٹھے دیکھا تو پوچھا آپ کہاں جا رہی ہیں؟ وہ فرمانے لگیں اپنے چار نوجوان فرزندوں کے ساتھ میدان جہاد میں جا رہی ہوں۔

یہ بوڑھی خاتون سیدہ خنساء بنت عمرو تھیں۔ یہ مجاہدین جب میدان جنگ میں پہنچے تو حضرت خنساء نے اپنے بچوں کو رات کے وقت اپنے خیمے میں ایک یادگار نصیحت فرمائی۔ میرے بچو تم نے اپنی رضا اور خوشی سے اسلام اور ایمان کی دولت کو سینے سے لگایا۔ پھر اللہ کی راہ میں ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا۔ خدا کی قسم جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کے صلب سے پیدا ہوئے ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے کبھی خیانت نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو کبھی رسوا کیا۔ تمہارا حسب اور نسب ہر عیب اور داغ سے پاک ہے۔ آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی حیات فانی سے کہیں بہتر ہے۔ اگر میدان جنگ میں لوگوں کے قدم اکھڑیں تو تم آگے بڑھنا۔ اللہ کا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ذکر اور دعائیں کرتے ہوئے میدان میں ڈٹ جانا۔ خبردار اگر تم میدان جنگ سے بھاگ کر آئے تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔

اللہ کے راستے میں جان قربان کر دینا سعادت اور جہاد سے منہ موڑنا اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ چشم فلک نے اس روز وہ ہولناک منظر دیکھا جو کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ جب ہاتھیوں کے لشکر نے ہلہ بولا تو آغاز میں غازیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ اللہ اکبر! آج فاتحین پر بڑا کڑا وقت آ گیا تھا۔ عین اس لمحے سیدہ خنساء کے چاروں بیٹوں نے ایک دوسرے کو نام بنام پکار کر کہا ماں کی نصیحت کو یاد کرو۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور ہاتھیوں کی سونڈیں کاٹنا شروع کر دیں۔

ہاتھی کے پورے جسم میں کانوں سے لے کر دم اور سر سے لے کر پاؤں تک کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جس پر تیر، تلوار یا نیزہ کوئی اثر دکھا سکے۔

صرف سونڈ وہ حصہ ہے جو نرم ہوتا ہے اور تلوار سے کاٹا جا سکتا ہے۔ اب ایرانی ہاتھی بلبلا کر پیچھے کی جانب بھاگنا شروع ہو گئے۔ اکھڑے ہوئے قدم جم گئے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں جانب سے لاتعداد لوگ قتل اور شہید ہوئے اور ان سے زیادہ زخمی اور مجروح ہوئے۔ شام کو لوگ اپنے اپنے خیموں میں واپس پلٹے تو معلوم ہوا کہ کون زندہ سلامت واپس آیا اور کون خلعت شہادت سے سرفراز ہوا ہے۔ شام کے جھٹپٹے میں ہی اس خیمے میں چراغ جل رہا تھا اور آج اس میں بوڑھی خنساء تنہا بیٹھی تھیں۔

اس خیمے میں کوئی بھی واپس نہ آیا۔ سعد بن ابی وقاص کو معلوم ہوا تو خود چل کر اس خیمے میں پہنچے۔ بہادر اور جری سعد کے لیے زبان سے ایک لفظ نکالنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ خنساء نے پوچھا سعد بتاؤ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟۔ سعد نے بمشکل یہ اطلاع دی کہ خنساء کے چاروں بیٹے میدان جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ ماں نے پھر پوچھا جنگ کا نتیجہ کیا نکلا؟ سپہ سالار نے بتایا کہ اللہ نے فتح عطا فرمائی ہے۔

یہ سننا تھا کہ سیدہ خنساء سجدے میں گر گئیں۔ ان کی زبان پر نہ کوئی نوحہ تھا نہ بین اور

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

مرثیہ۔ وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھیں اور زبان سے مسلسل کہہ رہی تھیں اے اللہ میں نے یہ قربانی تیرے راستے میں پیش کی ہے تو اسے قبول فرما لے۔ اے اللہ بوڑھی ماں کو اپنے بچوں سے جنت میں ملا دینا۔ کہاں وہ جاہلی زندگی کے شب و روز اور کہاں آج اسلام و ایمان کی عزیمت و قربانی کی یہ مثال! یہی تو حقیقی انقلاب ہے جو دل و دماغ اور سوچ فکر کو نئے سانچے میں ڈھال دیتا ہے۔ آج بھی شہدا کی مائیں انہی جذبات کا اظہار کرتی ہیں۔ جب ان کے لخت جگر میدان قتال میں داد شجاعت دیتے ہوئے جانوں کے نذرانے پیش کر کے اپنے اسلاف کی تاریخ کو زندہ کر دیتے ہیں تو ماؤں کے دل حضرت خنساء والی کیفیت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔

حضرت خنساء نے اپنے دور ایمانی میں کئی مرتبہ اپنے مقتول بھائیوں کی یاد میں ان جذبات کا اظہار بھی کیا کہ اگر وہ حالت ایمان میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتے تو دل کو قرار آ جاتا مگر ہائے حسرت کہ وہ جاہلی زندگی میں موت سے ہمکنار ہو گئے۔ اسلام ایک قوت ہے، نا قابل تسخیر! ایمان اور شوق شہادت ایک دولت ہے، بے بہا و بے بدل۔ اپنے ایمان کو تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام کی صحیح قدر و قیمت جاننے کا وقت ہے پھر ہم پر اللہ کے فضل سے کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

ماں پیاری ماں

قلم جب اٹھاتا ہوں لکھتا ہوں ماں
میں جب لب ہلاتا ہوں لکھتا ہوں ماں

ماں میم سے۔ محبت کرنے والی،، الف سے۔ ایثار کرنے والی،، اور نون سے۔ نڈر ،نہ خفا ہونے والی،، عورت ہی صرف ماں اور پیاری ماں ہے۔ سہ حرفی لفظ ہے، جس میں ممتا کی بے پناہ مٹھاس ہے۔۔ شب۔و۔روز میں عقیدت اور احترام کا سدر عکس ہے، پت جھڑ میں سراپا دعا ہے، زیست کے ہر رنگ میں خوشی کا دلکش راگ ہے، ایک ایسا ساز کہ جس میں گھر کا آنگن دلفریب اور روشن ہے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

بے حد عظیم ماں کا رتبہ ہے دوستو
لا ریب ماں کا پیار تو سچا ہے دوستو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ فرمایا۔ میں تجھے اپنے حقوق کے متعلق وصیت کرتا ہوں،، آپ نے پھر وہی عرض کیا تو فرمایا۔ میں تجھے تیری والدہ کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ آپ نے پھر سوال دہرایا تو اللہ پاک نے فرمایا۔ میں تجھے تیری والدہ کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ آپ نے پھر وصیت کی درخواست کی۔ تو فرمایا۔ تیرے باپ کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔.. گویا ہر عقل مند پر واجب ہے کہ اپنے والدین کا احترام کرے اور ان کے حقوق کی پابندی کرے۔ اللہ پاک نے اپنی رضامندی میں۔ والدین کی رضامندی میں قرار دی اور ان کی ناراضگی میں اپنی ناراضگی بتلائی۔

بڑی شان وعظمت ہے ماں کو ملی

پڑھ کے قرآن کو دیکھ لو دوستو اگر چاہتے ہو کہ عزت ملے
تو ماں کے کہے پر چلو دوستو

قرآن پاک میں ہے (ترجمہ) کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے۔؟ ارشاد فرمایا۔ اپنے وقت پر نماز ادا کرنا،، اور والدین سے اچھا سلوک کرنا،، پھر جہاد فی سبیل اللہ کرنا۔۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی گلوچ کرے۔ عرض کیا گیا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالیاں دے۔؟ یہ کسی کے والدین کو گالیاں دے گا، وہ اس کے باپ اور ماں کو گالی دے گا۔

ماں کے قدموں میں ہے جنت

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں ہوتی ہے رب کی رحمت

حدیث پاک کا مفہوم ہے۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے بہزین حکیم (ر ح) اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا۔ اپنی ماں کے ساتھ عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا۔ اپنی ماں کے ساتھ عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا۔ اپنی ماں کے ساتھ، عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا۔ اپنے باپ کے ساتھ، پھر ترتیب وار دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

سدا ماں کی عزت کرو دوستو
سدا ماں کا ہی دم بھرو دوستو
نہیں ماں کا دنیا میں نعم البدل
نہ اف تک بھی ماں کو کہو دوستو
ہے ماں تو محبت کا سایہ اسے
کبھی نہ خفا تم کرو دوستو

سہ حرفی لفظ ماں

سہ حرفی لفظ ماں قدرت کی حسین ودلکش صناعی کا انمول تحفہ ہے۔ جسکی مہک سے گھر کا آنگن معطر رہتا ہے، پت جھڑ میں رنگ۔و۔بو کی سندر مثال ہے، ایک ایسا لفظ جو اپنے اندر اپنائیت اور خاص طاقت رکھتا ہے۔ میم سے محبت الف سے اللہ پاک نون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی اللہ تعالیٰ' کو اپنے نبی حضرت محمدؐ سے محبت تھی۔ جبھی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق کا سبب بنے۔۔!! پھر یہی محبت ہمارے ہونے کا احساس دلاتی ہے، اور پھر اسی پر رنگ احساس کی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں میں ماں جیسی شفیق ۔و۔مہربان اور عظیم ہستی کا سندر چہرہ تخلیق کر کے کائنات کے دلکش وسیع۔و۔عریض دامن

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

پر محبت کو امر کیا ہے۔

ماں کے قدموں میں ہے جنت ماں کی خدمت میں ہے عظمت

حدیث قدسی میں خالق کائنات اللہ پاک فرماتا ہے (مفہوم) میں اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں گویا رب کائنات نے بھی اپنی محبت کو عیاں کیا تو پیکر شفقت ماں کی ممتا کو بے لوث محبت کی چھاؤں میں سجا کر کائنات کے پھیلے سندر آنچل پر ثبت کر دیا ہے۔ ماں باپ کی اچھی تربیت ہر انسان کو عظیم بنا کر معاشرے میں بلند۔و۔ بالا مقام دیتی ہے۔ اور اولاد خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر خود کو ممتا کے آنچل میں پرسکوں محسوس کرتی ہے

بہت گھنا ہے ماں کا سایہ
کوئی نہیں ماں جیسا آیا
ماں کی خدمت میں جنت ہے
ماں ہے جنت کا سرمایہ

والدین کو محبت کی نظر سے دیکھنا عبادت

حدیث پاک کا مفہوم ہے۔ اپنے والدین کو محبت سے دیکھنا بھی عبادت ہے لیکن زندگی کا یہ فرحت بخش دورانیہ اس پل ختم ہو جاتا ہے۔ جب اچانک ماں باپ کا سایہ اولاد کے سر سے اٹھالیا جاتا ہے۔ تب اولاد کو دنیا کی تمازت کا احساس شدت سے ہونے لگتا ہے مگر موت تو اٹل ہے۔

موت تو آنی ہے اک دن آئے گی
بات ماں کی ہے نہیں وہ آئے گی

اس فانی دنیا میں رہتے ہوئے سب کچھ مل جاتا ہے.. لیکن ماں باپ جیسی عظیم ہستی نہیں ملتی ہے۔ اللہ پاک میرے والدین اور سب مسلمانوں کو جنت الفردوس عطا

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کرے

جنت کی اس دلانے والی پیاری ماں اب چلی گئی
روتا چھوڑ کے جانے والی پیاری ماں اب چلی گئی
ماں بن کیسے راحت مجھ کو مل پائے گی گھر میں اب
گھر میں خوشیاں لانے والی پیاری ماں اب چلی گئی

والدین کی اطاعت اور فرمانبراری

اللہ تعالیٰ نے انسان کو وجود بخشا اور والدین کو اس کے وجود کا ظاہری ذریعہ بنایا اور والدین کو رحمت وشفقت کا مظہر بنا کر اولاد کی صحیح تربیت کرنا ان کے ذمہ کر دیا۔ حقوق والدین کی بابت تاکیدی حکم کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ خالق کائنات نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 23 میں اپنی عبادت و بندگی کے حکم کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

ترجمہ، اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ (سورۂ بنی اسرائیل، 23)

ماں باپ کی خدمت گزاری اور اطاعت و فرماں برداری اولاد کی اولین ذمہ داری ہے۔

والدین میں سے زیادہ حسن سلوک کا حق تقدم

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث پاک ہے کہ ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، تمہاری والدہ زیادہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

حقدار ہے۔انہوں نے عرض کیا، پھر کون، آپ نے ارشاد فرمایا، تمہاری والدہ زیادہ حقدار ہے، انہوں نے عرض کیا، پھر کون، آپ نے ارشاد فرمایا، تمہاری والدہ ہی تمہارے حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے، انہوں نے جب چوتھی مرتبہ عرض کیا کہ والدہ کے بعد حسن سلوک کے زیادہ مستحق کون ہیں؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا، تمہارے والد۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

حدیث شریف میں ماں کو خدمت گزاری وحسن سلوک میں تین درجہ زیادہ فضیلت دیئے جانے کی حکمت یہ ہے کہ ماں چونکہ تین ایسے مراحل طے کرتی ہے جس میں باپ شریک نہیں ہوتا؛ حمل کا مرحلہ، ولادت کا مرحلہ اور رضاعت کا مرحلہ۔اسی وجہ سے ماں کے حق خدمت وسلوک کو باپ سے تین درجہ زائد بتلایا گیا۔

والدین کی فرمانبرداری میں صبح کرنے پر جنت ملنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی وخوشنودی کو والدین کی رضامندی میں رکھ دیا ہے اور اپنی ناراضگی کو والدین کی ناراضگی میں رکھدیا ہے، امام بیہقی کی شعب الایمان اور زجاجۃ المصابیح میں حدیث مبارک ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص رضاء الٰہی کے لئے اپنے والدین کی اطاعت وفرماں برداری میں صبح کرتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اگر والدین میں سے کوئی ایک ہوں تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور جو شخص حقوق والدین کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں صبح کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہوں تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان، رقم الحدیث،،7679)

والدین کی زیارت کے سبب مقبول نفلی حج کا ثواب

نیز رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی فرماں بردار لڑکا اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلہ اسے حج مقبول کا ثواب

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

عطا کرتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اگر وہ دن میں سو مرتبہ دیکھے تو کیا اسی قدر اجر ملے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ہاں! اللہ بہت بڑا ہے اور کرم فرمانے والا ہے۔

(شعب الایمان، رقم الحدیث، 7611)

والدین کی نافرمانی ناجائز وحرام ہے

والدین کی نافرمانی کرنا ناجائز وحرام ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی نفل ادا کر رہا ہو اور اس کی ماں اسے آواز دے تو حکم شریعت یہ ہیکہ وہ نماز کو موقوف کر دے اور ماں کی خدمت میں حاضر اگر ماں باپ غیر مسلم ہوں تب بھی اسلام ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے، حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ حالت شرک میں ان کے پاس آئیں تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، میری ماں اسلام کی طرف مائل نہیں۔

کیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ہاں تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب)

انسانی زندگی میں والدین کا کردار

انسانی زندگی میں والدین کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ والدین اپنی اولاد کی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ تربیت کرتے ہیں اور ان کی پرورش کرتے ہیں۔ اگر بچوں کی طبیعت ناساز ہو جاتی ہے، تو وہ تڑپ اٹھتے ہیں اور علاج ومعالجہ کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق اطباء اور ڈاکٹروں کے پاس انہیں لے جاتے ہیں۔

جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے کہ وہ بول بھی نہیں سکتا، اپنی ضرورت کے بارے میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا، تب بھی والدین اس کی نقل وحرکت اور اس کے انداز واطوار سے پتہ لگاتے ہیں کہ اسے کس چیز کی ضرورت ہے۔ جس چیز کی اسے ضرورت محسوس کرتے ہیں، فوراً س کو وہ چیز دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ماں تو بچہ کو اس کی ضرورت کے مطابق دودھ پلاتی ہے اور یہ عمل دو سال تک برابر جاری رہتا ہے۔ وہ بچہ کو نو ماہ تک اپنے رحم میں رکھتی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ہے اور بچہ کی ولادت کے موقع پر انتہائی تکلیف سے بھی اسے گزرنا پڑتا ہے۔

ماں باپ کے اپنی اولاد کے لیے اس عظیم قربانی کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ بھی بڑے ہوکر اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کریں۔ ان کا ہر طرح خیال رکھیں، کوئی کام ایسا نہ کریں جو ان کی ناراضگی کا باعث ہو اور جس سے انہیں تکلیف پہنچ سکتی ہو۔ والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بڑی تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (البقرہ)

والدین سے بات کرتے وقت ادب واحترام کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی بات ان کے مزاج کے خلاف منہ سے نکل جائے۔ ارشاد باری ہے اور ان سے ادب واحترام کی بات کہو والدین کی بھلائی کے لیے اللہ سے والدین کے حق میں دعا کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے اور دعا کر کہ پروردگار ان دونوں کے حال پر رحم فرما، جس نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی۔

والدین کے حقوق کو پورا کرنے کی دو اہم وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ والدین نے اپنی اولاد کے ساتھ انتہائی مشفقانہ معاملہ کیا ہے اور ان کی تعلیم وتربیت میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے، اسی طرح ان کی پرورش میں بھی بے انتہا تکالیف کا سامنا کیا ہے، جس کا تقاضہ ہے کہ اولاد بڑی ہوکر اپنے والدین کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرے۔ کیونکہ والدین نے جس بڑے پیمانہ پر اپنی اولاد کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی اولاد چاہنے و کوشش کرنے کے باوجود بھی قربانیاں نہیں دے سکتی، مگر پھر بھی جہاں تک ممکن ہو، اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا لازمی ہے، یہ محسن کی شکر گزاری کا بھی تقاضہ ہے۔ شکر ادا کرنے کے کئی طریقہ ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ زبان سے شکریہ ادا کر دیا جائے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے محسن کے ساتھ بہترین معاملہ کیا جائے اور بوقت ضرورت اس کا تعاون کیا جائے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

والدین کے حقوق پورا کرنے کا فائدہ

ماں باپ کے حقوق کو پورا کرنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب اولاد اپنے والدین کی اطاعت و شکر گذاری میں کوئی وقیقہ فروگذاشت نہ کرے گی اور یہ احساس کرے گی کہ والدین نے ان پر بڑے احسانات کیے ہیں، اس لیے جتنی بھی ان کی فرمانبرداری کی جائے کم ہے، تو اسے اب بات کا احساس بھی دامن گیر ہوگا کہ وہ ذات جس نے ان کو جان بخشی، عدم سے وجود دیا، ان کے اعضاء بنائے اور ہر عضو کو انتہائی مکمل بنایا کہ آنکھوں سے وہ دیکھ سکتا ہے، کانوں سے وہ سن سکتا ہے، ناک سے سونگھ سکتا ہے، پیروں سے چل سکتا ہے، ہاتھوں سے کام کر سکتا ہے، گویا ہر عضو انتہائی قیمتی اور بے بدل ہے۔

یہی نہیں بلکہ اس کے کھانے پینے کا معقول انتظام کیا، طرح طرح کی سبزیاں اگائیں، میوے اور پھل پیدا کیے اور پینے کے لیے صاف و شفاف پانی کے چشمے ابالے۔ انسان کو اتنی عظیم نعمتوں سے نوازا تو، وہ کس قدر شکر گزار اور اطاعت کے حامل ہونگے، اس لیے جو شخص اپنے والدین کی طاعت و فرمانبرداری کی اہمیت کو سمجھے گا، وہ یقیناً منعم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و شکر گذاری کو بجالائے گا

حسن سلوک کے تین درجے والدہ کے لئے ہیں

ماں اور باپ دونوں ہی کے ساتھ حسن سلوک کا اعلیٰ مظاہرہ کیا جانا چاہیے، البتہ ماں کے ساتھ بہترین سلوک اور زیادہ کیا جانا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امک (تیری ماں)۔ اس جواب پر پھر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا ثم من (پھر کون؟) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی ارشاد فرمایا ثم امک (پھر تیری ماں) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی سوال کیا گیا، ثم من؟ آپ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار بھی یہی فرمایا ثم امک (پھر تیری ماں) اس کے بعد پھر سائل نے وہی سوال کیا ثم من؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثم اباک، ثم ادناک (پھر تیرے والد، پھر تیرے اعزو اقارب) غور کیجئے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن سلوک کے لحاظ سے تین درجے ماں کو دیئے۔

پہلا، دوسرا اور تیسرا ماں کو، اس کے بعد پھر چوتھا درجہ والد کو دیا گیا۔ اگر غور کیا جائے تو ماں نے تین اعتبار سے والد کے مقابلے زیادہ تکلیف اٹھائی ہے۔ حمل کے دوران، پیدائش کے دوران اور دودھ پلانے کے دوران۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ والد کو نظر انداز کر دیا جائے۔ بلکہ والد کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کی فرمانبرداری کرنا، انتہائی ضروری ہے اور ثواب کا کام ہے۔

حضرت عبداللہ بن قیس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کی اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرے ماں باپ زندہ ہیں، اس نے ہاں میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا انہیں کی خدمت میں جہاد کا ثواب موجود ہے۔ (بخاری)

والدین سے غصہ کرنے کرنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بے حد پسند فرماتے ہیں جو اپنے والدین کی رضا و خوشنودی کے حصول کی فکر میں رہتا ہے۔ چنانچہ جو شخص والدین کی رضا حاصل کر لیتا ہے، اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص والدین کو ناراض کر دیتا ہے، اللہ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کا غصہ والدین کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (بخاری)

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

والدین کی نافرمانی کو بڑے گناہوں میں شامل کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ولدین کو گالی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

دے، صحابہ نے عرض کیا۔ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے، ارشاد فرمایا دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا ایسا ہی ہے جیسے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ کیونکہ جب تم دوسروں کے ماں باپ کو برا کہو گے، تو یقیناً وہ اس کے انتقام میں تمہارے والدین کو برا کہے گا۔ (مسلم)

حیرت کی بات یہ ہے کہ والدین کے اتنے حقوق کے تعین کے بعد بھی ایسی خبریں آئے دن پڑھنے کو ملتی ہیں کہ اولاد نے والدین کے ساتھ بدتمیزی کی اور انہیں سخت اذیت پہنچائی۔ والدین کے ساتھ اولاد کی جھڑپ کو بہت سی جگہوں پر کوئی زیادہ بری بات نہیں سمجھا جاتا۔ بہت سے لوگ اپنے والدین کے ساتھ گالی گلوچ کرتے نظر آتے ہیں۔ یقیناً یہ سب انتہائی خطرناک باتیں ہیں اور قیامت کے دن ان تمام باتوں کے بارے میں سخت باز پرس ہوگی۔ قرآن مجید میں اولاد کو اس بات کے لیے منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنے والدین کو اف بھی کہیں۔ جس سے اس بات کی طرف صاف اشارہ ملتا ہے کہ والدین کے ساتھ جھڑپ کرنا، ان سے لڑنا بھڑنا گناہ عظیم ہے۔ اولاد کے لیے یہ ضروری ہے کہ بس وہ والدین کے سامنے پورے ادب واحترام کے ساتھ رہیں اور ان کے ساتھ اونچی آواز میں بات نہ کرے۔ یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ موجودہ دور میں والدین کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی دی جانی چاہیے۔ مغربی معاشروں میں والدین کے ساتھ بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اب مشرقی معاشروں میں بھی آہستہ آہستہ والدین سے بے رغبتی بڑھتی جارہی ہے۔ وقت کا اہم تقاضہ ہے کہ والدین کے حقوق وعظمت کو سمجھا جائے اور ان کی قدر کی جائے تاکہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں۔

پنڈت اجودھیا اور خاندانی فکری ماحول کا واقعہ

پنڈت اجودھیا ناتھ کا انتقال ہوا تو سب نے کہا ایشور آدمی کو ایسی ہی موت دے۔ چار جوان لڑکے یادگار چھوڑے اور ایک لڑکی۔ اثاثہ بھی کافی، پختہ مکان، دو باغ، کئی ہزار کے زیور اور بیس ہزار نقد۔ بیوہ پھول متی کو صدمہ ہونا لازمی تھا اور وہ کئی دن تک بے حال

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

رہی لیکن جوان بیٹوں کو سامنے دیکھ کر اسے تشفی ہوئی۔ چاروں لڑکے ایک سے ایک سعادت مند، چاروں بہویں ایک سے ایک فرمانبردار۔ جس وقت پھول متی چارپائی پر لیٹتی تو باری باری سے اسکے پاؤں دباتیں۔ وہ اشنان کر کے اٹھتی تو اس کی ساڑھی دھوتیں۔ سارا گھر اسکے اشارے پر چلتا تھا۔ بڑا لڑکے کامتا ناتھ ایک دفتر میں پچاس کا نوکر تھا۔ دوسرا اما ناتھ ڈاکٹری پاس کر چکا تھا اور کہیں مطب کھولنے کی فکر میں تھا۔ تیسرا دیا ناتھ بی۔ اے میں فیل ہو گیا تھا اور اخباروں میں مضامین لکھ کر اپنا جیب خرچ نکال لیتا تھا۔ سب سے چھوٹا سیتا ناتھ چاروں میں ذہین اور ہونہار تھا۔ اور امسال بی۔ اے اول درجے میں پاس کر کے ایم۔ اے کی تیاری میں مصروف تھا۔ کسی میں وہ لاابالیاں نہ تھیں، نہ فضول خرچیاں، نہ کم اندیشیاں، جو والدین کو جلاتی ہیں اور خاندان کو تباہ کرتی ہیں۔ بڑھیا گھر کی مالکن تھی اگرچہ کنجیاں بڑی بہو کے پاس رہتی تھیں۔ پھول متی میں وہ حکومت پسندی نہ تھی جو بڑھاپے کو سخت گیر بنا دیا کرتی ہے مگر اس کی مرضی کے بغیر کوئی لڑکا ناشتہ بھی نہیں منگا سکتا

شام کا وقت تھا۔ پنڈت جی کو مرے آج بارھواں دن تھا۔ کل تیرھویں ہے، برہم بھوج ہوگا، برادری کی دعوت ہوگی، اس کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ پھول متی اپنے حجرے میں بیٹھی دیکھ رہی تھی کہ پلے دار بوریوں میں آٹا لا کر رکھ رہے ہیں۔ گھی کے ٹین آ رہے ہیں، سبزی کے ٹوکرے، شکر کی بوریاں، دہی کی مٹکیاں، سب چلی آ رہی ہیں۔ مہابرہمن کے لیے دان کی چیزیں لائی گئیں، برتن، پلنگ، بسترے، کپڑے وغیرہ مگر پھول متی کو کوئی چیز نہیں دکھائی گئی۔ حسب ضابطہ سب چیزیں اسکے پاس آنی چاہیے تھیں اور وہ ہر ایک چیز کو دیکھتی، اسے پسند کرتی، انکی مقدار میں کمی بیشی کرتی تب ان چیزوں کو بھنڈارے میں رکھا جاتا۔ مگر اسے دکھانے کی کسی نے ضرورت نہ سمجھی۔ اچھا، آٹا تین ہی بوری کیوں آیا، اس نے تو پانچ بوریوں کے لیے کہا تھا۔ گھی کے پانچ ہی کنستر آئے، اس نے دس کنستر منگوائے تھے۔ شاید سبزی، دہی، شکر وغیرہ میں بھی کمی کی گئی ہو۔ کس نے اس حکم میں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

مداخلت کی، جب اس نے ایک بات طے کردی تو کسی کو کیا حق ہے کہ اس میں کمی بیشی کرے۔ آج چالیس سال سے گھر کے ہر ایک معاملے میں پھول متی کا فیصلہ ناطق تھا۔ اس نے سو کہا تو سو خرچ کیے گئے، ایک کہا تو ایک۔ کسی نے مین میکھ نہ کی۔ یہاں تک کہ پنڈت اجودھیا ناتھ بھی سب کچھ اس کی مرضی پر چھوڑ دیتے تھے، پر آج اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے وہ اسے کیوں برداشت کرسکتی۔

وہ کچھ دیر تو ضبط کیے بیٹھی رہی، پر آخر اس سے رہا نہ گیا۔ خود پروری اس کی فطرتِ ثانی بن گئی تھی۔ غصے میں بھری ہوئی آئی اور کامتا ناتھ سے بولی، کیا آٹا تین بوری لائے، میں نے تو پانچ بوریوں کے لیے کہا تھا، اور گھی بھی پانچ کنستر، تمھیں یاد ہے میں نے دس کنستر کہے تھے۔ کفایت کو میں برا نہیں کہتی، لیکن جس نے یہ کنواں کھودا، اس کی آتما پانی کو ترسے تو کتنی شرم کی بات۔

کامتا ناتھ نے معذرت نہیں کی، عذرِ گناہ نہیں کیا، نادم بھی نہیں ہوا، فوراً تقصیر کی تلافی کرنے نہیں دوڑا۔ ایک منٹ تو باغیانہ انداز سے کھڑا رہا، پھر بولا ہم لوگوں کی صلاح تین ہی بوریوں کی ہوئی اور تین بوریوں کے لیے پانچ کنستر گھی کافی تھا، اسی حساب سے اور چیزیں بھی کم کردی۔

پھول متی تیز ہو کر بولی۔ کس کی رائے سے آٹا کم کیا ہم لوگوں کی رائے تو میری رائے کوئی چیز ہے کیوں نہیں؟ لیکن اپنا نفع نقصان تو ہم ہی سمجھتے۔

پھول متی ہکا بکا ہو کر اسکا منہ تکنے لگی۔ اس جملے کا مطلب اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ اپنا نفع نقصان۔ یہ اپنا کیا بلا ہے؟ اس کا وجود کب سے ہوا؟ اسکے نفع نقصان کی ذمہ داری اسکے سر ہے۔ دوسرون کو، خواہ وہ اسکے پیٹ کے لڑکے ہی کیوں نہ ہوں، اسکے فیصلے میں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ لونڈا اسطرح جواب دے رہا ہے گویا گھر اسکا ہے۔ اس نے مر مر کر یہ گرہستی جمع کی ہے، میں تو غیر ہوں، ذرا اس کی خود سری تو اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ میرے نفع نقصان کے ذمہ دار تم نہیں ہو، مجھے اختیار ہے میں جو مناسب سمجھوں وہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کروں۔ ابھی جا کر دو بورے آٹا اور پانچ کنستر گھی اور لاؤ۔ اور آئندہ سے خبردار جو کسی نے میری بات

اس نے اپنے خیال میں ضرورت سے زیادہ تنبیہہ کر دی تھی اور وہاں کھڑے ہونے کی ضرورت نہ سمجھ کر وہ اپنے حجرے میں چلی آئی۔ حالانکہ کامتا ناتھ ابھی وہیں کھڑا تھا۔ اور اسکے چہرے سے مترشح ہو رہا تھا کہ اسے اس حکم کی تعمیل میں کچھ عذر ہے۔ مگر پھول متی مطمئن بیٹھی تھی۔ اتنی تنبیہہ پر بھی کسی کو اس پر نافرمانی کی جرأت ہو سکتی ہے، یہ اسکے ذہن میں نہ آیا۔ مگر رفتہ رفتہ اس پر اب حقیقت کھلنے لگی کہ اس گھر میں اس کی وہ حیثیت نہیں رہی جو دس بارہ روز پہلے تھی۔ رشتہ داروں کے یہاں نوید میں گھی، شکر مٹھائی وغیرہ آ رہی تھی۔ بڑی بہو ان چیزوں کو خود خاص انداز سے سنبھال کر رکھ رہی تھی۔ تینوں چھوٹی بہوئیں بھی بھنڈارے میں گھسی تھیں۔ کوئی بھی پھول متی سے کچھ پوچھنے نہیں آتا۔ برادری کے لوگ بھی جو کچھ پوچھتے ہیں وہ کامتا ناتھ سے کچھ یا بڑی بہو سے۔ کامتا ناتھ کہاں کا بڑا مہتمم ہے، دن بھر بھنگ پیئے پڑا رہتا ہے اور بڑی بہو جیسی پھوہڑ عورت بھلا ان باتوں کو کیا سمجھ سکتی ہے۔ بھد ہو گی اور کیا سب کے سب خاندان کی ناک کٹوائیں گے۔ وقت پر کوئی نہ کوئی چیز کم ہو جائے گی۔ تب ادھر ادھر بھاگیں پھریں گے۔ ان کاموں کیلیے بڑا تجربہ اور سلیقہ چاہیے۔ کوئی چیز ضرورت سے زیادہ بن جائے گی اور ماری پھرے گی۔ کوئی چیز اتنی کم بنے گی کہ کسی تپل پر پہنچے گی کسی پر نہیں۔ آخر ان سبھوں کو ہو کیا گیا ہے۔ اچھا بڑی بہو سیف کیوں کھول رہی ہے۔ وہ سیف کو میری مرضی کے بغیر کھولنے والی کون ہوتی ہے۔ کنجی اس کے پاس ہے ضرور، لیکن جب تک میں روپے نہ نکلواؤں وہ صندوق نہیں کھول سکتی۔ آج اس طرح کھول رہی ہے گویا سب کچھ وہی ہے، میں کچھ ہوں ہی نہیں۔ اس نے بڑی بہو کے پاس جا کر تند لہجے میں کہا۔ سیف کیوں کھولتی ہو بہو؟ میں نے تو کھولنے کو نہیں

بڑی بہو نے بے باکانہ انداز سے کہا۔ بازار سے سامان آیا ہے تو دام نہ دیجیے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کون چیز کس بھاؤ سے آئی ہے اور کتنی آئی ہے، مجھے کچھ معلوم نہیں۔ جب تک حساب نہ ہو جائے، روپے کیسے دیئے جائیں

حساب کتاب سب

کس نے

اب میں کیا جانوں، جا کر اپنے لڑکوں سے

پھول متی پھر آ کر اپنی کوٹھڑی میں بیٹھ گئی۔ اس وقت بگڑنے کا موقع نہ تھا۔ گھر میں مہمان بھرے ہوئے تھے۔ اگر اس وقت اس نے لڑکوں کو ڈانٹا تو لوگ تو یہی کہیں گے، پنڈت کے مرتے ہی ان کے گھر میں پھوٹ پڑ گئی۔ خون کا گھونٹ پی پی کر رہ جاتی ہے، جب مہمان رخصت ہو جائیں گے، تب وہ ایک ایک کی خبر لے گی۔ دیکھیے اس وقت لڑکے کیا باتیں بناتے ہیں۔ اس عرصہ میں وہ کار پردازوں کی بے قاعدگیوں اور فضول کاریوں اور غلطیوں کا مبصرانہ نگاہوں سے مشاہدہ کر رہی تھی۔ بارہ بجے دعوت شروع ہوئی۔ ساری برادری کے لوگ یکبارگی کھانے کیلئے بلا لئے گئے۔ پھول متی کھڑی تماشا دیکھ رہی تھی۔ صحن میں مشکل سے ڈھائی سو آدمی بیٹھ سکتے تھے، یہ ساری برادری کیسے بیٹھ گئی۔ دو پنکتوں میں لوگ بیٹھتے تو کیا برا تھا۔ یہی تو ہوتا کہ دو کی جگہ چار بجے ختم ہوتی، مگر یہاں تو سب کو سونے کی فکر پڑی ہوئی

یکایک شور مچا، ترکاریوں میں نمک نہیں۔ بڑی بہو جلدی جلدی نمک پیسنے لگی، پھول متی غصے سے ہونٹ چبا رہی تھی۔ مگر اس موقع پر زبان نہ کھول سکتی تھی۔ بارے نمک پسا اور پتیلیوں میں ڈالا

گھر میں برف نہ تھی۔ آدمی بازار دوڑایا گیا۔ بازار میں اتنی رات گئے برف کہاں؟ آدمی ناکام لوٹ آیا۔ مہمانوں کو وہی نل کا گرم پانی پینا پڑا۔ پھول متی کا بس چلتا تو لڑکوں کا منہ نوچ لیتی۔ ایسی بدانتظامی اسکے گھر میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس پر سب کو مالک اور منتظم بننے کی دھن ہے۔ برف جیسی ضروری چیز منگوانے سے فرصت نہ ملی۔ مہمان اپنے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

دل میں کیا کہتے ہونگے۔ دعوت کرنے چلے تھے اور گھر میں برف تک نہیں۔ اچھا پھر کیوں ہلچل مچی۔ ارے غضب، کسی کے شوربے میں ایک مری ہوئی چوہیا نکل آئی۔ یا بھگوان تمھیں آبرو قائم رکھیو۔ چھی، اس پھوہڑ پن کی بھی کوئی حد ہے۔ سارے مہمان اٹھے جا رہے ہیں، نہ اٹھیں تو کیا کریں۔ آنکھوں سے دیکھ کر مکھی کون نگلے گا۔ پھول متی کے دل میں ایسا ابال اٹھ رہا تھا کہ دیوار سے سر ٹکرائے۔ مجنونانہ حالت میں بار بار سر کے بال نوچتی تھی۔ ابھاگے دعوت کا انتظام کرنے چلے تھے۔ سارا کرا دھرا مٹی میں مل گیا۔ سینکڑوں روپے پر پانی پھر گیا، بدنامی ہوئی وہ الگ۔ اب اس سے ضبط نہ ہوسکا۔ مہمان اٹھ چکے تھے۔ پتلوں پر کھانا جوں کا توں پڑا تھا۔ چاروں لڑکے آنگن میں نادم کھڑے تھے۔ ایک دوسرے کو الزام دے رہا تھے۔ بڑی بہو دیورانیوں پر بگڑ رہی تھی۔ پھول متی شعلے کی طرح ٹوٹ کر آئی اور بولی۔ منہ میں کالک لگ گئی کہ نہیں۔ یا ابھی کچھ کسر ہے۔ ڈوب مرو سب کے سب جا کر چلو بھر پانی۔ شہر میں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔

شہر بھر میں تو اس دعوت کا چرچا رہے گا۔ مذاق اڑایا جائے گا۔ تم لوگوں کو کچھ شرم وحیا تو ہے نہیں۔ تمھیں کیا، آتما تو اس کی رو رہی ہے جس نے زندگی کو گھر کی آبرو بنانے میں تباہ کر

کامتاناتھ کچھ دیر تو کھڑا استنا رہا، آخر جھنجلا کر بولا۔ اچھا اب رہنے دو، اماں غلطی ہوئی ہم سب مانتے ہیں۔ بہت بڑی غلطی ہوئی، لیکن اب اس کیلئے آدمیوں کو حلال کر ڈالو گی۔ سبھی سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ پچھتانے کے سوا آدمی اور کیا کر سکتا ہے۔ کسی کی جان تو نہیں ماری جاتی۔ آدمی غلطیوں ہی سے سیکھتا بھی تو

بڑی بہو نے فرمایا۔ ہم کیا جانتے تھے کہ بی بی (نند کملا) سے اتنا ذرا سا کام نہ ہوگا۔ چوہیا ترکاری میں بیٹھی ہوگی، انہوں نے ٹوکری کو بغیر دیکھے بھالے کڑھاؤ میں ڈال

کامتاناتھ نے بیوی کو ڈانٹا۔ اس میں نہ کملا کا قصور ہے نہ تمھارا نہ میرا، اتفاق ہے۔ اتنے بڑے بھوج میں ایک مٹھی ترکاری کڑھاؤ میں نہیں ڈالی جاتی۔ ٹوکرے کے ٹوکرے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

انڈیل دیئے جاتے ہیں۔ اس میں کیسی جگ ہنسائی اور کیسی نک کٹائی؟ تم خواہ مخواہ جلے پر نمک چھڑکتی

پھول متی۔ شرماتے تو نہیں، الٹے اور بے حیائی کی باتیں کرنے

کامتاناتھ۔ شرماؤں کیوں، کسی کی چوری کی ہے۔ چینی میں چیونٹے اور آٹے میں گھن، یہ سب تو نہیں دیکھے جاتے۔ ہماری نگاہ نہ پڑی۔ بس یہی بات بگڑ گئی۔ ورنہ چپکے سے چوہیا پکڑ کر نکال دیتے کسی کو خبر تک نہ

پھول متی اس کفر پر استعجاب سے بولی۔ کیا سب کو چوہیا کھلا کر انکا دھرم لے

کامتاناتھ ماں کی طرف نگاہِ ملامت سے دیکھ کر بولا۔ کیا پرانے زمانے کی باتیں کر رہی ہو، اماں ان باتوں سے دھرم نہیں جاتا۔ یہ دھرماتما لوگ جو پتل سے اٹھ اٹھ کر گئے ہیں، ان میں ایسا کون ہے جو بھیڑ بکری کا گوشت نہیں کھاتا۔ تالاب کے کچھوے اور گھونگے تک تو کسی سے بچتے نہیں۔ کیا وہ ذرا سی چوہیا ان سب سے ناپاک

پھول متی کے پاس ایسی کٹ حجتوں کا جواب نہ تھا، اپنا سا منہ لے کر چلی

(2 دو مہینے گزر گئے ہیں۔ رات کا وقت ہے۔ چاروں بھائی بھنگ پی کر کمرے میں بیٹھے مشورہ کر رہے ہیں۔ بڑی بہو بھی اس مجلس میں شریک

کامتاناتھ نے مسند پر ٹک کر کہا۔ میں تو کملا کی شادی میں اپنے حصے کی ایک پائی بھی نہیں دے سکتا، آخر میرے بھی تو بال بچے، اماناتھ۔ تو یہاں کس کے پاس فالتو روپے ہیں، پانچ پانچ ہزار ہی تو ایک ایک کے حصے میں آئے ہیں۔ مجھے اپنا میڈیکل ہال کھولنے کیلیے کم از کم پانچ ہزار روپے کی ضرورت، دیاناتھ۔ مجھے بھی پریس اور اخبار کی فکر ہے۔ پانچ ہزار اپنے ہونگے تو پانچ ہزار کا کوئی ساجھی اور مل جائے گا۔ میں تو اپنے حصے میں سے ایک کوڑی بھی نہیں دے۔

کامتا۔ دادا نے پانچ ہزار جہیز ٹھہرایا تھا۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ پنڈت مراری لال کے لڑکے سے شادی ہو۔ لڑکی قسمت والی ہو تو غریب گھر میں بھی آرام سے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ہے، بدنصیب ہے تو راجہ کے گھر میں بھی روتی ہے، یہ تو نصیب کا کھیل

سیتا نے شرماتے ہوئے کہا۔ یہ تو مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ طے کی ہوئی سگائی توڑ دی جائے۔ ان سے کہا جائے کہ پانچ ہزار کی جگہ تین ہزار لے لیں۔ اسطرح پانچ ہزار میں شادی ہو سکتی ہے۔ میں اپنے حصے کے سب روپے دے دوں

کامتاناتھ نے کھسیا کر بھائیوں سے کہا۔ سنتے ہو اس کی

اما۔ جب ٹھوکر کھائیں گے تو آنکھیں کھلیں

کامتا۔ اتنا یاد رکھو کہ ہم لوگ تمھاری تعلیم کے ذمہ دار نہیں

سیتا۔ جی ہاں یاد

اما۔ اور جو کہیں تمھیں ولایت جا کر پڑھنے کیلیے وظیفہ مل جائے تو سوٹ بوٹ اور سفر خرچ کیلیے روپیہ کہاں سے لاؤ گے۔ اس وقت کس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرو

کامتا۔ اور وظیفہ تمھیں ملے گا، کہو میں آج

اس دلیل نے سیتاناتھ کو بھی توڑ لیا۔ فی الواقع اگر اسے سرکاری وظیفہ مل گیا تو چار پانچ ہزار تیاریوں کیلیے درکار ہونگے۔ کملا کیلیے وہ اتنی بڑی مہربانی ہرگز نہیں کر سکتا کہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی آرزو پامال کر

بولا۔ ہاں ایسی حالت میں تو مجھے بھی روپے کی ضرورت پڑے

کامتا۔ تو اس کی ایک صورت یہی ہے کہ کملا کی شادی کم سے کم خرچ میں کر دی جائے۔ ایک ہزار سے زیادہ ہم کسی طرح خرچ نہیں کر سکتے۔ پنڈت دین دیال کیسے رہیں گے؟ ایم۔ اے بی۔ اے نہ سہی، تجارت سے انکی آمدنی پچاس روپے ماہوار سے کم نہیں۔ عمر بھی ابھی چالیس سے زیادہ نہ ہوگی۔ پچھلے سال ہی تو بیوی مری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جہیز کے بغیر راضی ہو جائیں

اما۔ جہیز کا کوئی سوال نہیں، تیسری شادی

کامتا۔ یہ نہ کہو، وہ آج چاہیں تو دو ہزار پا سکتے ہیں۔ مگر ہمارے ساتھ کچھ دب

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

جائیں گے۔ تو یہی صلاح ہے کہ مراری لال کو جواب دیا جائے اور دن دیال کے ساتھ سگائی طے کی

دیا۔ اماں سے بھی پوچھ لینا

کامتا۔ اماں سے پوچھنا بیکار ہے، انکی تو جیسے عقل گھاس کھا گئی ہے۔ وہی پرانے وقتوں کی باتیں۔ مراری لال کے نام پر ادھار کھائے بیٹھی ہیں۔ یہ نہیں سمجھتیں کہ وہ زمانہ نہیں

اما۔ وہ مانیں گی نہیں، اپنے زیور بیچ کر شادی کریں گی، دیکھ لیجیے

کامتا۔ ہاں یہ ممکن ہے، زیوروں پر انکا پورا اختیار ہے۔ یہ انکا استری دھن ہے، وہ جو چاہیں کر سکتی

دیاناتھ۔ استری دھن ہے تو کیا اسے لٹا دیں گی؟ آخر وہ بھی تو دادا ہی کی کمائی

کامتا۔ کسی کی کمائی ہو، استری دھن عورت کی چیز

اما۔ یہ سب فانی گورکھ دھندے ہیں۔ استری دھن کوئی چیز نہیں۔ گہنے دس ہزار سے کم کے نہیں۔ اتنی بڑی رقم ہم کھو دینے کیلیے تیار نہیں۔ کسی بہانے سے یہ گہنے اپنے ہاتھ میں کرنے ہونگے۔ ابھی دین دیال کا ذکر نہ کرو ورنہ تاڑ جائیں گی۔ گہنے اپنے پاس آ جائیں تو صاف صاف کہہ دو، تب کیا کر لیں

دیا۔ ہاں یہ ترکیب اچھی

کامتا۔ مجھے تو دھوکہ کی چال اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ جس چیز پر ہمارا حق ہے اس کیلیے ہم لڑ سکتے ہیں۔ جس پر ہمارا حق نہیں اس کیلیے ہم دھوکا دھڑی نہیں کر

دیاناتھ۔ تو آپ لوگ الگ بیٹھے رہیں، جا کر کہتا ہوں کہ میں نے ایک اخبار میں مضمون لکھا تھا۔ اس پر سرکار مقدمہ چلا رہی ہے۔ پانچ ہزار کی ضمانت دینی پڑے گی۔ آپ اپنے زیور دے دیں تو میری جان بچ جائے گی۔ آپ لوگ بھی کچھ نمک مرچ ملا دیجیے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کامتا۔ نا بھیا، میں اس کام کے قریب نہ جاؤں

سیتا۔ میرا بھی استعفیٰ

اما۔ ان لوگوں کو جانے دو جی، ہم اور تم مل کر رنگ جمالیں گے۔ یہ دھرماتما لوگ ہیں۔ بھیا نوکر ہی ہیں۔ سیتا کو وظیفہ ملنے والا ہے۔ ضرورت تو ہمیں اور تمھیں

بڑی بہو نے فرمایا۔ پچاس روپے کے ہی تو نوکر ہیں یا اور کچھ۔ اتنے دن مجھے آئے ہوگئے، پیتل کا ایک چھلا بھی نہ بنوایا، توفیق ہی نہ ہوئی، آج دھرماتما بنے

اما۔ اماں کے زیور مل جائیں گے تو انکا ہار تمھیں دے دونگا۔ بھئی خاطر جمع

بڑی بہو۔ مل چکے، وہ گڑ نہیں جو چینٹے

دیا۔ اچھا تو اسی بات پر ابھی جاتا ہوں۔ زیور لے کر نہ آؤں تو منہ نہ

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ دیا ناتھ کی کوڑی چت پڑی۔ ماں کا مامتا بھرا دل بیٹے کی مصیبت دیکھ کر کیوں نہ پسیجتا۔ پھول متی یہ داستان سنتے ہی باؤلی ہوگئی۔ اس پر اماناتھ نے اور بھی رد اجمایا۔ اگر صبح دس بجے تک روپے داخل نہ ہوئے تو ہتھکڑیاں پڑ جائیں گی۔ بنک سے روپے ابھی تو نہیں مل سکتے۔ مہینوں خط و کتابت ہوگی، وراثت کا فیصلہ ہو جائے گا تب کہیں جا کر روپے ملیں گے۔ پھول متی کو یہ کب برداشت ہو سکتا تھا کہ اسکے زیوروں کے ہوتے ہوئے اسکے بیٹے کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑ جائیں۔ سارے زیور نکال کر دیا ناتھ کو دے دیے۔ اسطرح اپنی ماں کی گردن پر خنجر چلا کر دونوں ناخلف خوش خوش بھائیوں کے پاس لوٹ

دو تین مہینے اور گزر گئے، زیوروں پر تصرف کر کے چاروں بھائی اب ماں کی دلجوئی کرنے لگے۔ اپنی بیویوں کو سمجھاتے رہتے کہ اماں کا دل نہ دکھائیں۔ اگر اس کی تشفی تھوڑی سی ظاہر داری سے ہو جاتی ہے تو اس میں کیوں کمی کی جائے اور چاروں کرتے اپنے دل کی، مگر ماں سے صلاح لے لیتے یا ایسا جال پھیلاتے کہ وہ انکی باتوں میں آ جاتی اور ہر ایک بات میں رضامند ہو جاتی۔ باغ کا فروخت کرنا اسے بہت ناگوار گزرا تھا لیکن

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

چاروں نے ایسی بندشیں باندھیں کہ وہ اسے بیچ کرنے پر راضی ہوگئی۔ ہاں کملا کی شادی کے معاملے میں بیٹوں سے اسکا اتفاق نہ ہوا۔ وہ کہتی تھی کہ شادی مراری کے لڑکے سے ہی ہوگی۔ چاروں بھائی پنڈت دین دیال سے کرنا چاہتے تھے۔ ایک دن اس بات پر تکرار کی نوبت آ

پھول متی نے کہا۔ ماں باپ کی کمائی میں کیا بیٹی کا حصہ نہیں ہے۔ تمھیں دس ہزار کا ایک باغ ملا، پچیس ہزار کا مکان۔ بیس ہزار نقد میں سے کیا پانچ ہزار بھی کملا کا حصہ نہیں

کامتا ناتھ نے نرمی سے کہا۔ اماں کملا ہماری بہن ہے اور ہم اپنے مقدور بھر کوئی ایسی بات نہ کریں گے جس سے اسے نقصان ہو۔ لیکن حصے کی جو بات کہتی ہو تو کملا کا حصہ کچھ نہیں ہے۔ دادا جب زندہ تھے تب اور بات تھی۔ اب تو ہمیں ایک ایک پیسے کی کفایت کرنا پڑے گی۔ جو کام ایک ہزار سے ہو جائے اس کیلیے پانچ ہزار خرچ کرنا کہاں کی عقلمندی

اما ناتھ نے تصیح کی۔ پانچ ہزار کیوں صاحب دس ہزار کہیے۔ دعوت ضیافت رسم و رسوم میں کیا پانچ ہزار بھی خرچ نہ کا متا۔ ہاں ٹھیک ہے، دس ہی سمجھو، دس ہزار روپے ایک شادی میں خرچ کرنے کی اب ہماری حیثیت نہیں۔

پھول متی نے ضد پکڑ کر کہا۔ شادی تو مراری لال کے لڑکے سے ہی ہوگی۔ چاہے پانچ ہزار خرچ ہوں، چاہے دس ہزار، میرے شوہر کی کمائی ہے۔ میں نے مر مر کر جوڑا ہے، اپنی مرضی سے خرچ کرونگی۔ تم سے مانگنے جاؤں تو مت کامتا ناتھ کو اب تلخ حقیقت کے اظہار کے سوا چارہ نہ رہا۔ بولے اماں تم خواہ مخواہ بات بڑھاتی ہو۔ جس روپے کو تم اپنا سمجھتی ہو وہ تمھارا نہیں ہے، وہ ہمارا ہے۔ ایک ایک پائی ہماری ہے۔ تم ہماری مرضی کے بغیر اس میں سے کچھ خرچ نہیں کر

پھول متی کو جیسے سانپ نے ڈس لیا، بولی۔ کیا کہا، پھر تو کہا میں اپنے ہی روپے اپنی مرضی سے خرچ نہیں کر

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کامتا۔ وہ روپے تمھارے نہیں، ہمارے

پھول متی۔ تمھارے ہونگے لیکن میرے مرنے کے

کامتا۔ نہیں دادا کے مرتے ہی سب کچھ ہمارا

اما۔ اماں قانون تو جانتی نہیں، خواہ مخواہ الجھتی

پھول متی کی بے نور آنکھیں شعلے کی طرح دیک اٹھیں۔ چہرہ لال ہوگیا، بولی۔ تمھارا قانون بھاڑ میں جائے۔ ایسے قانون میں آگ لگے۔ میں ایسے لچر قانون کو نہیں مانتی، یہ قانون ہے کہ گلے پر چھری پھیرنا۔ تمھارے دادا ایسے کوئی دھنا سیٹھ نہ تھے۔ میں نے پیٹ اور تن کاٹ کر یہ روپے جمع کیے ہیں، نہیں تو آج اس گھر میں ڈھول اڑتی ہوتی، گھر ہی کہاں ہوتا۔ میرے جیتے جی تم میرے روپے چھو نہیں سکتے، میں نے تم چاروں بھائیوں کی شادی میں دس دس ہزار روپے خرچ کیے ہیں۔ تمھاری پڑھائی میں بھی پانچ پانچ ہزار سے کم خرچ نہ ہوئے ہونگے۔ کملا بھی تو میرے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے، اس کی شادی میں بھی دس ہزار خرچ کرونگی، جو کچھ بچے گا، تم لے

اما ناتھ نے جھلا کر کہا۔ بھائی صاحب آپ ناحق اماں کے منہ لگتے ہیں۔ چل کر مراری لال کو خط لکھ دیجیے۔ یہ قاعدہ قانون تو جانتی نہیں، بیکار بحث کرتی

پھول متی نے ضبط کر کے کہا۔ اچھا کیا قانون ہے۔ ذرا میں بھی

اما۔ قانون یہی ہے کہ باپ کے مرنے بعد ساری جائیداد بیٹوں کی ہو جاتی ہے، ماں کا حق صرف گزارہ لینے کا

پھول متی نے پوچھا۔ کس نے بنایا ہے ایسا

اما۔ ہمارے رشیوں نے، مہاراج منو نے اور کس

پھول متی۔ گھر میں نے بنوایا ہے۔ روپے میں نے جوڑے ہیں، باغ میں نے خریدا اور آج اس گھر میں غیر ہوں؟ منو نے یہ قانون بنایا ہے؟ اچھی بات ہے، اپنا گھر

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بارلو، میری جان چھوڑ دو۔ اسطرح محتاج بن کر رہنا مجھے منظور نہیں۔ اس سے کہیں اچھا ہے کہ میں مر جاؤں۔ واہ رے اندھیر، میں نے ہی درخت لگایا اور میں ہی اسکا پتا نہیں توڑ سکتی۔ میں نے گھر بنوایا، میں ہی اس میں نہیں رہ سکتی۔ اگر یہی قانون ہے تو اس میں آگ لگ جائے۔ اگر میں جانتی کہ میری یہ درگت ہونیوالی ہے تو ساری جائیداد اپنے نام کرا چاروں نوجوانوں پر ماں کی تندہی کا کوئی اثر نہ ہوا۔ قانون کا فولادی درہ انکی حفاظت کرر ہا تھا۔ اس کچے لوہے کا ان پر کیا اثر شام ہو گئی تھی، دروازے پر نیم کا درخت سر جھکائے کھڑا تھا۔ اس کے پتوں میں بھی حس نہ تھی۔ رخصت ہونے والے آفتاب کی ٹھنڈی کرنیں جیسے جائے پناہ ڈھونڈتی پھرتی تھیں۔ پھول متی آہستہ سے اٹھ کر اپنی کوٹھڑی میں چلی۔

پھول متی اپنے کمرے میں جا کر لیٹی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ شوہر کے مرتے ہی اپنے پیٹ کے جنے لڑکے اسکے دشمن ہو جائیں گے، اسکا اسے کبھی خواب میں بھی گمان نہ ہوا تھا۔ جن لڑکوں کو اسنے خونِ جگر پلا پلا کر پالا تھا، جن پر اسے غرور تھا، وہی آج اسے یوں آنکھیں دکھا رہے ہیں، واہ رے زمانے کی خوبی۔ اب اس گھر میں رہنا اسے عذاب معلوم ہوتا تھا، جہاں اس کی کچھ قدر نہیں، کچھ گنتی نہیں، وہاں لا وارثوں کی طرح پڑی روٹیاں کھائے یہ اس کی خود دار طبیعت کیلیے حد درجہ گراں تھا مگر چارہ ہی کیا تھا۔ وہ لڑکوں سے الگ ہو کر رہے بھی تو کسکی ناک کٹے گی۔ زمانہ اسے تھوکے تو کیا اور لڑکوں کو تھوکے تو کیا، بدنامی تو اس کی ہے۔ دنیا تو یہی کہے گی کہ چار جوان بیٹوں کے ہوتے بڑھیا الگ پڑی ہے۔ مزدوری کر کے پیٹ پال رہی ہے۔ جنہیں اس نے ہمیشہ حقارت سے کی نظر سے دیکھا وہی اب اس پر ہنسیں گے۔ نہیں یہ ذلت اس بیکسی کی ذلت سے کہیں زیادہ دل شکن تھی۔ اب اسے اپنے کو ایک نئے طرز کا عادی بنانا پڑے گا۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب اس نئے ماحول کے اندر زندگی بسر کرنی ہوگی۔ اب تک مالکن بنکر رہی اب لونڈی بنکر رہنا پڑے گا۔ ایشور کی یہی مرضی ہے، اپنے بیٹوں کی لاتیں

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

اور باتیں غیروں کی لاتوں اور باتوں کے مقابلے میں پھر بھی غنیمت ہیں۔ وہ بڑی دیر تک منہ ڈھانپے اپنی اس بیکسی پر روتی رہی۔ ساری رات اس روحانی کوفت میں گزر

جاڑوں کی صبح آہستہ آہستہ ڈرتی ڈرتی تاریکی کے پردے سے نکلی جیسے کوئی قیدی چھپ کر جیل سے نکل آیا ہو۔ پھول متی معمول کے خلاف آج تڑکے ہی اٹھی۔ رات بھر اس کا روحانی تناسخ ہو چکا تھا۔

سارا گھر سورہا تھا اور وہ آنگن میں جھاڑو لگا رہی تھی، رات بھر شبنم میں بھیگی ہوئی پختہ زمین اسکے ننگے پیروں میں کانٹوں کی طرح چبھ رہی تھی۔ پنڈت زندہ تھے تب اسے بہت سویرے نہ اٹھنے دیتے تھے۔ ٹھنڈ اسے بہت مضر تھی، مگر اب وہ دن نہیں رہے۔ جھاڑو سے فرصت پا کر اسنے آگ جلائی اور کنکریاں چننے لگی۔ رفتہ رفتہ لڑکے جاگے، بہویں اٹھیں۔ سبھوں نے بڑھیا کو سردی سے سکڑتے ہوئے کام کرتے دیکھا، پر کسی نے یہ نہ کہا کہ اماں کیوں ہلکان ہوتی ہو۔

شاید وہ بڑھیا کی اس بیکسی پر دل میں خوش ہو رہے آج سے پھول متی کا یہی وطیرہ ہو گیا کہ جو کچھ بن پڑے گھر کا کام کرنا، سارے گھر کی خدمت کرنا اور انتظامی امور سے الگ رہنا۔ اسکے چہرے پر جو ایک خود داری کی جھلک نمایاں تھی اس کی جگہ ایک حسرتناک بے بسی چھائی ہوئی نظر آتی تھی، جہاں بجلی جلتی تھی وہاں اب تیل کا چراغ ٹمٹما رہا تھا، جسکے بجھانے کیلیے ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا کافی بھائیوں نے طے شدہ تجویز کے مطابق مراری لال کو ایک انکاری خط لکھ بھیجا اور دین دیال سے کملا کی شادی ہو گئی۔ دین دیال کی عمر چالیس سال سے کچھ زیادہ تھی اور خاندانی وجاہت میں ہیٹے تھے لیکن دال روٹی سے خوش تھے۔ بغیر کسی قرارداد کے شادی کر لی۔

تاریخ مقرر ہوئی، بارات آئی، شادی ہوئی، کملا رخصت ہو گئی۔ کملا کے دل پر کیا گزر رہی تھی، اسے بھی کون جان سکتا ہے۔ لیکن چاروں بھائی بیحد خوش تھے، گویا انکے پہلو سے کانٹا نکل گیا ہو۔ شریف خاندان کی لڑکی گھر والوں کی رضا میں راضی تھی۔ تقدیر

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

میں آرام لکھا ہوگا، آرام کرے گی۔ تکلیف لکھی ہوگی، تکلیف اٹھائے گی۔ گھر والوں نے جس سے شادی کردی اس میں ہزار عیب بھی ہوں تو یہی اسکا معبود، اسکا مالک، انحراف اسکے وہم وگمان سے باہر پھول متی نے کسی کام میں دخل نہ دیا۔

کملا کو کیا دیا گیا، مہمانوں کی خاطر مدارت کی گئی، کس کے ہاں سے نوید میں کیا آیا، اسے کسی امر سے سروکار نہ تھا۔ اس سے کچھ صلاح بھی لی گئی تو یہی کہا کہ بیٹا تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اچھا ہی کرتے ہو، مجھ سے کیا پوچھتے جب کملا کیلیے دروازے پر ڈولی آگئی اور کملا ماں کے گلے لپٹ کر رونے لگی تو وہ اسے اپنی کوٹھڑی میں لے گئی اور جو کچھ سو پچاس روپے اور دو چار زیور اسکے پاس بچ رہے تھے بیٹی کے آنچل میں ڈالکر بولی۔ بیٹی، میری تو دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ نہیں تو آج کیا تمھاری شادی اسطرح ہوتی اور تم اسطرح بدا کی

کملا نے زیور اور روپے آنچل سے نکال کر ماں کے قدموں میں رکھ دیئے اور بولی۔ اماں، میرے لیے تمھاری آشیرباد لاکھوں روپے کے برابر ہے۔ تم ان چیزوں کو اپنے پاس رکھو، نہیں معلوم ابھی تمھیں کن کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھول متی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اماناتھ نے آکر کہا۔ کیا کررہی ہو۔ کملا چل جلدی کر ساعت ٹلی جاتی ہے۔ وہ لوگ جلدی مچارہے ہیں، پھر تو دو چار مہینے میں آئے گی ہی، جو کچھ لینا دینا ہو لے لینا۔ پھول متی نے دل کو سنبھال کر کہا۔ میرے پاس اب کیا ہے بیٹا جو میں اسے دونگی۔ جاؤ بیٹی بھگوان سہاگ امر کریں۔

کملا رخصت ہوگئی، پھول متی پچھاڑ کھا کر گر

ایک سال گزر گیا۔ پھول متی کا کمرہ گھر میں سب کمروں سے وسیع اور ہوادار تھا۔ اسنے اسے بڑی بہو کیلیے خالی کردیا اور ایک چھوٹی سے کوٹھڑی میں رہنے لگی، جیسے کوئی بھکارن ہو۔ لڑکوں اور بہوؤں سے اب اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اب گھر کی لونڈی تھی۔ گھر کے کسی فرد کے معاملے سے اسے دلچسپی نہ تھی۔ وہ زندہ صرف اسلیے تھی کہ اسے موت

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

نہ آتی تھی۔ خوشی یا رنج کا اسکے اوپر کوئی اثر نہ تھا۔ اما ناتھ کا مطلب کھلا، احباب کی دعوت ہوئی۔ دیا ناتھ نے اخبار جاری کیا پھر جلسہ ہوا۔ سیتا ناتھ کو وظیفہ ملا، وہ ولایت پڑھنے گیا پھر جشن ہوا۔ کامتا ناتھ کے بڑے لڑکے کا ایکیو پویت ہوا، خوب دھوم دھام ہوا، پھول متی کے چہرے پر مسرت کی خفیف سی جھلک بھی نظر نہ آئی۔ اما ناتھ ٹائیفائڈ میں مہینہ بھر بیمار رہے۔ دیا ناتھ نے ایک مضمون لکھا اور دفعہ 144 میں چھ مہینے کیلیے جیل چلے گئے۔ کامتا ناتھ نے ایک معاملے میں رشوت لے کر غلط رپورٹ لکھی اور سال بھر کیلیے معطل کر دیئے گئے، پھول متی کے چہرے پر رنج کی پرچھائیں تک نہ پڑیں۔

اس کی زندگی میں کسی قسم کی دلچسپی، کوئی آرزو، کوئی فکر نہ تھی۔ بس چوپایوں کی طرح کام کرنا اور کھانا، یہی اس کی زندگی کے دو کام تھے۔ جانور مارنے سے کام کرتا ہے مگر کھاتا ہے دل سے، وہ بے کہے کام کرتی تھی مگر کھاتی تھی زہر کے نوالوں کی طرح۔ مہینوں سر میں تیل نہ پڑتا، مہینوں کپڑے نہ دھلتے، کچھ پرواہ نہیں۔ اس میں احساس ہی گویا فنا ہو گیا تھا۔

ساون کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ ملیریا پھیل رہا تھا۔ آسمان پر مٹیالے بادل، زمین پر مٹیالا پانی، نم ہوا، سینوں میں بلغم اور کف بھرتی پھرتی تھی۔ مہری اور کہارن دونوں بیمار پڑ گئے تھے۔ پھول متی نے گھر کے سارے برتن مانجھے۔ پانی میں بھیگ کر سارا کام کیا، آگ جلائی، پتیلیاں چڑھاویں اور گنگا سے پانی لانے چلی۔ کامتا ناتھ روزانہ گنگا جل پیتے تھے۔ نل کا پانی انہیں موافق نہ تھا۔

کامتا ناتھ نے چارپائی پر بیٹھے بیٹھے کہا۔ رہنے دو اماں، میں پانی بھر لاؤں گا۔ کہارن اور مہری آج دونوں غائب ہیں۔

پھول متی نے مٹیالے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ تم بھیگ جاؤ گے بیٹا، سردی ہو جائے گی۔ تم بھی رہنے دو، کہیں بیمار نہ پڑ جاؤ میں بیمار نہیں پڑوں گی، مجھے بھگوان نے امر کر دیا ہے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

امانا تھ بھی وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے مطب میں کچھ نفع نہ ہوتا تھا اسلیے بہت پریشان رہتا تھا۔ جانے بھی دو بھیا، بہت دنوں بہوؤں پر حکومت کر چکی ہے، اسکا خمیازہ اٹھانے دو۔

گنگا بڑھی ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا سمندر ہے، افق پانی کے ساحل سے ملا ہوا تھا۔ کنارے کے درختوں کی صرف پھنگیاں پانی کے اوپر نظر آتی تھیں۔ پھول متی کلسا لیے ہوئے سیڑھیوں کے نیچے اتری، پاؤں پھسلا، سنبھل نہ سکی۔ پانی میں گر پڑی، پل بھر ہاتھ پاؤں چلائے پھر لہریں اسے نیچے کھینچ لے گئیں۔ کنارے پر دو چار پنڈت چلائے۔ ارے بڑھیا ڈوبی جاتی ہے۔ دو چار آدمی دوڑے بھی، لیکن پھول متی لہروں میں سما گئی تھی، ان بل کھاتی لہروں میں جنہیں دیکھ کر ہی انسان سہم اٹھتا ہے۔ ایک نے پوچھا۔

یہ کون بڑھیا تھی؟

ارے وہی پنڈت اجودھیا ناتھ کی بیوہ ہے۔

ہاں اس کی تقدیر میں ٹھوکر کھانا لکھا تھا۔

اسکے تو کئی لڑکے بڑے بڑے ہیں اور سب کماتے ہیں۔

ہاں سب ہیں بھائی، مگر تقدیر بھی تو کوئی چیز

موت کی آغوش میں جب تھک کے سو جاتی ہے

موت کی آغوش میں جب تھک کے سو جاتی ہے ماں

تب کہیں جا کے رضا تھوڑا سکون پاتی ہے

میرے دوست اور بھائی کی ماں ہمیں داغ مفارقت دے گئیں، یہ خبر مجھے اس طرح ملی، پچھلی عید قربان سے، قربانی کا گوشت فریزر میں رکھا تھا، تا کہ جب میں جاؤں تو یہ جملہ پورا نہ کر سکا، کیونکہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو چکے تھے، بولنا مشکل تھا۔ میں گیا تھا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

بھلانے کے لیے، لیکن میرے اپنے آنسو رواں تھے۔ کیسے ڈھارس دیتا۔ میں یہ غم سہہ نہیں پا رہا تھا، نہ جانے میرے دوست کا کیا حال ہوگا۔

چپ رہا، اس سوچ میں کہ غربت، اور اتنا بڑا غم، ایک ہفتے سے جانے کی تیاری کرر ہا تھا کہ آخری بار ملاقات ہو جائے، لیکن خدا کو منظور نہ تھا۔ گر چہ میں دل بھلانے کے فرائض پورے ن کر سکا لیکن خدا کا احسان ہے کہ ابھی بھی لوگوں کو یہ احساس ہے کہ جب کسی کے ہاں موت ہوتی ہے تو تمام مسائل چھوڑ کر آ جاتے ہیں، تسلیت دینے۔ چنانچہ جب دوست کو گھر پہنچایا، تھوڑی دیر میں تمام احباب آ گئے، اور میں اکیلا ایک کونے میں سوچنے لگا۔ کہ ہمارے پاس کچھ ایسے خزانے ہوتے ہیں کہ جب تک سامنے ہوتے ہیں تو ان کو نظر انداز کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں تب ہمیں ان کی قدر ہوتی ہے۔

ماں ان میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر ہے۔ اکثر ہم اس عظیم ہستی کو بھول جاتے ہیں، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ ہماری خاطر خود کو بھلا دیتی ہے، اور ہم بھی بھول جاتے ہیں۔ لیکن جس دن یہ سہارا جس پر پورا زور دے کر کھڑے ہیں، ہٹ جاتا ہے، تب ہمیں خیال آتا ہے کہ ہم کو یہاں کس نے پہنچایا۔ میں تو وہ دن تصور بھی نہیں کر سکتا کہ خدا نخواستہ

میری اللہ سے دعا ہے، کہ میری امی جان کو صحت، سلامتی اور طول عمر دے۔ بلکہ تمام ماؤں کو سلامتی اور طول عمر دے۔

آپ سب سے درخواست ہے کہ میرے دوست اور بھائی حسین الفواد کی والدہ مرحومہ، میری دادی، نانی اور تمام ماؤں کے لیے سورہ فاتحہ کی تلاوت، اور مغفرت کی دعا فرمائیں۔ جو مائیں زندہ ہیں، ان کی طول عمر اور سلامتی کی دعا کریں۔

اور اس عظیم ہستی کی قدر کریں، کہیں دیر نہ ہو جائے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

عظیم ہستی کو کن الفاظ سے یاد کروں

جناب رضا سرسوی صاحب کی نظم، ماں، یہاں پیش کر رہا ہوں، کہ میرے پاس اس ہستی کے لیے الفاظ نہیں۔

موت کی آغوش میں جب تھک کے سو جاتی ہے ماں
تب کہیں جا کر رضا تھوڑا سکوں پاتی ہے ماں

موت کی آغوش میں بھی کب سکوں پاتی ہے ماں
جب پریشانی میں ہوں بچے تڑپ جاتی ہے ماں

جاتے جاتے پھر گلے بچے سے ملنے کے لئے
توڑ کر بند کفن باہوں کو پھیلاتی ہے ماں

روح کے رشتوں کی یہ گہرائیاں تو دیکھئے
چوٹ لگتی ہے ہمارے اور چلاتی ہے ماں

بھوکا سونے ہی نہیں دیتی یتیموں کو کبھی
جانے کس کس سے کہاں سے مانگ کر لاتی ہے ماں

ہڈیوں کا رس پلا کر اپنے دل کے چین کو
کتنی ہی راتوں کو خالی پیٹ سو جاتی ہے ماں

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

جب کھلونے کو مچلتا ہے کوئی غربت کا پھول
آنسوؤں کے ساز پر بچے کو بہلاتی ہے ماں

مار دیتی ہے طمانچہ گر کبھی جذبات میں
چومتی ہے لب کبھی رخسار سہلاتی ہے ماں

کب ضرورت ہو بری بچے کو اتنا سوچ کر
جاگتی رہتی ہے ممتا اور سو جاتی ہے ماں

گھر سے جب پردیس کو جاتا ہے گودی کا پلا
ہاتھ میں قرآں لئے آگن میں آجاتی ہے ماں

دیکھے بچے کو ضمانت میں رضائے پاک کی
سامنا جب تک رہے ہاتھوں کو لہراتی ہے ماں

لوٹ کر واپس سفر سے جب بھی گھر آتے ہیں ہم
ڈال کر باہیں گلے میں سر کو سہلاتی ہے ماں

ایسا لگتا ہے کہ جیسے آگئے فردوس میں
کھینچ کر باہوں میں جب سینے سے لپٹاتی ہے ماں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

دیر ہو جاتی ہے گھر آنے میں اکثر جب ہمیں
ریت پہ مچھلی ہو جیسے ایسے گھبراتی ہے ماں

مرتے دم بچہ نہ آئے گھر اگر پردیس سے
اپنی دونوں پتلیاں چوکھٹ پہ رکھ جاتی ہے ماں

حال دل جا کر سنا دیتا ہے معصومہ کو وہ
جب کسی بچے کو اپنی قم میں یاد آتی ہے ماں

تھام کر روضے کی جالی جب تڑپتا ہے کوئی
ایسا لگتا ہے کہ جیسے سر کو سہلاتی ہے ماں

گمرہی کی گرد جم جائے نہ میرے چاند پر
بارش ایمان میں یوں ہر روز نہلاتی ہے ماں

اپنے پہلو میں لٹا کر روز طوطے کی طرح
ایک بارہ پانچ چودہ ہم کو رٹواتی ہے ماں

عمر بھر غافل نہ ہونا ماتم شبیر سے
رات دن اپنے عمل سے ہم کو سمجھاتی ہے ماں

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

دوڑ کر بچے لپٹ جاتے ہیں اس رومال سے
لیکے مجلس سے تبرک گھر میں جب آتی ہے ماں

یاد آتا ہے شب عاشور کا کڑیل جواں
جب کبھی الجھی ہوئی زلفوں کو سلجھاتی ہے ماں

اللہ اللہ اتحاد صبر لیلا اور حسین
باپ نے کھینچی سناں سینے کو سہلاتی ہے ماں

سامنے آنکھوں کے نکلے گر جواں بیٹے کا دم
زندگی بھر سر کو دیواروں سےٹکراتی ہے ماں

سب سے پہلے جان دینا فاطمہ کے لال پر
رات بھر عون و محمد سے یہ فرماتی ہے ماں

یہ بتا سکتی ہے بس ہم کو رباب خستہ تن
کس طرح بن دودھ کے بچے کو بہلاتی ہے ماں

شمر کے خنجر سے یا سوکھے گلے سے پوچھیے
ماں ادھر منہ سے نکلتا ہے ادھر آتی ہے ماں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اپنے غم کو بھول کر روتے ہیں جو شبیر کو
ان کے اشکوں کے لئے جنت سے آجاتی ہے ماں

باپ سے بچے بچھڑ جائیں اگر پردیس میں
کربلا سے ڈھونڈنے کوفے میں خود آتی ہے ماں

جب تلک یہ ہاتھ ہیں ہمشیر بے پردہ نہ ہو
ایک بہادر باوفا بیٹے سے فرماتی ہے ماں

جب رسن بستہ گزرتی ہے کسی بازار سے
ایک آوارہ وطن بیٹی کو یاد آتی ہے ماں

شکریہ ہو ہی نہیں سکتا کبھی اس کا ادا
مرتے مرتے بھی دعا جینے کی دے جاتی ہے ماں

والدین کے حقوق

ایک دوست کی طرف سے ای میل کے ذریعے والدین کے حقوق پر یہ مضمون ملا جو آپ لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں

ماں باپ دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہیں. ماں نہ ہوں تو دل کو دلاسہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا اور اگر باپ نہ ہوں تو زندگی کے دوڑ میں اچھا مشورہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا خیر یہ تو دنیاوی سوچ ہیں جو دل میں آیا کہ دیا مگر حقیقت ہے کہ جس کے پاس ماں باپ ہے وہ مالا مال ہے. اللہ ہمیں اپنے والدین کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائیں

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ماں باپ کی خوشنودی

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے ماں باپ کو خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا اور جس نے ماں باپ کو ناراض کیا اس نے خدا کو ناراض و غضب ناک کیا۔ (کنز العمال)

ماں باپ کے ساتھ نیکی کی جزا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت موسیٰ اپنے پروردگار سے مناجات میں مشغول تھے آپ نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے سایہ میں ناز و نعمت میں سرشار دیکھا عرض کی خدایا! یہ کون ہے جس پر تیرا عرش سایہ کئے ہوئے ہے؟ خداوند عالم نے فرمایا، وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا تھا اور کبھی کسی کی چغلی نہیں کرتا تھا۔
(بحار الانوار)

ماں باپ کے ساتھ نیکی کے لئے

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دو سال کی مسافت طے کر کے اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور ایک سال کی راہ طے کر کے اعزا اور اہل خاندان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (یعنی اگر ماں باپ اتنے زیادہ فاصلے پر ہوں کہ وہ دوری دو سال میں طے ہوتی ہے تو بھی ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کے ساتھ نیکی کرنا اہمیت رکھتا۔ (بحار الانوار)

عمر اور روزی میں برکت

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر طولانی اور روزی زیادہ ہو وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور اپنے اہل خاندان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (کنز العمال)

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں باپ کے ساتھ نیکی کے آثار

حنان ابن سدیر کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے اور میسر بھی ہمارے درمیان موجود تھے (اس وقت) اہل خاندان کے ساتھ صلہ رحم کی بات چھڑی تو امام صادق علیہ السلام نے فرمایا، اے میسر تمھاری موت کئی مرتبہ آئی لیکن (ہر مرتبہ) اہل خاندان کے ساتھ تمھارے نیک برتاؤ کی بنا پر خدا نے اسے ٹال دیا اور اگر تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تمھاری عمر زیادہ کرے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ (بحارالانوار)

پہلے ماں کے ساتھ نیکی کرو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا، ماں کے ساتھ، عرض کیا، اس کے بعد کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا، ماں کے ساتھ۔ عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا، ماں کے ساتھ۔ عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا، باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ (بحارالانوار)

ماں باپ کے ساتھ نیکی کا بدلہ

حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرو تاکہ تمھاری اولاد تمھارے ساتھ نیکی کرے۔ لوگوں کی عورتوں کی طرف نگاہ نہ اٹھاؤ تاکہ دوسرے تمھاری عورتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ (کنزالعمال)

باپ کا حق

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا، ایک شخص نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ بیٹے پر باپ کا حق کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے نام لے کر نہ پکارے۔ راستہ چلنے میں اس کے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

آگے نہ بڑھ جائے۔، اس سے پہلے نہ بیٹھے۔ کوئی ایسا کام نہ انجام دے کہ لوگ اس کے باپ کو برا بھلا کہیں۔ (بحار الانوار)

محبت کی نظر

حضرت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ماں باپ پر بیٹے کی محبت بھری نگاہ عبادت ہے۔ (بحار الانوار)

والدین کے ساتھ سلوک

ابو ولاد حناط کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے اللہ کے قول و بالوالدین احسانا کا مطلب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، ماں باپ کے ساتھ احسان کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور انھیں اپنی ضرورت کا اظہار کرنے پر مجبور نہ کرو (یعنی ان کے تقاضا کرنے سے پہلے ہی ان کی ضرورتیں پوری کر دو)۔
(بحار الانوار)

اولاد کے فرائض

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ماں باپ کو نرمی اور مہربانی کے علاوہ کسی اور نگاہ سے نہ دیکھو۔ ان کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو نہ ان کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ بلند کرو اور ان سے آگے آگے نہ چلو۔ (بحار الانوار)

ماں باپ کی نیابت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، تم سے کسی کے لئے اپنے زندہ یا مردہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے میں کون سی چیز رکاوٹ بنتی ہے۔ اور وہ اس صورت میں کہ) وہ ان کی طرف سے نماز پڑھے، ان کی طرف سے خیرات دے۔ ان کی نیابت میں حج کرے اور ان کی طرف سے روزہ رکھے۔ پس اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا ثواب اس کے ماں باپ کو پہنچے گا اور خود اس شخص کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا اس کے علاوہ خداوند

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

عالم اس کے نیک اعمال اور نماز کے عوض اسے خیر کثیر عطا فرمائے گا۔ (بحار الانوار)

برے والدین کے ساتھ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، تین چیزیں ایسی ہیں جنھیں ترک کرنے کی خداوند عالم نے کسی کو بھی اجازت نہیں دی ہے۔ امانت ادا کرنا چاہے نیک شخص کی ہو یا برے شخص کی۔ عہد اور وعدہ کو پورا کرنا چاہے وہ کسی نیک انسان سے کیا ہو یا فاسق انسان سے۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا چاہے وہ نیک و صالح ہوں یا برے اور فاسق۔ (بحار الانوار)

مشرک ماں باپ کے ساتھ سلوک

حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ نے مامون کو جو تحریر لکھی ہے اس میں ہے کہ، ماں باپ کے ساتھ نیکی واجب ولازم ہے چاہے وہ مشرک و کافر ہوں لیکن خدا کی نافرمانی اور معصیت میں ان کی اطاعت نہیں کی جانی چاہیے۔ (بحار الانوار)

والدین کی قبروں کی زیارت

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کے دن ایک مرتبہ کرے خداوند عالم اسے بخش دیتا ہے اور اس کا شمار نیک اور صالح افراد میں کرتا ہے۔ (کنز العمال)

والدین کے ساتھ نیکی اور جنت

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا، حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو تا کہ تمھیں جزا کے طور پر جنت ملے لیکن اگر تم ان کی طرف سے عاق کر دیے گئے تو جہنمی ہو گے۔

(اصول کافی)

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

والدین کو گھور کر دیکھنا منع ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، اگر خداوند عالم کے علم میں اف سے بھی ہلکا کوئی لفظ ہوتا تو خدا اسی کے ذریعہ منع فرماتا۔ اور یہ اُف کہنا بھی عاق ہو جانے کے سب سے ادنیٰ درجوں میں سے ہے۔ عاق کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو تند و تیز نگاہ سے (یعنی گھور کر) دیکھے۔ (اصول کافی)

غصہ کی نگاہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کو جنھوں نے اس پر ظلم کیا ہے، غصہ اور نفرت کی نگاہ سے دیکھے تو اس کی نماز خدا کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگی۔ (اصول کافی)

ماں باپ کو غمگین کرنا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، جو شخص اپنے ماں باپ کو غمگین و رنجیدہ کرے وہ ان کی طرف سے عاق ہو گیا۔ (یعنی اس نے ان کے حق کا خیال نہیں کیا ہے۔ (بحار الانوار)

والدین کے ساتھ بے ادبی!

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، میرے پدر بزرگوار (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا اور اپنے باپ کے بازو پر تکیہ کئے ہوئے چل رہا تھا (یہ منظر دیکھنے کے بعد میرے بابا) جب تک وہ زندہ رہے انھوں نے غصہ اور ناراضگی کی وجہ سے اس (بیٹے) سے بات نہیں کی۔ (بحار الانوار)

جنت ماں کے قدموں تلے

ماں کی عظمت اسلام میں جس طرح بیان کی گئی ہے وہ کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ماں کے لئے جو جذبہ ہمارے دلوں میں ہے کیا اسے سمیٹ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کر کسی ایک کے لئے مقرر کرنا ٹھیک ہے؟ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے ہر رشتے کے حقوق وفرائض کھول کر بیان کر دیئے ہیں، اور ماں کے متعلق تو رب تعالیٰ نے خصوصی احکامات نازل کیے ہیں۔

مذہب اور والدین کی خدمت

ہمارا مذہب ہمیں سکھاتا ہے کہ ماں باپ کی خدمت کرنے سے جنت ملتی ہے اور انہیں محبت کی نظر سے دیکھنے سے ایک حج کا ثواب ملتا ہے، جبکہ اس کے برعکس مغربی معاشرے میں والدین بوڑھے ہونے تک کام کرتے رہتے ہیں اور ریٹائرمنٹ تک جو جمع پونجی ان کے پاس ہوتی ہے اس سے اپنی بقیہ زندگی کسی بلڈنگ کے اپارٹمنٹ میں رہ کر گذار دیتے ہیں۔ جن والدین کے پاس جمع پونجی نہ ہو وہ اولڈ ایج ہوم میں داخل ہو جاتے ہیں جہاں یہ حکومت ان کے گذر بسر کا بندوبست کرتی ہے، اس دوران اگر بچوں کو فرصت ملے تو وہ کبھی کبھار اپنے والدین سے ملنے چلے آتے ہیں جبکہ اگر فرصت نہ ملے تو وہ فون پر بات کر لیتے ہیں یا پھر کسی تہوار پر کارڈ بھیج دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان محرومیوں کو کم کرنے کے لئے مغرب میں مدر ڈے فادر ڈے، ٹیچر ڈے وغیرہ کے رواج زور پکڑ رہے ہیں۔

ماں ایک ایسی ہستی ہے جس سے زندگی کی ہر سانس جڑی ہوتی ہے اور اسی زندگی کے سہارے آج میں اس موضوع پر لکھ رہا ہوں۔ دوسرے بچوں کی طرح میری زندگی بھی اپنی ماں کے بغیر ادھوری ہے۔ اگر ماں کی محبت دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے سامنے آگ میں کود کر دیکھ لیں۔ کوئی چوٹ لگ جائے تو دیکھو اپنی ماں کی محبت کے جلوے اک ماں کا تڑپنا، اس کا ساری رات کا جاگنا اور اپنے رب سے رو رو کر سلامتی کی دعا مانگنا، ایک ماں لخت جگر کی خاطر اپنی جان کی پرواہ تک نہیں کرے گی اور اپنا سب کچھ لٹا دے گی۔ ایک ماں سے کسی نے پوچھا اگر آپ کے قدموں سے جنت واپس لے لی جائے اور کہا جائے کہ اپنے رب سے اس کے بدلے کچھ اور مانگ لو تو آپ کیا مانگو گی؟ ماں نے بہت ہی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

خوبصورت جواب دیا کہ میں اپنی اولاد کا نصیب اپنے ہاتھ سے لکھنے کا حق مانگوں گی کیونکہ ان کی خوشی کے آگے میرے لئے ہر جنت چھوٹی ہے۔ دنیا میں جتنے بھی رشتے ہوتے ہیں اور ان میں جتنی بھی محبت ہو وہ اپنی محبت کی قیمت مانگتے ہیں مگر ماں کا رشتہ دنیا میں وہ واحد رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جو صرف آپ کو دیتا ہی دیتا ہے اور اسی کے بدلے میں آپ سے کچھ ہی نہیں مانگتا۔ اگر کوئی انسان دنیا میں جنت پانا چاہتا ہے تو صرف ایک بار ماں کی عزت بڑائی اور پاکیزگی کو سمجھ لے تو تاحیات اپنی ماں کے احسانوں کا بدلہ نہ چکا سکے گا۔

آج کے اس تیز ترین دور میں کیا ہم اپنی ماں جن کے قدموں تلے جنت ہے اور راحت اور سکون بھی ہے کیا ہم اپنی ماں کی خدمت اسی طریقے سے کر رہے ہیں جو کہ ہمارا فرض بنتا ہے؟۔ ایک شخص نے اپنی ماں کو اپنے کندھو پر اٹھا کر سات حج کروائے اور بولا آج میں نے اپنا حق ادا کر دیا تو غیب سے آواز آئی اے میرے بندے، ابھی تو تو نے ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کیا۔ جب تو نے ہوتے میں بستر گیلا کر دیا تھا۔ تو تیری ماں ہی تھی جس نے تجھے تو خشک جگہ پر لیٹا دیا اور خود گیلی جگہ پر لیٹ گئی۔ پھر ہم صرف ایک دن مدرڈے منا کر یہ حق ادا کیسے ادا کر سکتے ہیں، کبھی میں سوچتا ہوں کہ دنیا کی سب سے قیمتی شے تو صرف ماں ہی ہے جو بے حد پاکیزہ اور محبت کرنیوالی ہوتی ہے میں نظر میں تخلیق کائنات کے وقت اللہ رب العزت نے اس پاک ہستی کو یہ سوچ کر بنایا کہ جب انسان کو دنیا میں کہیں سکون کی دولت نہ ملے تو اپنی ماں کی آغوش میں آکر اپنی سوچوں، آہوں اور دکھوں کو شار کرے گا اور ایسی راحت محسوس کرے گا جو اسے کہیں نہ ملی ہوگی۔ ماں جیسی عظیم ہستی اس کائنات کا ایک بہت بڑا جز ہے جو اپنے اندر محبت کا سمندر لئے ہوئے ہے۔

ماں کا رشتہ تمام رشتوں سے مقدس اور پاکیزہ ہے ماں جنت کو پانے کا ایک آسان راستہ ہے، ویسے تو کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ وہ معذور ہو اور لوگ اسے ناپسند کریں جبکہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں ایک ایسی دولت ہے جسے پانے کے بعد انسان معذور ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

ماں ہو یا باپ دونوں کی نافرمانی بہت ہی بڑے گناہوں میں سے ایک ہے اس سے انسان کی دنیاوی زندگی پر بھی انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اپنے والدین کی نافرمانی کو قلت اور ذلت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اگر ہم اپنے والدین کا احترام کرینگے تو بدلے میں ہمیں بھی ہمارے بچے عزت واحترام کرینگے جبکہ اگر ہم ان کے ساتھ بڑے طریقے سے پیش آئیں گے تو ہمارے بھی عنقریب ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ میرا ایمان یہ کہ کبھی ماں اپنی اولاد کو دل سے بددعا نہیں دیتی اور اگر کس نے اس عظیم ہستی کو دکھ دیا اور وہ ناراض ہوگئی تو سمجھ لو کہ دنیا سے بھی وہ شخص نامراد گیا اور آخرت میں بھی نامراد رہا۔

ماں کے پیار کا کوئی نعم البدل ہے اور نہ ہی ہوگا۔ جن کی مائیں موجود ہیں اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ ان کی خدمت کر کے جنت کمائیں اور جو اس نعمت سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دعا کی توفیق دے کہ وہ اپنی جنتوں کے لئے جنت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں۔ ماں وہ جنتی میوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس دنیا میں عنایت فرمایا ہے یارب العزت میری ماں کو جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرما۔

حکایات اولیاء جنت ماں کے قدموں تلے ہے

جنت ماں کے قدموں تلے ہے، لوگ اسے نیکیوں میں تلاش کرتے ہیں۔

محبت کی ترجمانی کرنیوالی کوئی چیز ہے تو وہ ماں ہے۔

ہر رشتے کی محبت کو الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے مگر ماں ایک ایسا رشتہ ہے جس کی محبت کو الفاظ کی مالا میں پرونا میرے لیے ناممکن ہے

بظاہر تین حرف پر مشتمل ایک لفظ ساری دنیا کی محبت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے ۔اس کا پہلا حرف ہی کہتا ہے میں تو محبت ہوں دوسرا حرف کہتا ہے کے میرے سے تو ایثار جیسا پیارا جذبہ نکلتا ہے اور تیسرا حرف کہتا ہے کے میں تو ہوں ہی نعمت ۔۔(م۔محبت۔ا۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ایثار-ن نعمت.

کوئی کتنا ہی بڑا لکھاری کیوں نا ہو کسی کو اپنے علم پر کتنا ہی مان کیوں نا ہو ماں کے رشتے کو لفظوں میں بیان کرتے ہوئے ہر کسی کا قلم ٹوٹ جاتا ہے ایسا ہی آج میرے ساتھ ہوا میں نی جب لکھنا شروع کیا تو تو دماغ ایک الجھن میں پڑ گی کے ماں کی ممتا کی محبت کو کہاں سے شروع کیا جائے۔

جب بھی ماں کا لفظ منہ سے نکلتا ہے ایسے لگتا ہے جیسے ساری دنیا کی محبت ہمارے آس پاس بکھر گئی ہو. جیسے کڑی دھوپ میں سایہ مل گیا ہو یا پھر کسی خطرناک سمندر کا ساحل مل گیا ہو ایسا لگتا ہے کے ہر مشکل سے آزادی مل گئی ہے یا پھر کسی نے ہماری مشکل اپنے سر لے لی ہے ایک ماں اپنی اولاد کے لیے اپنی آخری سانس تک قربانیاں دیتی ہے ماں کی اپنی اولاد کے لیے محبت دنیا میں آنے سے پہلے ہی شروع ہو جاتی ہے۔

جب ہم نے دنیا میں آنکھ کھولی تو جس ہستی نے ہم کو سب سے پہلے گلے لگایا ہماری پیشانی پر اپنی محبت کا بوسہ دیا وہ ماں ہی تھی. اس کے بعد جب ہم تھوڑے بڑے ہوئے چلنا سکھایا بولنا سکھایا. جب ہم نے اپنی توتلی زبان سے پہلی دفع ماں پکارا تو وہ ایسے خوش ہوئی جیسے ہم نے ان کو دنیا کی سب سے بڑی خوشی دے دی ہو۔

شاید ماں دنیا میں وہ واحد ہستی ہے جو دلی نہیں ہوتی مگر اس کے دل پر پھر بھی الہام اترتے ہیں محبت کی کیمسٹری ایک ماں سے بڑھ کر کوئی نہیں جان سکتا جس نے محبت تخلیق کی ایک وہ اس سے باخبر یا دنیا میں ماں کا دل جو اس رب کی اس محبت راز دان ہے ماں اللہ کا عظیم تحفہ ہے۔

میرا ماننا ہے کہ اللہ کے بعد اگر کوئی انسان کو سب سے زیادہ پیار کر سکتا ہے تو وہ اس کی ماں ہے۔

میری اللہ پاک سے دعا ہے کے وہ سب کے والدین کی بخشش فرمائے انکو صحت والی زندگی دے اور جن کے والدین اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ہے انکے درجات

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بلند فرمائے اور اللہ پاک ہم سب کو روز قیامت ان کے لئے باعثِ فخر اور رحمت بنا ہے، ہم دنیا میں انکی حدمت اور آخرت میں ان کے لیا صدقہ جاریہ یعنی نیک اولاد بنائے اور ہماری نسلوں کو بھی والدین کا فرمابردار بنا ہے آمین یارب العلمین

ہے کچھ دنیا میں ماں جیسا

ماں کا لفظ اپنے عمومی اور بنیادی مفہوم میں ایک ایسی ہستی کے لئے ادا کیا جاتا ہے کہ جس سے کسی بچے کی ولادت ہوئی ہو یعنی بچے کے والدین میں سے مو□نث رکن کو ماں کہا جاتا ہے۔ کوئی بھی لفظ بذاتِ خود شاید کچھ نہیں ہوتا مگر یہ جب کسی کے لئے مخصوص ہوتا ہے تو پھر اس کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے، ایسا ہی ایک لفظ ماں ہے۔ ہم اِس لفظ کی گہرائی کو سوچیں تو محبت کا سمندر تصور میں آجاتا ہے۔ ایک ایسا سمندر جس میں ممتا کی بے قرار لہریں اپنی اولاد کے لئے مدوجزر کی کیفیت میں رہتی ہیں۔ کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کو عورت میں منتقل کیا اور اس کو کئی رشتے عطا کیے جن سے ہماری زندگی کی ڈور بندھی ہے۔ یہ عورت کبھی بیٹی، کبھی بہو اور کبھی بہن ہے لیکن ماں کے درجے پر فائز ہونے کے ساتھ ہی ہر عورت اپنی ذات کی نفی کر دیتی ہے اور پھر صرف ماں ہی رہتی ہے۔ پاکستان سمیت دنیا کے بیشتر ممالک میں ہر سال مئی کے دوسرے اتوار کو ماؤں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اِس دن کو منانے کا مقصد عوام الناس میں ماں کے رشتے کی اہمیت کو اُجاگر کرنا اور اس عظیم ہستی کے لئے عقیدت، شکر گزاری اور محبت کے جذبات کو فروغ دینا ہے۔ ماں جیسی ہستی اولاد کے لئے رونق، زندگی، محبت، ہمت، احساس، حوصلہ، دھڑکن، سکون اور سب سے بڑھ کر جنت ہے۔ اسلامی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور ماں کی خدمت کر کے یہ جنت حاصل کی جاسکتی ہے، اس کے برعکس مغربی معاشرے میں والدین بوڑھے ہونے تک کام کرتے رہتے ہیں اور ریٹائرمنٹ تک جو جمع پونجی ان کے پاس ہوتی ہے اُس سے اپنی بقیہ زندگی کسی بلڈنگ کے اپارٹمنٹ میں رہ کر گزار دیتے ہیں۔ جن والدین کے پاس جمع

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

پونجی نہ ہو وہ اولڈ ایج ہومز میں داخل ہو جاتے ہیں جہاں پر حکومت ان کے گزر بسر کا بندوبست کرتی ہے۔ اس دوران اگر بچوں کو فرصت ملے تو وہ اپنے والدین سے ملنے اولڈ ایج ہومز چلے جاتے ہیں ورنہ فون پر ہی بات کر لیتے ہیں یا پھر کسی تہوار پر کارڈ بھیج کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ ان ہی محرومیوں کے سبب مغربی معاشرے میں مدر ڈے اور فادر ڈے جیسے تہواروں نے رواج پکڑا اور نہ ماں کے لئے جو جذبہ ہمارے دلوں میں ہے اسے سمیٹ کر کسی ایک دن کے لئے مقرر کرنا ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔ یہ ماں ہی ہے کہ جس سے اولاد کی زندگی کی ہر سانس جڑی ہوتی ہے اور اس کے بغیر زندگی ادھوری لگتی ہے۔ دنیا میں جتنے بھی رشتے ہوں اور ان رشتوں میں جتنی بھی محبت ہو وہ اپنی محبت کی قیمت مانگتے ہیں مگر ماں کا رشتہ دنیا میں واحد ایسا رشتہ ہے جو صرف آپ کو کچھ دیتا ہی ہے اور اس کے بدلے میں آپ سے کچھ نہیں مانگتا۔ اگر کوئی انسان دنیا میں جنت پانا چاہتا ہے تو صرف ایک بار ماں کی عزت، بڑائی اور پاکیزگی کو سمجھ لے تو تاحیات اپنی ماں کے احسانوں کا بدلہ نہ چکا سکے گا۔ کبھی میں سوچتا ہوں کہ دُنیا میں سب سے قیمتی شے کیا ہے تو خیال آتا ہے کہ دُنیا کی خوبصورت ترین ہستی صرف ایک ماں ہی ہے جو بے حد پاکیزہ اور محبت کرنے والی ہوتی ہے۔ رب العزت نے ایک ماں کو شاید یہ سوچ کر بنایا ہے کہ جب اولاد کو دنیا میں کہیں بھی سکون نہ ملے تو وہ اپنی ماں کی آغوش میں آ کر سوچوں، آہوں اور دُکھوں کو نثار کر دے، اس وقت وہ ایسی راحت محسوس کرے گا جو اُسے کہیں بھی نہ ملی ہوگی۔ ویسے تو کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ وہ مغرور ہو اور لوگ اسے ناپسند کریں لیکن ماں ایک ایسی دولت ہے جسے پانے کے بعد انسان مغرور رہنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ یورپی معاشرے میں تو بوڑھے والدین اپنی اولاد کے لئے کچرے کا مال بن جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں جگہ جگہ نرسنگ ہومز موجود ہیں جہاں سرکاری خرچ پر بوڑھوں کی کفالت ہوتی ہے لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ اب یہ کلچر آہستہ آہستہ ہمارے معاشرے میں بھی فروغ پا رہا ہے۔ اس سلسلے میں کام کرنے والے افراد قابلِ تحسین ہیں کیونکہ اُن کا مقصد یقیناً

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

انسانیت کی خدمت ہوگا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں اولڈ ایج ہومز قائم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ہمارے معاشرے میں اس کا رواج پانا یہی تاثر دیتا ہے کہ یہاں بھی بہت سے بوڑھے والدین اپنی اولاد کی نافرمانی کا شکار ہیں۔ ایک اسلامی معاشرے میں اپنے والدین کو بڑھاپے میں اولڈ ہومز کی راہ دکھانا یقیناً اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

ماں ایک عظیم ہستی

کہتے ہیں کہ اللہ نے دنیا میں سب سے اچھی مخلوق انسان کو بنایا انسان دنیا میں اللہ کا نائب ہے تمام مخلوقات میں اسے اشرف المخلوقات کا لقب دیا گیا ہے، انسانوں کو گروہوں اور فرقوں میں بنایا تاکہ وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں، پھر انسانوں میں جو رشتے قائم ہوئے ان میں بھائی، بہن، ماں، باپ، چچا، چچی، ماموں، ممانی، خالہ، خالو، طایہ طائی، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ بنائے، ان سب میں ایک رشتہ ایسا بھی بنایا جو اس نے محبت، پیار اور شفقت کی مٹھاس کے ساتھ بنایا، یہ وہ رشتہ ہے کہ جسے اللہ نے ماں کا نام دیا، کہا جاتا ہے کہ اللہ نے ماں کو ممتا کا روپ دیا، وہ خود تکلیف برداشت کر کے اپنی اولاد کو خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہے، ایک ماں جو نو ماہ تک اپنی اولاد کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے، اس دوران وہ بے پناہ تکلیف سہتی ہے لیکن جب وہی بچہ دنیا میں آتا ہے تو اس کی ایک جھلک ہی ایک ماں کی تمام تکلیفوں کو مٹا دیتی ہے۔

تکالیف اٹھانے والی ماں

ماں خود تو تکلیف سہہ سکتی ہے مگر اسے یہ ہرگز گوارہ نہیں کہ اسکے بچے کو ایک کانٹا بھی چبھے۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ماں سے محبت کرنے، اسکا ہر حکم ماننا ہر مسلمان بچے پر لازم ہے، قرآن مجید میں بھی بیشمار دفعہ ماں کی حرمت پر تلقین کی گئی ہے، ماں کے پاؤں تلے جنت رکھ دی گئی ہے۔ اللہ نے شرک کے بعد سب سے کبیرہ گناہ ماں کی نافرمانی کو قرار دیا ہے، ماں کے متعلق تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر ایک مسلمان بچے کی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ماں کافر ہو تو اس سے بھی حسن سلوک سے پیش آیا جائے کہیں اس میں بھی دل آزاری نہ ہو جائے۔

دین اسلام ہمیں حضرت مریم، حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہ صدیقہ جیسی ماؤں کے نمونے دیتا ہے جہاں ایک طرف ماؤں کو اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہیں اولاد کو بھی ماں باپ کا سہارہ بننے کا درس دیا گیا ہے۔

تاریخ کی کتب میں ایسے بے پناہ واقعات موجود ہیں جن میں اولاد کے دل میں ماں کی اس درجہ عزت دیکھی جاسکتی ہے کہ دل رشک کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ

اللہ نے ماں کو اتنی عزت بخشی ہے کہ کائنات کا سب سے خوبصورت رشتہ ماں کا ہے، حضرت موسیٰ کی والدہ نے فرعون کے خوف سے اللہ کے بھروسے اپنے لخت جگر حضرت موسیٰ کو دریا نیل میں ایک صندوق میں بند کر کے ڈال دیا کیونکہ فرعون نے یہ منادی کروائی ہوئی تھی کہ بنو اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کو قتل کر دیا جائے تاکہ وہ فرعون کے لئے کوئی خطرہ نہ بن پائے، اللہ کے سہارے پر موسیٰ کو دریا نیل کی تندو تیز لہروں میں ڈال کر کیا وہ ماں خوش ہوئی ہو گی ہرگز نہیں مگر صرف اپنے بیٹے کی زندگی بچ جائے اس سوچ کے ساتھ کمسن موسیٰ کو دریا کی موجوں میں چھوڑ آئیں، مگر قدرت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا، وہ صندوق کہ جسمیں موسیٰ تھے وہ دریا سے ہوتا ہوا فرعون کے محل تک پہنچ گیا اور فرعون کی بیوی آسیہ کو مل گیا۔ آسیہ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی، تو انھوں نے حضرت موسیٰ کی تربیت کی، انکی پرورش ایک بہترین انداز میں کی۔

جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ماں کی قدر کم ہوتی گئی، وہ بچا جو کبھی ماں کی انگلی تھامے پہلا قدم لیتا تھا آج وہی بچا بڑا ہو گیا ہے، ماں کا پیار آج بھی وہی ہے مگر اب اولاد کے لیے وہی پیار گھٹن بنتا جا رہا ہے، بچپن میں ماں کے ہاتھ سے روٹی کھانے والا بچہ آج اسی ماں کے آگے انگلیوں کے اشاروں سے بدتمیزیاں کر رہا ہے۔ کل کو جو بچہ اپنی ماں کی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

آغوش میں سکون محسوس کرتا تھا آگ وہی بچہ آج اپنی ماں کو دکھوں کے پہاڑ دے رہا ہے، کل جب وہ بچہ چھوٹا تھا تو اپنے بالوں کی مالش کراتا کبھی بالوں کو تیل لگواتا اور وہی بچہ آج اگر ماں اسکے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھ دے تو کہتا ہے کہ آپ نے میرا ہیر اسٹائل خراب کر دیا ہے اتنی دیر محنت کر کے بال سیٹ کیے تھے۔

کیا یہ سب اس لئے ہوا ہے کہ ماں کا پیار بدل گیا؟ ہرگز نہیں ماں تو آج بھی وہی ہے جو حضرت موسیٰ کی ماں تھیں یا حضرت آسیہ تھیں، غلط تو ہم اولاد ہیں، ہم نے اپنے ماں باپ بالخصوص ماں کے پیار پر ہی شک کرنا شروع کر دیا ہے۔ آج کے بچے یہ بھول گئے ہیں کہ کتنی تکلیف برداشت کی تھی اس ماں نے جب اسکے دنیا میں آنے کا وقت ہوا تھا، آج کا بچہ یہ بھول گیا ہے کہ کیسے اس ماں نے اپنی تمام خواہشات کو، اپنی خوشیوں کو دفن کر دیا صرف اس لیے کہ میرے بچے کی زندگی سنور جائے، اس ماں نے کبھی دنیا سے لڑائی کی تو کبھی خود اپنے شوہر کے آگے کھڑے ہوئی کہ مجھے اپنے بچے کا مستقبل بہترین بنانا ہے، میرا بچہ کبھی بھی اداس نہ ہو، میرے بچے کی ہر ہر خواہش پوری ہونی چاہیے، مگر دوسری طرف آج کا بچہ ایک ناجائز ضد کی خاطر اپنی ماں کو یہ کہتا ہوا بھی زرہ برابر نہیں جھجکتا کہ اے ماں! تو نے میرے لیئے کیا ہی کیا ہے؟

آج کے بچے شاید یہ بات بھول گئے ہیں کہ آج وہ بچے ہیں مگر کل کو وہ بھی ماں اور باپ بنیں گے اور جو آج وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ کر رہے ہیں کل کو انکی اولاد بھی انکے ساتھ وہی سب کچھ کر سکتی ہے۔

کیا ایک ماں اسی دن کے لیے اولاد مانگتی ہے؟ کیا وہ ماں نو ماہ تک اپنے پیٹ میں اسی لیے بچے کو رکھتی ہے کہ ایک دن آئے اور وہی بچہ ماں کو ہی دھتکار دے ماں نے جو قربانیاں اپنی اولاد کے لئے دی ہوتی ہیں اس کے بدلے اگر ماں اس بچے کے خون کا ایک ایک قطرہ بھی نچوڑ دے تو بھی وہ بدلہ پورا نہ پائے گا۔ ایک عورت کے لئے وہ پل سب سے حسین ہوتا ہے جب وہ اپنے بچے کو پہلی بار دیکھتی ہے لیکن سب سے زیادہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

دردناک لمحہ وہ ہوتا ہے کہ جب وہی اولاد ماں کے آنسوؤں کا باعث بنتی ہے، کہا جاتا ہے کہ آسمان پر فرشتے بھی اس اولاد پر لعنت بھیجتے ہیں جو اپنی ماں کو اذیت میں رکھتی ہے۔

ماں کی عزت کرنے میں ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی چھپی ہے، اللہ کی قسم ماں ہے تو بچی سلامت ہے ورنہ اس بچے کا کچھ بھلا نہیں ہوسکتا جسکی ماں اس سے راضی نہ ہے

آخر میں میں تمام بچوں، بڑوں سے کہ جنکی مائیں ابھی زندہ ہیں، ہاتھ جوڑ کر درخواست کرنا چاہوں گا کہ اللہ کے لیے اپنی ماں کی عزت کریں، انھیں خوش رکھیں، کوئی تکلیف نہ ہونے دیں ُاف تک نہ کریں، کبھی اپنی ماں کے آگے اونچی آواز میں بات نہ کریں کبھی کوئی ایسی بات ہرگز نہ کریں جس سے ماں کا دل دکھے، اللہ کو راضی کرنے کا آسان حل یہی ہے کہ اس کی سب سے بہترین مخلوق ماں کو راضی کرلیا جائے اسی میں ہماری بقاء ہے ورنہ اللہ کے سامنے قیامت کے دن جب سوال ہوگا کہ کیا تم نے ماں کی خدمت کی، تو ہم کیا جواب دیں گے ذرا سوچیۓ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ماں باپ کا سایہ ہم پر سلامتی کے ساتھ بنائے رکھے اور ہمیں ہمیشہ انکی خدمت گار اولاد کی طرح رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

والدین کے لیے تاج

حضرت معاذ جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کی تعلیم پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی پھر اس شخص کے مرتبہ کا کیا ٹھکانا ہوگا جس نے خود قرآن پر عمل کیا ہوگا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شریک تھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سورت بقرہ کو سیکھو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت اور چھوڑنا حسرت ہے اور غلط کار لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا سورت بقرہ اور آل

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

عمران دونوں کو سیکھو کیونکہ یہ دونوں روشن سورتیں اپنے پڑھنے والوں پر قیامت کے دن بادلوں سائبانوں یا پرندوں کی دو ٹولیوں کی صورت میں سایہ کریں گی اور قیامت کے دن جب انسان کی قبر شق ہوگی تو قرآن اپنے پڑھنے والے سے جو لاغر آدمی کی طرح ہوگا ملے گا اور اس سے پوچھے گا کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا، قرآن کہے گا کہ میں تمہارا وہی ساتھی قرآن ہوں جس نے تمہیں سخت گرم دوپہروں میں پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوتا ہے آج بھی اپنی تجارت کے پیچھے ہوگے چنانچہ اس کے دائیں ہاتھ میں حکومت اور بائیں ہاتھ میں دوام دے دیا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی ادا نہ کرسکیں گے اس کے والدین پوچھیں گے کہ ہمیں یہ لباس کس بنا پر پہنایا جا رہا ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ تمہارے بچے کے قرآن حاصل کرنے کی برکت سے پھر اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا اور جنت کے درجات اور بالا خانوں پر چڑھنا شروع کردو چنانچہ جب تک وہ پڑھتا رہے گا چڑھتا رہے گا خواہ تیزی کے ساتھ پڑھے یا ٹھہر ٹھہر کر۔

(مسند احمد، جلد نہم، رقم الحدیث، 2946)

ماں اور باپ میں سے بچے کی پرورش کا بیان

حضرت ہلال بن اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو میمونہ جس کا نام سلمہ تھا اہل مدینہ کا آزاد کردہ غلام اور سچا آدمی تھا اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک فارسی عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جس کے بارے میں میاں بیوی دعویدار تھے اور اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے رکھی تھی اس نے فارسی زبان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتگو کی کہ میرا شوہر مجھ سے میرے بیٹے کو چھیننا چاہتا ہے حضرت ابو ہریرہ نے اس کی بات سن کر کہا دونوں اس پر قرعہ اندازی کرلو یہ بات انہوں نے فارسی میں اس کو

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

سمجھا دی۔ اس کے بعد اس کا خاوند آیا اور بولا مجھ سے میرے بچہ کے بارے میں کون جھگڑتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا واللہ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ میں آپ کی مجلس میں موجود تھا۔ میں نے سنا وہ کہہ رہی تھی میرا شوہر مجھ سے میرا بیٹا چھیننا چاہتا ہے۔ حالانکہ میرا بیٹا مجھ کو ابو عتبہ کے کنوئیں سے پانی لا کر پلاتا ہے اور میری خدمت کرتا ہے۔ (یعنی میں نے پال پوس کر بڑا کیا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دونوں قرعہ ڈالو۔ بعد میں اس کا شوہر آیا اور بولا مجھ سے میرا بچہ کے بارے میں کون جھگڑتا ہے؟ تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا۔ یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے ان میں سے جس کا جی چاہے تو ہاتھ پکڑ لے پس اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اس کو لے کر چلی گئی۔ (سنن ابوداؤد، جلد دوم، رقم الحدیث، 511)

والدین اور بچوں کی درسگاہ

بچوں کی پہلی درسگاہ یا تربیت گاہ والدہ کی گود ہے جو دنیا کی تمام یونیورسٹیوں سے بھی بھاری ہے کہ یہاں جو کچھ ایک بچہ سیکھتا ہے اس کا معیار دنیا کی کسی یونیورسٹی سے نہیں ملتا۔ وہ طالب علم جو دنیا کے ہر تعلیمی ادارے اور یونیورسٹی میں فیل ہو جاتا ہے اور ماہرین تعلیم کے مطابق وہ پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا لیکن یہی طالب علم والدہ کی گود میں رہ کر اور مادری زبان کی تمام فصاحتیں اور بلاغتیں سیکھ جاتا ہے اور پاس ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں انگریزی سیکھنے کے لئے دس بارہ سال طلباء صرف کر دیتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں انگریزی پر عبور حاصل نہیں ہوتا لیکن معصوم بچہ چند ماہ و سال میں اپنی مادری زبان پر نہ صرف عبور بلکہ اس زبان کے اشارات و کنایات تک سیکھ جاتا ہے۔ زبان سے لے کر تمام وہ عادات جن سے ایک معاشرہ وابستہ ہوتا ہے بچے کے سیکھنے کا عمل یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ اور والدہ کی نصیحت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی والدہ نے انہیں نصیحت کی۔ کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہیں بولنا۔ اسی نصیحت کی برکت دیکھیے کہ انہوں نے ڈاکوؤں کے سامنے بھی سچ بولا اور کہہ دیا کہ میرے پاس مال ہے۔ جس سے نہ صرف ڈاکوؤں کا سردار بلکہ ڈاکوؤں کا پورا قافلہ توبہ تائب ہوا۔

وہ والدہ جو روزانہ صبح کی نماز سے قبل چودہ پاروں کی تلاوت کیا کرتی تھی جب اس سے پیدا ہونے والے بچے نے درسگاہ میں داخلہ لیا تو یہ کہہ کر کہ مجھے سبق "سبحان الذی اسریٰ" پندرھویں سپارے سے شروع کرایا جائے کیونکہ چودہ سپارے تو میں نے اپنی والدہ کے پیٹ میں حفظ کر لئے ہیں۔

والدین کی زبان ان کی عادات، ان کے رہن سہن کے طریقے گویا کہ ابتدائی طور پر پوری معاشرت بچہ والدین سے سیکھتا ہے کہ والدین اگر نماز پڑھتے ہوں تو بچہ نماز کو نہ جانتے ہوئے بھی انہی کی طرح نماز پڑھتا ہے۔

اسی طرح اگر والدین گھر میں گالی گلوچ کا استعمال عام کرتے ہوں اور گندی فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہوں اور لوگوں سے جھوٹ اور غلط بیانیاں کرتے ہوں تو یہ تمام اثرات بچوں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور نتیجے کے طور پر بچے بھی گالی گلوچ کو اپنا تکیہ کلام بنانے کے ساتھ وہ تمام بری حرکات اپناتے ہیں جو ان کو والدین سے ملتی ہیں۔

یاد رہے بچوں کی پہلی درسگاہ انتہائی نگاہ داشت کی درسگاہ ہے کیونکہ انسانی زندگی کی تربیت کی سیڑھی کا پہلا زینہ یہی ہے جو بچہ یہاں سے پھسل گیا۔ وہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھائے گا۔ اور جو یہاں کامیاب ہو گیا پھر جگہ جگہ کی کامیابی اس کے قدموں میں ہوگی۔

والدین کے حقوق

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرا رہا تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کیا میں

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! یہ تو اس کی ایک بار خندہ پیشانی کا بھی بدل نہیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں بھی ہر اس عمل سے منع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے والدین کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ حتی کہ قرآن مجید میں ان کے لئے دعا کرنے کا یوں طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ تم اپنے والدین کے لئے اس طرح دعا کرو! اے ہمارے رب! ان پر اس طرح رحم فرما جس طرح بچپن میں انہوں نے ہمیں پالا۔

اولاد کے حقوق

قرآن مجید میں آتا ہے کہ "بے شک تمہارا مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں" اس سے معلوم ہوا کہ مال اور اولاد کا تصرف سوچ سمجھ کر کریں کہ یہی تمہارے لئے آزمائش ہیں۔ دیکھیے قارون کا مال اسے جہنم میں لے گیا جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مال وہ تھا جس سے آپ نے جنت کو خرید لیا۔ لہذا والدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دین کا علم سکھائیں۔ ایک روایت میں تین اشیاء کا ذکر ہے کہ والدین اپنی اولاد کو قرآن پڑھنا، اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سکھائیں اور اہل بیت کی محبت سکھائیں۔ (مسند احمد)

سب بیٹوں کو برابری کا حصہ دینے کا حق

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہدیہ کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا تم نے اپنے سب بچوں کو بھی اتنا ہی دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم غلام کو واپس لے لو۔

بیٹیوں کے حقوق:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

فرمایا: جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو پھر وہ نہ تو اسے دفن کرے اور نہ ہی ذلت آمیز سلوک کرے اور نہ ہی لڑکوں کو اس پر ترجیح دے یعنی اس کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرے جیسا کہ لڑکوں کے ساتھ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس لڑکی کے ساتھ اس حسن سلوک کے بدلے میں اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

رشتہ داروں کے حقوق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہوگا اور یہ کہہ رہا ہوگا کہ جس نے مجھ سے تعلق جوڑا، اللہ اس کے ساتھ تعلق جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا، اللہ تعالیٰ اس سے تعلق ختم کر دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے تعلق جوڑنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی شان ایمان

تمام امت مسلمہ کے جمہور علماء وفقہاء کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مؤمن وموحد ہیں اس عقیدے کے تحت مسلمانوں کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مؤمن وموحد ہیں، قرآن وسنت سے کثیر دلائل ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والدین کریمین کا ادب واحترام ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کے متعلق اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ تک اور حضرت حواء سے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک آپ کے سلسلہ میں جس قدر آباء وامہات ہیں وہ سب مؤمن ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

الذی یرٰک حین تقوم و تقلبك فی الساجدین ۔ (شعراء،۲۱۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اب حالت قیام میں بھی آپ کو ملاحظہ فرماتا ہے اور اس وقت بھی ملاحظہ فرمارہا تھا جب آپ کا نور سجدہ کرنے والوں میں پشت ہا پشت منتقل ہورہا تھا۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام رازی نے اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کے اسلام پر استدلال کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ساجدین سے ساجدین کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباء وامہات مؤمن ہیں۔ (التعظیم والنہ، ص ۵۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر زمانہ کے بہترین لوگوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ جس زمانہ میں، میں اب ہوں اس زمانے کے بھی بہترین لوگوں میں مجھے بھیجا گیا۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۰۳، نور محمد اصح المطابع کراچی)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اولاد حضرت اسماعیل کو چن لیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد سے بنو کنانہ کو چن لیا اور بنو کنانہ سے قریش کو چن لیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چن لیا اور بنو ہاشم سے مجھے چن لیا۔

(سنن ترمذی، ۳۶۰۵، مسند احمد، ج ۲، ص ۱۰۷، بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے قریش اللہ عزوجل کے سامنے نور تھے، یہ نور تسبیح کرتا تھا، اور فرشتے اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اس نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت رکھا، پھر اس کو زمین کی طرف اتارا۔ پھر کشتی میں یہ نور حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں رکھ دیا گیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں یہ نور آگ میں ڈالا گیا، اور اللہ نے مجھے ہمیشہ مکرم پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا حتیٰ کہ مجھے میرے ان والدین سے پیدا کیا جو کبھی بھی بدکاری پر جمع نہیں ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا کیا گیا ہوں اور بدکاری سے پیدا نہیں کیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حتیٰ کہ میں اپنی والدہ سے پیدا ہوا۔ اور مجھے زمانہ جاہلیت کی بدکاری سے کسی چیز نے نہیں چھوا۔ (المطالب العالیہ، ج ۴، ص ۱۷۷۔ رقم الحدیث ۴۲۵۷، مطبوعہ مکہ مکرمہ)

علامہ سید محمد امین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مسند احمد، سنن بیہقی، اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنے رشتہ داروں کو نفع نہیں پہنچا سکتے، یاد رکھو! میں ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں نفع پہنچاؤں گا۔ (رسائل ابن عابدین، ج ۱، ص ۵، سہیل اکیڈمی لاہور)

حافظ قرآن کے والدین کے لئے شرف تاج

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے زیادہ نصیب ہو گی اگر وہ تاج تمہارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے بارے میں جو خود عامل ہو۔
(سنن ابوداؤد، مسند احمد، حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ خوش بخت انسان جس نے قرآن کو حفظ کیا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کے لئے یہ شرف ہے کہ قیامت کے دن ان کے سروں پر نوری تاج سجایا جائے گا، تو امام الانبیاء، والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کریمین کے لئے کس قدر شان والا تاج ہوگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر تو پورا قرآن نازل ہوا ہے۔

کائنات میں منفرد شان کے والدین:

قیامت کے دن کسی کے والدین اپنی نیک اولاد کے سبب قابل رشک ہوں گے ،کئی والدین کو علماء کا والدین ہونا ،کئی والدین کو شہداء کا والدین ہونا ،کئی والدین کو صدیقین کا والدین ہونا ،کئی والدین کو انبیاء کرام کا والدین ہونے کا شرف حاصل ہوگا لیکن قسم بخدا! وہ والدین سب سے زیادہ قابل رشک ہیں جنہیں قیامت کے دن امام الانبیاء والمرسلین کا والدین ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

چودہ سو برس بعد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا جسد مبارک قبر سے صحیح وسلامت برآمد ہوا۔ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجسام بھی اصل حالت میں تھے۔

کراچی ۲۰ جنوری یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ طیبہ میں جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کے لئے کی جانے والی کھدائی کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک جس کو دفن کیے ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ بالکل صحیح وسالم قبر سے نکالا گیا۔ اس کے علاوہ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجسام مبارک بھی صحیح وسالم تھے جنہیں بعد میں جنت البقیع میں بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ دفن کردیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کا کہنا ہے اجسام مبارکہ نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، جلد ۳۸، ۲۱ جنوری، ۱۹۷۸ء)

بن ماں کے بچوں کی تربیت

وہ بچے یقینا خوش قسمت ہوتے ہیں جو اپنے والدین کے زیر سایہ پرورش پاتے ہیں اس تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ ہوکر زندگی کی دوڑ میں شامل ہوجاتے ہیں ایسے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بچے نہ صرف زندگی میں کامیاب رہتے ہیں بلکہ ان کی شخصیت کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں رہتا۔ والدین ہر قدم پر ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

لیکن بعض مرتبہ قدرت کے فیصلے پر بہت سے بچے کم سنی ہی میں والدین کی شفقت سے محروم ہو جاتے ہیں یا والدین میں سے کسی ایک کی موت کے سبب زندگی کی ایک بہار بیکراں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جس کا مداوا کوئی نہیں کر سکتا۔

ہمارے معاشرے میں ہمیں بہت سے ایسے بچے ملتے ہیں جو والدین میں سے کسی ایک کی موت کے بعد بے راہ روی کا شکار ہو گئے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ باپ کی موت کے بعد ماں محنت و مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہے جبکہ اس کے برعکس باپ عموماً دوسری شادی کر لیتا ہے اور اپنی پہلی اولاد کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس طرح بچے باپ کی محبت سے محروم ہو کر احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی شخصیت نامکمل رہ جاتی ہے اور وہ معاشرے میں مفید شہری بننے کی بجائے معاشرے پر بوجھ بنتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ماں نہ ہو تو بچے کی تربیت کی ذمہ داری باپ پر ہے اور اگر باپ نہ ہو تو ماں کی ذمہ داری ہے لیکن افسوس! کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ماں سے محروم بچے لاوارثوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ بعض دفعہ بزرگ خواتین مثلاً نانی، دادی کا سایہ میسر ہو جائے تو یہ خواتین بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی بجائے ان پر رحم کھا کر بچوں کی جائز و ناجائز ضدیں پوری کرتی ہیں اس طرح وہ خودسر ہو جاتے ہیں ان کا رویہ بعض اوقات اس قدر رحمت آمیز ہوتا ہے کہ بچہ خود اپنے آپ پر رحم کھانے لگتا ہے مثلاً اگر ایک یتیم بچہ یہ جملہ سنتا ہے۔

"اس بچے کو نہ مارو بیچارہ بن ماں کے ہے" یوں بچے کو ہر وقت ماں سے محرومی کا احساس رہتا ہے۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کی ملاقات بعد از ہجر و فراق

حضرت جبریل نے آپ کو متعجب دیکھ کر عرض کیا، ہوا کی طرف نظر فرمایئے، آپ کے سرور میں شرکت کے لئے ملائکہ حاضر ہوئے ہیں جو مدّتوں آپ کے غم کے سبب روتے رہے ہیں، ملائکہ کی تسبیح نے اور گھوڑوں کے ہنہنانے نے اور طبل و بوق کی آوازوں نے عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی۔ یہ محرّم کی دسویں تاریخ تھی جب دونوں حضرات والد و ولد، پدر و پسر قریب ہوئے۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام عرض کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ توقّف کیجئے اور والد صاحب کو ابتداء بسلام کا موقع دیجئے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے " اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَامُذْهِبَ الْاَحْزَانِ " (یعنی اے غم و اندوہ کے دور کرنے والے سلام) اور دونوں صاحبوں نے اتر کر معانقہ کیا اور مل کر خوب روئے پھر اس مزین فرودگاہ میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ کے استقبال کے لئے نفیس خیمے وغیرہ نصب کر کے آراستہ کی گئی تھی، یہ دخول حدودِ مصر میں تھا اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں ہے جس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا والدین کو تخت پر بٹھانے کا واقعہ

بھائیوں پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو ظاہر کر کے فرمایا تھا کہ ابا جی کو اور گھر کے سب لوگوں کو یہیں لے آؤ۔ بھائیوں نے یہی کیا، اس بزرگ قافلے نے کنعان سے کوچ کیا جب مصر کے قریب پہنچے تو نبی اللہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ خود شاہ مصر بھی استقبال کے لئے چلے اور حکم شاہی سے شہر کے تمام امیر امرا اور ارکان دولت بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہ مروی ہے کہ خود شاہ مصر بھی استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا تھا۔ اس کے بعد جو جگہ دینے وغیرہ کا ذکر ہے اس کی بابت بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس کی عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی آپ نے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ان سے فرمایا تم مصر میں چلو، انشاء اللہ پرامن اور بے خطر رہو گے اب شہر میں داخلے کے بعد آپ نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور انہیں اونچے تخت پر بٹھایا۔ لیکن امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں سدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بالکل ٹھیک ہے جب پہلے ہی ملاقات ہوئی تو آپ نے انہیں اپنے پاس کرلیا اور جب شہر کا دروازہ آیا تو فرمایا اب اطمینان کے ساتھ یہاں چلئے۔ لیکن اس میں بھی ایک بات رہ گئی ہے۔ ایوا اصل میں منزل میں جگہ دینے کو کہتے ہیں جیسے اوواليه اخاه میں ہے اور حدیث میں بھی ہے من اوی محدثا پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کا مطلب یہ بیان نہ کریں کہ ان کے آجانے کے بعد انہیں جگہ دینے کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ تم امن کے ساتھ مصر میں داخل ہو یعنی یہاں قحط وغیرہ کی مصیبتوں سے محفوظ ہو کر با آرام رہو سہو، مشہور ہے کہ اور جو قحط سالی کے سال باقی تھے، وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تشریف آوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دور کردیے۔ جیسے کہ اہل مکہ کی قحط سالی سے تنگ آکر ابوسفیان نے آپ سے شکایت کی اور بہت روئے پیٹے اور سفارش چاہی۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا تو پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔ اس وقت آپ کے والد صاحب کے ہمراہ آپ کی خالہ صاحبہ آئی تھیں۔

حضرت رابعہ بصری اور والد گرامی

یہ واقعہ حضرت رابعہ بصریہ کا ہے۔ 97ھ کی ایک رات ان کے والدین پر بڑی بھاری اور نازک تھی۔ یہ سرد اور تاریک رات تھی۔ اچانک رابعہ بصریہ کی والدہ کو درد زہ شروع ہوا۔ آپ کے والد گرامی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بڑے پریشان ہوئے کروں تو کیا کروں۔ چراغ جلانے کے لئے تیل کہاں سے لاؤں۔ پکانے کے لئے گھی کدھر سے لاؤں۔ یہ مشکل گھڑی بھی گزری اور نوزائیدہ کی آواز نے سب کو متوجہ کیا۔ اسماعیل کے کانوں میں آواز پڑی تو دل دھڑکنے لگا کہیں ایسا نہ ہو کہ اب کے بھی لڑکی پیدا ہوئی ہو۔ کیونکہ وہ پہلے بھی تین لڑکیوں کے باپ تھے۔ مگر یہ آواز لڑکی ہی کی تھی، لڑکا یا لڑکی دیتا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

اللہ کا کام ہے۔ اس میں باپ یا ماں کا کچھ ہاتھ نہیں ہوتا۔ اسماعیل نے بچی کا نام رابعہ رکھ دیا کیونکہ یہ چوتھی لڑکی تھی۔ غربت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں سردی سے بچاؤ کے لئے کپڑا بھی کم تھا ماں اور بہنوں نے اصرار کیا کہ فلاں پڑوسی کے ہاں جاؤ اور تھوڑا سا تیل ہی لے آؤ۔

جب باپ پڑوسی کے گھر پہنچا تو وہ سو رہا تھا آپ بنا مانگے ہی واپس آ گئے۔ غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلاؤں۔ واپس آئے تو بڑی بیٹی نے قدموں کی آہٹ سنتے ہوئے پوچھا، بابا تیل ملا؟ تیل لائے ہو؟ نہیں بیٹی! باپ نے افسردہ لہجے میں جواب دیا۔

باپ کا یہ جواب سن کر بیٹی نے کہا آپ کسی دوسرے دروازے پر چلے جاتے تیل مل جاتا تو روشنی ہو جاتی۔ باپ نے کہا دوسرا دروازہ ہاں بابا دوسرا دروازہ باپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتے ہوئے کہنے لگے بیٹی دوسرا دروازہ تو ہمیشہ کھلا رہتا ہے مگر اسے دستک دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ ہمارے حال کو جانتا ہے۔ اسی حال میں آنکھ لگ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ فرمانے لگے اسماعیل رنجیدہ نہ ہو۔ تم امیر بصرہ کے پاس جاؤ۔ اس سے جا کر کہو تم جورات کو 100 بار اور ہر جمعہ کی رات 400 بار درود پڑھا کرتے تھے اس جمعہ کو کیوں نہ پڑھا؟ اور کہنا کہ اس کفارہ میں 400 دینار میرے حوالے کر دیجیے۔

بیدار ہوتے ہی عجیب کیفیت کہ حضور کا دیدار ہوا اور اپنا قاصد بنا کر بصرہ بھیجا!!! چنانچہ رابعہ کے والد گرامی امیر بصرہ کے پاس گئے اس نے آمد کا سبب پوچھا۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا۔ اس پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی کیونکہ اس کے اس وظیفہ کی کسی اور کو خبر نہ تھی اٹھا اور چار سو دینار لا کر خدمت میں پیش کیے۔ زندگی کی گاڑی میں کچھ تیل پڑا۔ پھر ختم ہو گیا۔ رابعہ بصریہ اپنے باپ کے ساتھ ساتھ رہتیں جو ہمیشہ پریشان اور عبادت میں مشغول رہتا۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ فجر کے وقت اٹھتیں۔ جب

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

باپ دعا مانگتا تو ساتھ گریہ وزاری کرتیں۔ باپ سے ادب اور دین کی تعلیم بچپن ہی سے لینا شروع کردی۔ ایک دن والد گرامی کھانے کو کچھ لائے تو سب بیٹھ کر شام کا کھانا کھانے لگے مگر رابعہ بصریہ کھانے سے دور رہیں۔ باپ نے کہا۔ رابعہ! تو کیوں نہیں کھاتی؟ آپ نے جواب دیا۔ ابو جی! خدا جانے یہ کھانا حلال ہے یا۔۔ یہ سن کر باپ چونکا اور دریافت کرنے لگا بیٹی کبھی ایسا پہلے ہوا ہے کہ حلال نہ ملا ہو۔ تو ہم نے حرام کی طرف ہاتھ بڑھایا ہو؟ آپ نے کہا ابو جی! ہمیں اس دنیا میں بھوک پر صبر کرنا چاہیے تا کہ آخرت میں آگ پر صبر نہ کرنا پڑے۔

اس بچی کی باتیں سن کر باپ بڑا خوش ہوتا اور حیران بھی جب کبھی کوئی سورت رابعہ بصری یاد کرتیں تو پہلے باپ کو سناتیں۔ باپ سن کر خوشی سے رونے لگ جاتا۔ باپ نے اس بچی کو اس نہج پر پرورش کی کہ بڑے بڑے اولیاء میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ آپ بھی باپ ہیں بچی کے بچے کے۔ آپ سے بھی پوچھ ہوگی کہ اولاد کو ادب سکھایا تھا؟ دین سکھایا تھا؟ کیا جواب دو گے؟ بچہ پیدا کرنے میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے۔ کمال یہ ہے کہ بچہ کمال تک پہنچا ہے کہ نہیں۔ بچیوں کو پردہ کراؤ اور سب سے پہلے سورہ نور پڑھاؤ۔ لڑکوں کو ادب سکھلاؤ اور سب سے پہلے سورہ یوسف پڑھاؤ۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور وعدے کی پاسداری

ابو الحجاز علیہ السلام حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کا ذکر خیر بیان ہو رہا ہے آپ سارے حجاز کے باپ ہیں جو نذر اللہ کے نام کی مانتے تھے جو عبادت کرنے کا ارادہ کرتے تھے پوری ہی کرتے تھے۔ ہر حق ادا کرتے تھے ہر وعدے کی وفا کرتے تھے۔ ایک شخص سے وعدہ کیا کہ فلاں جگہ آپ کو ملوں گا وہاں آپ آ حسب وعدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام وہاں گئے لیکن وہ شخص نہیں آیا تھا۔ آپ اس کے انتظار میں وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ایک دن رات پورا گزر گیا اب اس شخص کو یاد آیا اس نے آ کر دیکھا کہ آپ وہیں انتظار میں ہیں پوچھا کہ کیا آپ کل سے یہیں ہیں؟ آپ نے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

فرمایا جب وعدہ ہو چکا تھا تو پھر میں آپ کیا آئے بغیر کیسے ہٹ سکتا تھا اس نے معذرت کی کہ میں بالکل بھول گیا تھا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تو کہتے ہیں یہیں انتظار میں ہی آپ کو ایک سال کامل گزر چکا تھا۔ ابن شوزبؒ کہتے ہیں وہیں مکان کر لیا تھا۔ عبداللہ بن الحما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے میں نے آپ سے کچھ میں نے آپ سے کچھ تجارتی لین دین کیا تھا میں چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ آپ یہیں ٹھیرئے میں ابھی واپس آتا ہوں پھر مجھے خیال ہی نہ رہا وہ دن گزرا وہ رات گزری دوسرا دن گزر گیا تیسرے دن مجھے خیال آیا تو دیکھا آپ وہیں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھ مشقت میں ڈال دیا میں آج تین دن سے یہیں تمہارا انتظار کر تا رہا۔ (خرائطی) یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اس وعدے کا ذکر ہے جو آپ نے بوقت ذبح کیا تھا کہ ابا جی آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ چنانچہ فی الاواقع آپ نے وعدے کی وفا کی اور صبر و برداشت سے کام لیا۔ وعدے کی وفا نیک کام ہے اور وعدہ خلافی بہت بری چیز ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے ایمان والو وہ باتیں زبان سے کیوں نکالتے ہو جن پر خود عمل نہیں کرتے اللہ کے نزدیک یہ بات نہایت ہی غضبناکی کی ہے کہ تم وہ کہو جو نہ کرو۔

سناٹے کی آغوش میں زندگی

اب جہاں پر بیت اللہ بنا ہوا ہے یہاں ایک ٹیلہ تھا اور سنسان بیابان تھا کوئی اپنے بسنے والا وہاں نہ تھا یہاں پہنچ کر ماں بیٹے کو بٹھا کر پاس تھوڑی سی کھجوریں اور مشکیزہ پانی کا رکھ کر آپ چلے گئے جب خلیل اللہ نے پیٹھ موڑی اور جانے لگے تو مائی حاجرہ نے آواز دی اے خلیل اللہ ہمیں اس دہشت و وحشت والے بیابان میں یکہ وتنہا چھوڑ کر جہاں ہمارا کوئی مونس و ہمدم نہیں آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ لیکن حضرت ابراہیم نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس طرف توجہ تک نہ کی، منہ موڑ کر بھی نہ دیکھا حضرت ہاجرہ کے بار بار کہنے پر بھی آپ نے التفات نہ فرمایا تو آپ فرمانے لگیں اللہ کے خلیل آپ ہمیں کسے سونپ چلے؟ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کے۔ کہا اے خلیل اللہ کیا اللہ تعالیٰ کا آپ کو یہ حکم

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مجھے اللہ کا یہی حکم ہے یہ سن کر ام اسمٰعیل کو تسکین ہوگئی اور فرمانے لگیں پھر تشریف لے جایئے وہ اللہ جل شانہ ہمیں ہرگز ضائع نہ کرے گا اسی کا بھروسہ اور اسی کا سہارا ہے۔ حضرت ہاجرہ لوٹ گئیں اور اپنے کلیجہ کی ٹھنڈک اپنی آنکھوں کے نور ابن نبی اللہ کو گود میں لے کر اس سنسان بیابان میں اس ہو کے عالم میں لاچار اور مجبور ہو کر بیٹھ رہیں۔ حضرت ابراہیم جب ثنیہ کے پاس پہنچے اور یہ معلوم کر لیا کہ اب حضرت ہاجرہ پیچھے نہیں اور وہاں سے یہاں تک ان کی نگاہ کام بھی نہیں کر سکتی تو بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور کہا آیت (رَبَّنَآ اِنِّیۡ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ) 14 ۔ابراھیم، 37) الہ العالمین میں نے اپنے بال بچوں کو ایک غیر آباد جنگل میں تیرے برگزیدہ گھر کے پاس چھوڑا ہے تا کہ وہ نماز قائم کریں تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دے اور انہیں پھلوں کی روزیاں دے شاید وہ شکرگزاری کریں آپ نے یہ دعا کر کے حکم اللہ بجالا کر اپنی اہل وعیال کو اللہ کے سپرد کر کے چلے گئے ادھر حضرت ہاجرہ صبر وشکر کے ساتھ بچے سے دل بہلانے لگیں جب تھوڑی سی کھجوریں اور ذرا سا پانی ختم ہو گیا اب اناج کا ایک دانہ پاس ہے نہ پانی کا گھونٹ خود بھی بھوکی پیاسی ہیں اور بچہ بھی بھوک پیاس سے بیتاب ہے یہاں تک کہ اس معصوم نبی زادے کا پھول سا چہرہ کمھلانے لگا اور وہ تڑپنے اور بلکنے لگا ممتا بھری ماں کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی کا خیال کرتی ہے کبھی اپنے ننھے سے اکلوتے بچے کا یہ حال بغور دیکھتی ہے اور سہمی جاتی ہے معلوم ہے کہ کسی انسان کا گزر اس بھیانک جنگل میں نہیں، میلوں تک آبادی کا نام ونشان نہیں کھانا تو کہاں؟ پانی کا ایک قطرہ بھی میسر نہیں آسکتا آخر اس ننھی سی جان کا یہ ابتر حال نہیں دیکھا جاتا تو اٹھ کر چلی جاتی ہیں اور صفا پہاڑ جو پاس ہی تھا اس پر چڑھ جاتی ہیں اور میدان کی طرف نظر دوڑاتی ہیں کہ کوئی آتا جاتا نظر آجائے لیکن نگاہیں مایوسی کے ساتھ چاروں طرف ڈالتی ہیں اور کسی کو بھی نہ دیکھ کر پھر وہاں سے اتر آتی ہیں اور اسی طرح درمیانی تھوڑا سا حصہ دوڑ کر باقی حصہ جلدی جلدی طے کر کے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

پھر صفا پر چڑھتی ہیں اسی طرح سات مرتبہ کرتی ہیں ہر بار آ کر بچہ کو دیکھ جاتی ہیں اس کی حالت ساعت بہ ساعت بگڑتی جا رہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں صفامروہ کی سعی جو حاجی کرتے ہیں اس کی ابتدا یہی سے ساتویں مرتبہ جب حضرت ہاجرہ مروہ پر آتی ہیں تو کچھ آواز کان میں پڑتی ہے آپ خاموش ہو کر احتیاط کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں کہ یہ آواز کیسی؟ آواز پھر آتی ہے اور اس مرتبہ صاف سنائی دیتی ہے تو آپ آواز کی طرف لپک کر آتی ہیں اور اب جہاں زمزم ہے وہاں حضرت جبرائیل کو پاتی ہیں حضرت جبرائیل پوچھتے ہیں تم کون ہو؟ آپ جواب دیتی ہیں میں ہاجرہ ہوں میں حضرت ابراہیم کے لڑکے کی ماں ہوں فرشتہ پوچھتا ہے ابراہیم تمہیں اس سنسان بیابان میں کسے سونپ گئے ہیں؟ آپ فرماتی ہیں اللہ کو فرمایا پھر تو وہ کافی ہے حضرت ہاجرہ نے فرمایا اے غیبی شخص آواز تو میں نے سن لی کیا کچھ میرا کام بھی نکلے گا؟

آب زم زم کا چشمہ جاری ہونے کا واقعہ

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین رگڑی وہیں زمین سے ایک چشمہ پانی کا ابلنے لگا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے ہاتھ سے اس پانی کو مشک میں بھرنا شروع کیا مشک بھر کر پھر اس خیال سے کہ پانی ادھر ادھر بہہ کر نکل نہ جائے آس پاس باڑ باندھنی شروع کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ ام اسمٰعیل پر رحم کرے اگر وہ اس طرح پانی کو نہ روکتیں تو زم زم کنویں کی شکل میں نہ ہوتا بلکہ وہ ایک جاری نہر کی صورت میں ہوتا اب حضرت ہاجرہ نے پانی پیا اور بچہ کو بھی پلایا اور دودھ پلانے لگیں فرشتے نے کہہ دیا کہ تم بیفکر رہو اللہ تمہیں ضائع نہ کرے گا جہاں تم بیٹھی ہو یہاں اللہ کا ایک گھر اس بچے اور اس کے باپ کے ہاتھوں بنے گا حضرت ہاجرہ اب یہیں رہ پڑیں زمزم کا پانی پیتیں اور بچہ سے دل بہلاتیں بارش کے موسم میں پانی کے سیلاب چاروں طرف سے آتے لیکن یہ جگہ ذرا اونچی تھی ادھر ادھر سے پانی گزر جاتا ہے اور یہاں امن رہتا کچھ مدت کے بعد جرہم کا قبیلہ خدا کے راستہ کی طرف سے اتفاقاً گزرا اور مکہ شریف کے نیچے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کے حصہ میں اترا ان کی نظریں ایک آبی پرند پر پڑیں تو آپس میں کہنے لگے یہ پرندہ تو پانی کا ہے اور یہاں پانی کبھی نہ تھا ہماری آمد و رفت یہاں سے کئی مرتبہ ہوئی یہ تو خشک جنگل اور چٹیل میدان ہے یہاں پانی کہاں؟ چنانچہ انہوں نے اپنے آدمی اصلیت معلوم کرنے کے لیے بھیجے انہوں نے واپس آ کر خبر دی کہ وہاں تو بہترین اور بہت سا پانی ہے اب وہ سب آئے اور حضرت ام اسمٰعیل سے عرض کرنے لگے کہ مائی صاحبہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم بھی یہاں ٹھہر جائیں پانی کی جگہ ہے آپ نے فرمایا ہاں شوق سے رہو لیکن پانی پر قبضہ میرا ہی رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہاجرہ تو چاہتی تھیں کہ کوئی ہم جنس مل جائے چنانچہ یہ قافلہ یہاں رہ پڑا حضرت اسمٰعیل بھی بڑے ہو گئے ان سب کو آپ سے بڑی محبت ہو گئی یہاں تک کہ آپ بالغ ہوئے تو انہی میں نکاح بھی کیا اور انہی سے عربی بھی سیکھی مائی ہاجرہ علیہا السلام کا انتقال یہیں ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے اجازت ملی تو آپ اپنے لخت جگر کی ملاقات کے لیے تشریف لائے بعض روایات میں ہے کہ آپ کا یہ آنا جانا براق پر ہوتا تھا۔

دروازے کی چوکھٹ سے مراد بیوی ہونے کا واقعہ

ملک شام سے آتے تھے اور پھر واپس جاتے تھے یہاں آئے تو حضرت اسمٰعیل گھر پر نہ ملے اپنی بہو سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ تو جواب ملا کہ کھانے پینے کی تلاش میں یعنی شکار کو گئے ہیں آپ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ کیا برا حال ہے بڑی تنگی اور سختی ہے فرمایا اچھا تمہارے خاوند آ دیں تو انہیں سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ حضرت ذبیح اللہ جب واپس آئے تو گویا آپ کو کچھ انس سا معلوم ہوا پوچھنے لگے کیا کوئی صاحب تشریف لائے تھے؟ بیوی نے کہا ہاں ایسی ایسی شکل و شباہت کے ایک عمر رسیدہ بزرگ آئے تھے؟ آپ کی نسبت پوچھا میں نے کہا وہ شکار کی تلاش میں باہر گئے ہیں پھر پوچھا کہ گزران کیسی چلتی ہے؟ میں نے کہا بڑی سختی اور تنگی سے گزر اوقات ہوتی ہے پوچھا کچھ مجھ سے کہنے کو بھی فرما گئے ہیں؟ بیوی نے کہا ہاں کہہ گئے کہ وہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

جب وہ آئیں میرا اسلام کہنا اور کہہ دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں آپ فرمانے لگے بیوی سنو یہ میرے والد صاحب تھے اور جو فرما گئے ہیں اس سے مطلب یہ ہے کہ (چونکہ تم نے ناشکری کی) میں تم کو الگ کردوں جاؤ میں نے تمہیں طلاق دی انہیں طلاق دے کر آپ نے اسی قبیلہ میں اپنا دوسرا نکاح کر لیا ایک مدت کے بعد پھر حضرت ابراہیم باجازت الٰہی یہاں آئے اب کی مرتبہ بھی اتفاقاً حضرت ذبیح سے ملاقات نہ ہوئی بہو سے پوچھا تو جواب ملا کہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں شکار کو گئے ہیں آپ آیئے، تشریف رکھئے جو کچھ حاضر ہے تناول فرمایئے۔ آپ نے فرمایا یہ تو بتاؤ کہ گزر بسر کیسی ہوتی ہے؟ کیا حال ہے؟ جواب ملا الحمدللہ ہم خیریت سے ہیں اور بفضل رب کعبہ کشادگی اور راحت ہے اللہ کا بڑا شکر ہے حضرت ابراہیم نے کہا تمہاری خوراک کیا ہے؟ کہا گوشت پوچھا تم پیتے کیا ہو؟ جواب ملا پانی آپ نے دعا کی کہ پروردگار انہیں گوشت اور پانی میں برکت دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر اناج ان کے پاس ہوتا اور یہ کہتیں تو حضرت خلیل علیہ السلام ان کے لیے اناج کی برکت کی دعا بھی کرتے اب اس دعا کی برکت سے اہل مکہ صرف گوشت اور پانی پر گزر کر سکتے ہیں۔ اور لوگ نہیں کر سکتے آپ نے فرمایا اچھا میں تو جا رہا ہوں تم اپنے میاں کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ وہ اپنی چوکھٹ کو ثابت اور آباد رکھیں بعد ازں حضرت اسمٰعیل آئے سارا واقعہ معلوم ہوا آپ نے فرمایا یہ میرے والد مکرم تھے مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں الگ نہ کروں۔

ذبیح اللہ علیہ السلام سے متعلق مختلف واقعات

خلیل اللہ جب اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس ہو گئے۔ بڑی بڑی قدرتی نشانیاں دیکھ کر بھی جب انہیں ایمان نصیب نہ ہوا تو آپ نے ان سے ہٹ جانا پسند فرمایا اور اعلان کر دیا کہ میں اب تم میں سے ہجرت کر جاؤں گا میرا رہنما میرا رب ہے۔ ساتھ ہی اپنے رب سے اپنے ہاں اولاد ہونے کی دعا مانگی تا کہ وہی توحید میں آپ کا ساتھ دے۔ اسی وقت دعا قبول ہوتی ہے اور ایک بردبار بچے کی بشارت دی جاتی۔ یہ حضرت اسماعیل

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

علیہ السلام تھے یہی آپ کے لیے صاجزادے تھے اور حضرت اسحاق سے بڑے تھے۔ اسے تو اہل کتاب بھی مانتے ہیں بلکہ ان کی کتب میں موجود ہے کہ حضرت اسماعیل کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی سال کی تھی اور جس وقت حضرت اسحاق علیہ السلام تولد ہوتے ہیں اس وقت آپ کی عمر ننانوے برس کی تھی۔ بلکہ ان کی اپنی کتاب میں تو یہ بھی ہے کہ جناب ابراہیم کو اپنے اکلوتے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا۔ لیکن صرف اس لیے کہ یہ لوگ خود تو نبی اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور نبی اللہ و ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے عرب ہیں۔ انہیں نے واقعہ کی اصلیت بدل دی اور اس فضیلت کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہٹا کر حضرت اسحاق کو دے دیا اور بیجا تاویلیں کرتے اللہ کے کلام کو بدل ڈالا۔ اور کہا ہماری کتاب میں لفظ وحیدک ہے اس سے مراد اکلوتا نہیں بلکہ جو تیرے پاس اس وقت اکیلا ہے وہ ہے۔ یہ اس لیے کہ حضرت اسماعیل تو اپنی والدہ کے ساتھ مکے میں تھے یہاں خلیل اللہ کے ساتھ صرف حضرت اسحاق تھے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ وحید اسی کو کہا جاتا ہے جو اکلوتا ہو اس کا اور کوئی بھائی نہ ہو۔ پھر یہاں ایک بات اور بھی ہے کہ اکلوتے اور پہلوٹھی کے بچے کے ساتھ جو محبت ہوتی اور اس کے جو لاڈ پیار ہوتے ہیں عموماً دوسری اولاد کے ہونے پر پھر وہ باقی نہیں رہتے۔ اس لیے ان کے ذبیحہ کا حکم امتحان اور آزمائش کی زبردست کڑی ہے۔ ہم اسے مانتے ہیں کہ بعض سلف بھی اس کے قائل ہوئے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق تھے یہاں تک کہ بعض صحابہ سے بھی یہ مروی ہے لیکن یہ چیز کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ خیال یہ ہے کہ بنو اسرائیل کی ایک شہرت دی ہوئی بات کو ان حضرات نے بھی بیدلیل اپنے ہاں لے لیا دور کیوں جائیں کتاب اللہ کے الفاظ میں ہی غور کر لیجیے کہ حضرت اسمٰعیل کی بشارت کا غلام حلیم کہہ کر ذکر ہوا اور پھر اللہ کی راہ میں ذبح کے لیے تیار ہونے کا ذکر ہوا۔ اس تمام بیان کو ختم کر کے پھر نبی صالح حضرت اسحاق کے تولد کی بشارت کا بیان ہوا۔ اور فرشتوں نے بشارت اسحاق کے موقع

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

پر غلام علیم فرمایا تھا۔ اسی طرح قرآن میں ہے بشارت اسحاق کے ساتھ ہی ہے (وَمِنْ وَّرَاءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ 71)۔11 ھود، 71) یعنی حضرت ابراہیم کی حیات میں ہی حضرت اسحاق کے ہاں حضرت یعقوب پیدا ہوں گے یعنی ان کی تو نسل جاری رہنے کا پہلے ہی علم کرایا جا چکا تھا اب انہیں ذبح کرنے کا حکم کیسے دیا جاتا؟ اسے ہم پہلے بھی بیان کر چکے۔ البتہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وصف یہاں پر بردباری کا بیان کیا گیا ہے۔ جو ذبح کے لیے نہایت مناسب ہے۔ اب حضرت اسماعیل بڑے ہو گئے اپنے والد کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔ آپ اس وقت مع اپنی والدہ محترمہ کے فاران میں تھے حضرت ابراہیم عموماً وہاں جاتے آتے رہتے تھے یہ مذکور ہے کہ براق پر جاتے تھے اور اس جملے کے یہ معنی بھی ہیں کہ جوانی کے لگ بھگ ہو گئے لڑکپن کا زمانہ نکل گیا اور باپ کی طرح چلنے پھرنے کام کاج کرنے کے قابل بن گئے تو حضرت ابراہیم نے خواب دیکھا کہ گویا آپ اپنے پیارے بچے کو ذبح کر رہے ہیں انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں اور اس کی دلیل یہی آیت ہے۔ ایک مرفوع روایت میں بھی یہ ہے۔

ذبیح اللہ علیہ السلام کے صبر کی انوکھی مثال کا واقعہ

پس اللہ کے رسول نے اپنے لخت جگر کی آزمائش کے لیے کہ اچانک وہ گھبرا نہ اٹھے، اپنا ارادہ ان کے سامنے ظاہر کیا۔ وہاں کیا تھا۔ وہ بھی اسی درخت کے پھل تھے نبی ابن نبی تھے جواب دیتے ہیں اب پھر دیر کیوں لگا رہے ہو یہ باتیں بھی پوچھنے کی ہوتی ہیں جو حکم ہوا ہے اسے فوراً کر ڈالیے اور اگر میری نسبت کھٹکا ہو تو زبانی اطمینانی کیا کروں چھری رکھئے خود معلوم ہو جائے گا کہ میں کیسا کچھ صابر ہوں۔ انشاء اللہ میرا صبر آپ کا جی خوش کر دے گا۔ سبحان اللہ جو کہا تھا وہی کر کے دکھایا اور صادق الوعد ہونے کا سرٹیفکیٹ اللہ کی طرف سے حاصل کر ہی لیا۔ آخر باپ بیٹا دونوں حکم اللہ کی اطاعت کے لیے جان بکف تیار ہو جاتے ہیں باپ بچے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اور باپ اپنے نور چشم لخت جگر کو منہ کے بل زمین پر گراتے ہیں تا کہ ذبح کے وقت منہ دیکھ کر محبت نہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

آ جائے اور ہاتھ سست نہ پڑ جائے۔ مسند احمد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی نور نظر کو ذبح کرنے کے لیے بحکم اللہ لے چلے تو سعی کے وقت شیطان سامنے آیا لیکن حضرت ابراہیم اس سے آگے بڑھ گئے، پھر حضرت جبرائیل کے ساتھ آپ جمرہ عقبہ پر پہنچے تو پھر شیطان سامنے آیا آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ پھر جمرہ وسطی پاس آیا پھر وہاں سات کنکریاں ماریں۔ پھر آگے بڑھ کر اپنے پیارے بچے کو اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے لیے نیچے پچھاڑا، ذبیح اللہ کے پاک جسم پر اس وقت سفید چادر تھی کہنے لگے ابا جی اسے اتار لیجیے تا کہ اس میں آپ مجھے کفنا سکیں۔ اس وقت بیٹے کو ننگا کرتے وقت باپ کا عجب حال تھا کہ آواز آئی بس ابراہیم خواب کو سچا کر چکے۔ مڑ کر دیکھا تو ایک مینڈھا سفید رنگ کا بڑے بڑے سینگوں اور صاف آنکھوں والا نظر پڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی لیے ہم اس قسم کے مینڈھے (چھترے) چن چن کر قربانی کے لیے لیتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے دوسری روایت میں حضرت اسحاق کا نام مروی ہے۔ تو گو دونوں نام آپ سے مروی ہیں لیکن اول ہی اولیٰ ہے اور اس کی دلیلیں آ رہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے بدلے بڑا ذبیحہ اللہ نے عطا فرمایا اس کی بابت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ جنتی چھترا تھا جو وہاں چالیس سال سے کھاپی رہا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ اپنے بچے کو چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لیے۔ جمرہ اولیٰ پر آ کر سات کنکریاں پھینکیں پھر وہ بھاگ کر جمرہ وسطی پر آ گیا۔ سات کنکریاں ماریں اور وہاں سے ملخر میں لا کر ذبح کیا اس کے سینگ سر سمیت ابتداء اسلام کے زمانہ تک کعبے کے پرنالے کے پاس لٹکتے رہے تھے پھر سوکھ گئے۔ ایک مرتبہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

نامراد شیطان کے ناکام کوششوں کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو حدیثیں بیان کر رہے تھے اور حضرت کعب کتاب کے قصے بیان کر رہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

وسلم کا فرمان ہے کہ ہر نبی کے لیے ایک دعا قبول شدہ ہے اور میں نے اپنی اس مقبول دعا کو پوشیدہ کر کے رکھ چھوڑا ہے اپنی امت کی شفاعت کیلئے۔ اور فرمانے لگے تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں یا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ صدقے جائیں پھر حضرت کعب نے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا قصہ سنایا کہ جب آپ اپنے لڑکے حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے لیے مستعد ہو گئے تو شیطان نے کہا اگر میں اس وقت انہیں نہ بہکا سکا تو مجھے ان سے عمر بھر کے لیے مایوس ہو جانا چاہیے۔ پہلے تو یہ حضرت سارہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ابراہیم تمہارے لڑکے کو کہاں لے گئے ہیں؟ مائی صاحبہ نے جواب دیا اپنے کسی کام پر لے گئے ہیں اس نے کہا نہیں بلکہ وہ ذبح کرنے کے لیے لے گئے ہیں مائی صاحبہ نے فرمایا وہ اسے کیوں ذبح کرنے لگے؟ لعین نے کہا وہ کہتے ہیں اللہ کی طرف سے یہی حکم ہے جواب ملا پھر تو یہی بہتر ہے کہ وہ جلدی سے اللہ کے حکم کی بجا آوری سے فارغ ہو لیں۔ یہاں سے نامراد ہو کر بچے کے پاس آیا اور کہا تمہارے ابا تمہیں کہا لے جاتے ہیں۔؟ فرمایا اپنے کام کے لیے کہا نہیں بلکہ وہ تجھے ذبح کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں، فرمایا یہ کیوں؟ کہا اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں اللہ کا انہیں حکم ہے۔ کہا پھر تو واللہ انہیں اس کام میں بہت جلدی کرنی چاہیے۔ ان سے بھی مایوس ہو کر یہ ملعون خلیل اللہ کے پاس پہنچا۔ ان سے کہا بچے کو کہاں لے جا رہے ہو؟ جواب دیا اپنے کام کے لیے ملعون نے کہا نہیں بلکہ تم تو اسے ذبح کرنے کے لیے جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا یہ کیوں؟ بولا اس لیے کہ تمہارا خیال ہے کہ اللہ کا حکم تمہیں یونہی ہے، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم پھر تو میں ضرور ہی اسے ذبح کر ڈالوں گا۔ اب ابلیس مایوس ہو گیا۔

شرکیہ عقائد سے پاک رہنے والوں کے لئے دعائے اسحاق کا بیان

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ اس تمام واقعے کے بعد جناب باری تعالیٰ نے حضرت اسحاق سے فرمایا کہ ایک دعا تم مجھ سے مانگو جو مانگو گے ملے گا حضرت اسحاق نے کہا پھر میری دعا یہ ہے کہ جس نے تیرے ساتھ شریک نہ کیا ہو اسے تو ضرور جنت میں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

لے جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ میں دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلوں یا تو یہ کہ میری آدھوں آدھ امت بخشی جائے یا یہ کہ میں شفاعت کروں اور اسے اللہ تعالیٰ قبول فرمالے تو میں نے شفاعت کرنے کو ترجیح دی اس پر کہ وہ عام ہوگی ہاں ایک دعا تھی کہ میں وہی کرتا لیکن اللہ کا ایک نیک بندہ مجھ سے پہلے اس دعا کو مانگ چکا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق سے ذبح ہونے کی تکلیف دور کردی تو ان سے فرمایا گیا کہ تو مانگ جو مانگے گا دیا جائے گا۔ تو حضرت اسحاق نے فرمایا واللہ شیطان کے بہکانے سے پہلے ہی میں اسے مانگ لوں گا اللہ جو شخص اس حالت میں مرا ہو کہ اس نے تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو اسے بخش دے اور جنت میں پہنچاوے۔

یہ حدیث ابن ابی حاتم میں ہے لیکن سنداً غریب اور منکر ہے اور اس کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں اور مجھے تو یہ بھی ڈر ہے کہ یہ الفاظ کہ (جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق سے) آخر تک راوی اپنے نہ ہوں جنہیں انہوں نے حدیث میں داخل کردیے ہیں۔ ذبیح اللہ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، محل ذبح منیٰ ہے اور وہ مکے میں ہے اور حضرت اسماعیل یہیں تھے نہ کہ حضرت اسحاق وہ تو شہر کنعان میں تھے جو شام ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے بچے کو ذبح کرنے کے لیے لٹا دیتے ہیں جناب باری سے ندا آتی ہے کہ بس ابراہیم تم اپنے خواب کو پورا کرچکے۔

سدی سے روایت ہے کہ جب خلیل اللہ نے ذبیح اللہ کے حلق پر چھری پھیری تو گردن تانبے کی ہوگئے اور نہ کٹی اور یہ آواز آئی۔ ہم اسی طرح نیک کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔ یعنی سختیوں سے بچالیتے ہیں اور چھٹکارا کردیتے ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ سے ڈرتے رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ چھٹکارے کی صورت نکال ہی دیتا ہے اور اسے ایسی طرح روزی پہنچاتا ہے کہ اس کے گمان ووہم میں بھی نہ ہو۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی کافی ہے اللہ اپنے کاموں کو مکمل کرکے چھوڑتا ہے ہر چیز کا اس نے ایک اندازہ مقرر کر

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

رکھا ہے۔ اس آیت سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ فعل پر قدرت پانے سے پہلے ہی حکم منسوخ ہو سکتا ہے ہاں معتزلہ اسے نہیں مانتے۔ وجہ استدلال بہت ظاہر ہے اس لیے کہ خلیل اللہ کو اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم ہوتا ہے اور پھر ذبح سے پہلے ہی فدیئے کے ساتھ منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ صبر کا اور بجا آوری حکم پر مستعدی کا ثواب مرحمت فرما دیا جائے۔ اسی لیے ارشاد ہوا یہ تو صرف ایک آزمائش تھی کھلا امتحان تھا کہ ادھر حکم ہوا ادھر تیاری ہوئی۔ اسی لیے جناب خلیل اللہ علیہ السلام کی تعریف میں قرآن میں ہے ابراہیم بڑا ہی وفادار تھا۔

بڑے ذبیح کے ساتھ ان کا فدیہ ہم نے دیا۔ سفید رنگ بڑی آنکھوں اور بڑے سینگوں والا عمدہ خوراک سے پلا ہوا مینڈھا فدیئے میں دیا گیا جو ثبیر ببول کے درخت سے بندھا ہوا ملا۔ جو جنت میں چالیس سال چرتا رہا۔ منیٰ میں ثبیر کے پاس جو چٹان ہے اس پر یہ جانور ذبح کیا گیا یہ چیختا ہوا اوپر سے اترا تھا۔ یہی وہ مینڈھا ہے جسے ہابیل نے اللہ کی راہ میں قربان کیا تھا۔ اس کی اون قدرے سرخی مائل تھی اسکا نام جریر تھا۔

بعض کہتے ہیں مقام ابراہیم پر اسے ذبح کیا۔ کوئی کہتا ہے منیٰ میں نحر پر۔ ایک شخص نے اپنے تئیں راہ اللہ میں ذبح کرنے کی منت مانی تھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے ایک سو اونٹ ذبح کرنے کا فتویٰ دیا تھا لیکن پھر فرماتے تھے کہ اگر میں اسے ایک بھیڑ ذبح کرنے کو کہتا تب بھی کافی تھا کیونکہ کتاب اللہ میں ہے کہ حضرت ذبیح اللہ کا فدیہ اسی سے دیا گیا تھا۔

اکثر لوگوں کا یہی قول ہے بعض کہتے ہیں یہ پہاڑی بکرا تھا۔ کوئی کہتا ہے نر ہرن تھا۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بھیڑ کے سینگ بیت اللہ شریف میں داخلے کے وقت اندر دیکھے تھے اور مجھے یاد نہ رہا کہ میں تجھے ان کے ڈھانک دینے کا حکم دوں جاؤ اسے ڈھک دو بیت اللہ میں کوئی ایسی چیز نہ ہونی چاہیے جو نمازی کو اپنی طرف متوجہ کر لے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بیت اللہ میں نصب بھیڑ کے سینگوں کا واقعہ

حضرت سفیان فرماتے ہیں اس بھیڑ کے سینگ بیت اللہ میں ہی رہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ بیت اللہ میں آگ لگی اس میں وہ جل گئے، یہ واقعہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل تھے اسی وجہ سے ان کی اولاد قریش تک یہ سینگ برابر اور مسلسل چلے آئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مبعوث فرمایا۔ واللہ اعلم۔
ان آثار کا بیان جن میں ذبیح اللہ کا نام ہے ابو میسرہ فرماتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا کیا تو میرے ساتھ کھانا چاہتا ہے میں یوسف بن یعقوب نبی اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہوں (عبید بن عمیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ اے اللہ کیا وجہ ہے جو لوگوں کی زبانوں پر یہ چڑھا ہوا ہے کہ ابراہیم اسمعیل اور یعقوب کے اللہ کی قسم، تو جواب ملا اس لئے ابراہیم نے تو ہر ہر چیز پر مجھی کو ترجیح دی اور اسحاق علیہ السلام نے اپنے تئیں میری راہ میں ذبح ہونے کے لئے سپرد کر دیا پھر بھلا اور چیزیں اسے پیش کر دینا کیا مشکل تھیں اور یعقوب کو میں جوں جوں بلاؤں میں ڈالتا گیا اس کے حسن ظنی میرے ساتھ بڑھتی ہی رہی۔

ابن مسعود کے سامنے ایک مرتبہ کسی نے فخراً اپنے باپ دادوں کا نام لیا تو آپ نے فرمایا قابل فخر باپ دادا تو حضرت یوسف کے تھے جو یعقوب بن اسحاق اور ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ عکرمہ، ابن عباس، خود عباس، علی سعید بن جبیر، مجاہد، شعبی، عبید بن عمر، ابو میسرہ، زید بن اسلم، عبداللہ بن شقیق، زہری، قاسم بن ابو برزہ، مکحول، عثمان بن ابی عاص، سدی، حسن، قتادہ، ابو الہذیل، ابن سابط، کعب احبار رحمہم اللہ اجمعین، ان سب کا یہی قول ہے۔

اور ابن جریر بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ صحیح علم تو اللہ کو ہی ہے مگر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سب بزرگوں کے استاد حضرت

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کعب احبار ہیں۔ یہ خلافت فاروقی میں مسلمان ہوئے تھے اور کبھی کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قدیم کتابوں کی باتیں سناتے تھے، لوگوں نے اسے رخصت سمجھ کر پھر ان سے ہر ایک بات بیان کرنی شروع کردی اور صحیح غلط کی تمیز اٹھ گئی حق تو یہ ہے کہ اس امت کو اگلی کتابوں کی ایک بات کی بھی حاجت نہیں۔ بغوی نے کچھ اور نام بھی صحابہ تابعین کے بتلائے ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق ہیں۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی یہ آیا ہے اگر وہ حدیث صحیح ہوتی تو جھگڑے کا فیصلہ تھا مگر وہ حدیث صحیح نہیں اس میں دو راوی ضعیف ہیں۔ حسن بن دینار متروک ہیں اور علی بن زید بن جدعان منکر الحدیث ہیں اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ہے یہ بھی موقف، چنانچہ ایک سند سے یہ مقولہ حضرت ابن عباس کا مروی ہے اور یہی زیادہ ٹھیک ہے۔ واللہ اعلم۔

اب ان آثار کو سنئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ہی تھے اور یہی ٹھیک اور بالکل درست بھی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہودی حضرت اسحاق کا نام جھوٹ موٹ لیتے ہیں ابن عمر مجاہد شعبی حسن بصری محمد بن کعب قرظی، خلیفہ المسلمین حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے سامنے جب محمد بن قرظی نے یہ فرمایا اور ساتھ ہی اس کی دلیل بھی دی کہ ذبح کے ذکر کے بعد قرآن میں خلیل اللہ کو حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت کا ذکر ہے اور ساتھ ہی بیان ہے کہ ان کے ہاں بھی لڑکا ہوگا یعقوب نامی جب ان کے ہاں لڑکا ہونے کی بشارت دی گئی تھی پھر باوجود ان کے ہاں لڑکا نہ ہوں کے اس سے پہلے ہی ان کے ذبح کرنے کا حکم کیسے دیا جاتا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بہت صاف دلیل ہے میرا ذہن یہاں نہیں پہنچا تھا گو یہ میں بھی جانتا تھا کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل ہی ہیں پھر شاہ اسلام نے شام کے ایک یہودی عالم سے پوچھا جو مسلمان ہوگئے تھے کہ تم اس بارے میں کیا علم رکھتے ہو انہوں نے فرمایا امیر المسلمین سچ تو یہی ہے کہ جن کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا وہ حضرت اسماعیل ہی تھے لیکن چونکہ عرب ان کی اولاد میں سے ہیں تو یہ بزرگی ان کی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

طرف لوٹتی ہے اس حسد کے بارے میں یہودیوں نے اسے بدل دیا اور حضرت اسحاق کا نام لے دیا۔

حقیقی علم اللہ ہی کو ہے ہمارا ایمان ہے کہ حضرت اسماعیل حضرت اسحاق دونوں ہی طاہر وطیب اور اللہ کے سچے فرمانبردار تھے۔ کتاب الزہد میں ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے اپنے والد سے جب یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ ذبح ہونے والے حضرت اسماعیل ہی تھے، حضرت علی حضرت ابن عمر ابوالطفیل، سعید بن مسیّب، سعید بن جبیر، حسن، مجاہد، شعبی، محمد بن کعب، ابوجعفر محمد بن علی ابوصالح رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ امام بغوی نے اور بھی صحابہ اور تابعین کے نام گنوائے ہیں۔

ایک حدیث بھی اسی کی تائید میں مروی ہے اس میں ہے کہ شام میں امیر معاویہ کے سامنے یہ بحث چھڑی کہ ذبیح اللہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا خوب ہوا جو یہ معاملہ مجھ جیسے باخبر شخص کے پاس آیا سنو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کی راہ میں دو ذبح ہونے والوں کی نسل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی مال غنیمت میں سے کچھ دلوایئے اس پر آپ ہنس دیئے۔ ایک تو ذبیح اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ تھے دوسرے حضرت اسمٰعیل جن کی نسل میں سے آپ ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے والدین اور تقویٰ

نوجوان یادالٰہی میں غرق ہو چکا تھا۔ ہر شئی سے آواز دوست آ رہی تھی اب عشق کا وہ مرحلہ آ گیا تھا جہاں دنیا کے تمام مادی رشتے توڑ دیئے جاتے ہیں اور سجدہ گاہ دل کو بتوں سے خالی کر دیا جاتا ہے نوجوان بھی ذہنی یکسوئی اور سکون دل کی خاطر دنیا سے کنارہ کش ہو کر دریا کے کنارے آ پڑا یہاں حرص و ہوس کے ہنگامے نہیں تھے۔ یہاں آزاد ہوائیں نوجوان کو قلندرانہ پیغام دے رہی تھیں کہ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

زندگی۔

دریا کا بہتا ہوا صاف وشفاف پانی دل ودماغ کو دنیا کی آلائشوں سے پاک رکھنے کے لئے نغمۂ ازلی سنا رہا تھا۔ کئی دن جذب کے اسی عالم میں گزر گئے نوجوان دنیا ومافیہا سے بے خبر مراقبے کی منزلیں طے کرتا بالآخر روح کا سفر جاری رہا مگر جسم تھک چکا تھا نوجوان نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا ہر طرف ہو کا عالم تھا۔

نوجوان جس کو شدت سے بھوک محسوس ہو رہی تھی اس نے دور تک نظریں دوڑائیں قرب وجوار میں انسانی آبادی کے آثار ناپید تھے۔

''سرمستی اے عشق اسے کہاں لے آئی''

نوجوان نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی۔ ایک صابر وشاکر بندے کی طرح پھر اچانک اس کی نظر دریا میں بہتے ہوئے سیب پر پڑی۔ رزاقِ عالم کی رزاقی پر اس کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا، وہ تیزی سے جھکا اور اس نے سیب کو پانی سے نکال کر کھا لیا۔ پھر باآواز بلند خالق کائنات کا شکر ادا کیا۔

سیب کھانے کے بعد بھوک سے کسی حد تک نجات مل گئی اور نوجوان اس حسن اتفاق کو دست غیب کی کارفرمائی سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔۔ مگر کچھ دیر بعد ہی یکا یک اس کے ذہن میں ایک اندیشے نے سر ابھارا۔ یہ سیب کسی کی ملکیت تو نہیں تھا؟

اس خیال کے آتے ہی نوجوان مضطرب ہو گیا اور اس کے پُرنور چہرے پر وحشت برسنے لگی جیسے اسے کسی نے چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا ہو

کیا تو نے سیب کے مالک سے اسے کھانے کی اجازت مانگی تھی؟ کسی نے پکار کر کہا۔

نوجوان نے گھبرا کر اس طرف دیکھا جدھر سے آواز آئی تھی۔۔ مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا نوجوان ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا کہ چند لحوں بعد اسے وہی آواز پھر سنائی دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ذہنی کشمکش وحشت میں تبدیل ہو گئی نوجوان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیسی آوازیں ہیں اور اسے پکارنے والا کون ہے؟ آخر بہت دیر بعد اس پر یہ راز فاش ہوا کہ یہ آوازیں کسی غیر کی نہیں بلکہ خود

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اسے اس کا ضمیر پکار رہا ہے پھر یہ خلش اس سے برداشت نہ ہوسکی اور وہ بے اختیار دریا کی اس سمت روانہ ہو گیا جدھر سے سیب بہہ کر آیا تھا۔

نوجوان تیز رفتاری کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چلتا رہا اور قدم قدم پر دعا مانگتا رہا۔ کہ سیب کے مالک سے ملاقات ہو جائے اور وہ اس سے اس بددیانتی کی معافی مانگ سکے۔ کافی طویل سفر تھا وقت کے فاقوں سے نیم جان مسافر تھکتا جا رہا تھا کہ اسے سیبوں کا ایک باغ دیکھائی دیا۔ نوجوان کو اپنے نڈھال جسم میں تازگی کی ایک لہر سی محسوس ہوئی۔

اس نے دیکھا کہ سیب کے کچھ درخت پانی پر جھکے ہوئے تھے نوجوان کو یقین آ گیا کہ جس سیب نے کچھ دیر کے لئے اس کے شکم کی آگ کو سرد کیا تھا اس کا تعلق اسی باغ سے تھا۔

نوجوان نے باغ میں کام کرتے ہوئے مزدوروں سے پوچھا؟ اس باغ کے مالک کون ہیں؟ میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں ایک مزدور نے نوجوان کو ٹھہرا کر انتظار کرنے کے لئے کہا اور خود باغ کے ایک گوشے کی طرف چلا گیا۔

کچھ دیر بعد باغ کا ایک مالک نظر آیا جو ایک عمر رسیدہ شخص تھا کیسے آئے ہو نوجوان؟ بوڑھے کا لہجہ نہایت شگفتہ تھا مجھ سے کوئی کام ہے؟

نوجوان باغ کے مالک کی بزرگی دیکھتے ہوئے احتراماً کھڑا ہو گیا تھا۔ میں دریا کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سیب پانی میں بہتے ہوئے نظر آیا مجھے اس وقت شدت کی بھوک محسوس ہو رہی تھی جس کی وجہ سے میں نے اس سیب کو اٹھا کر کھا لیا۔ مگر اب میں ضمیر پر نا قابل برداشت ایک بوجھ محسوس کر رہا ہوں۔

باغ کے مالک نے بڑی حیرت کے ساتھ نوجوان کی گفتگو سنی۔ کچھ دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر نوجوان سے مخاطب ہوا۔ "اب تم کیا چاہتے ہو"

میں اپاہج نہیں ہوں ورنہ آپ سے اپنی اس غلطی کی معافی مانگ لیتا۔ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں عرض کیا۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

بوڑھا استفہامیہ نظروں سے نوجوان کی طرف دیکھنے لگا، پھر آہستہ سے بولا۔ میں تمہاری اس بات کا مفہوم نہیں سمجھا، ذرا وضاحت سے اپنا مقصد بیان کرو۔

میرا مطلب یہ ہے کہ بزرگو: جب کسی انسان کے دست و پا صحیح سلامت ہوں تو اسے اپنے جرم کی سزا برداشت کرنی چاہیے۔ نوجوان نے ٹھہر ٹھہر کر مدہم آواز میں کہا۔

میں جانتا ہوں کہ مجھ میں ایک سیب کی قیمت ادا کرنے کی صلاحیت موجود ہے مگر چونکہ میں نے نہ جانتے ہوئے ایک جرم کیا ہے اس لئے اب اس سیب کی قیمت بازار میں نہیں ہوگی بلکہ جو کچھ آپ طے کریں گے وہی دل سے تسلیم کی جائے گی اور میں بہ رضا و رغبت اسے تسلیم کروں گا اس کے بعد خدا کے یہاں میرے ذمے آپ کا کوئی حساب باقی نہیں رہے گا۔

باغ کے مالک نے سر سے پاؤں تک دوبارہ نوجوان کی ظاہری شخصیت کا جائزہ لیا پھر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا۔

نوجوان: میرا تمہارا حساب برابر ہونے کی دو شرطیں ہیں۔

نوجوان نے حیرت سے باغ کے مالک کی طرف دیکھا ایک معمولی سی چیز کی قیمت کی ادائیگی کے لئے پیشگی شرائط؟ اس نے سوچا مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ تم ایک ماہ تک مسلسل میرے باغ کے درختوں کو پانی دو گے۔ باغ کے مالک نے اپنی شرائط کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ جب تم میری مرضی کے مطابق اس کام کی تکمیل تک پہنچ جاؤ گے، تو پھر میں اپنی دوسری شرط بیان کروں گا۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی پوری نہ ہوئی۔ تو میدان حشر تک تم میرے قرض دار رہو گے۔

آپ مطمئن رہیں۔ خدا نے چاہا تو میں بحسن و خوبی آپ کی یہ شرائط پوری کر دوں گا نوجوان نے کسی تامل کے بغیر جواب دیا۔

باغ کے مالک نے ایک بار پھر حیرت بھری نظروں سے اس نوجوان کی طرف دیکھا ''تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ ایک ماہ کی شدید محنت و مشقت ایک سیب کی قیمت کے برابر کس طرح ہو سکتی ہے؟

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ایک لمحے کے لئے مجھے خیال آیا تھا مگر پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ بہر حال آپ کو راضی کرنا ہے اگر آپ راضی نہ ہوں گے تو میرے جرم کا یہ داغ کس طرح مٹے گا؟

باغ کے مالک پر کچھ دیر تک حیرت وسکوت کی کیفیت طاری رہی، پھر نوجوان کو مخاطب کر کے بولا۔ اب تم اپنا کام شروع کر دو۔ ایک ماہ بعد ملاقات ہو گی۔ یہ کہہ کر بوڑھا شخص بڑے بے نیازانہ انداز میں اپنے مکان کی طرف چلا گیا۔

الغرض شدید محنت کے بعد جب نوجوان نے باغ کے مالک کی اس شرط کو تکمیل تک پہنچایا۔ تو وہ جہاندیدہ شخص ذمہ داری کے اس احساس پر حیران رہ گیا۔ نوجوان کی پیشانی پسینے سے تر تھی مگر اسکے ساتھ سجدے کا وہ نشان بھی جھلک رہا تھا جو اس بات کی گواہی تھی کہ نوجوان نے اپنے ماہ وسال کس طرح گزارے ہیں۔ بوڑھے کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی مگر اس نے اپنی دلی کیفیات کا اظہار نہیں کیا۔

اب آپ مجھے اپنی دوسری شرط بتائیں'' نوجوان کے لہجے میں بیزاری نہیں، بے قراری تھی، وہ جلد از جلد باغ کے مالک کا قرض ادا کر دینا چاہتا تھا۔ تا کہ اسے اپنی ریاضت میں یکسوئی اور قلبی سکون حاصل ہو سکے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ تمہیں میری لڑکی سے شادی کرنا ہو گی۔ باغ کے مالک نے انتہائی سرد لہجے میں نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نوجوان بوڑھے شخص کی دوسری شرط سن کر حیران رہ گیا۔ آپ مجھے جانتے تک نہیں کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ میرا نسب کیا ہے؟ کس کردار کا مالک ہوں؟ اور میرا ذریعہ معاش کیا ہے ان تمام باتوں کو جانے بغیر آپ نے کس قدر اہم فیصلہ کر لیا۔۔؟

ایک بار پھر نوجوان کی سوچ اور گفتگو نے باغ کے مالک کو متاثر کیا مگر وہ اپنی شرط پر قائم رہا یہ تمہاری ذمہ داری نہیں۔

بہر حال میں نے اپنا فرض ادا کر دیا'' نوجوان نے انتہائی پرسکون لہجے میں کہا'' میں آپ کی صاحبزادی سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

مگر شادی سے پہلے میں تمہیں اپنی بیٹی کے عیب بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ باغ کا مالک بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ میری لڑکی پیدائشی بدصورت ہے جسے گردش تقدیر نے اپاہج اور اندھا بنا دیا ہے یہ کہہ کر بوڑھا شخص نوجوان کے چہرے پر اپنی دوسری شرط کا ردعمل تلاش کرنے لگا۔

نوجوان نے فوری طور پر بوڑھے کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا وہ اس عجیب و غریب شرط پر غور کرنے لگا، پھر اس نے دل ہی دل میں دعا کی۔ اے رب عزیز و جلیل: اپنے اس حقیر ناتواں بندے کی دستگیری فرما۔

پھر وہ باغ کے مالک سے مخاطب ہوا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میری غلطی اسی وقت معاف ہو سکتی ہے جب میں آنکھوں کی روشنی سے محروم، ایک بدصورت اپاہج لڑکی سے شادی کر لوں۔

سوال یقیناً بہت پیچیدہ تھا جس کا باغ کے مالک کے پاس کوئی معقول جواب نہ تھا مگر صورت حال اس قدر الجھ گئی تھی کہ اب بوڑھے شخص کا اپنی بات پر قائم رہنا ضروری ہو گیا تھا۔ ممکن ہے تمہیں دنیاوی قانون کے مطابق یہ شرط کڑی اور غیر مناسب معلوم ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اسے جبر سمجھو مگر میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جب تک میری دوسری شرط پوری نہیں ہو جاتی، اس وقت تک میں تمہیں اپنا مجرم سمجھتا رہوں گا۔

نوجوان نے بوڑھے شخص کی اس وضاحت کے بعد پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ بس اس نے پُرعزم انداز میں آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے رب ذوالجلال: آزمائش کے اس راستے میں میرے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو استقامت دے۔ میں صرف تیری رضا چاہتا ہوں تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر۔

آسمان سے نوجوان کی دعا کا کیا جواب آیا۔ یہ انسان کی ظاہری آنکھ نہ دیکھ سکی۔ مگر باغ کے مالک نے اتنا ضرور دیکھا کہ دعائیہ کلمات کی ادائیگی کے بعد نوجوان کا چہرہ پُرسکون ہو گیا جیسے تائید غیبی کے سبب اس کے نفس میں یہ بوجھ اٹھانے کی طاقت پیدا ہو گئی تھی۔

اس کے بعد نوجوان نے باغ کے مالک سے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ ایک باپ کی اس سے بڑی اور کیا خواہش ہو سکتی تھی کہ اس کی اپاہج، نابینا اور بدصورت بیٹی کو ایک خوبصورت

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

نوجوان شوہر مل جائے۔ بالآخر باغ کے مالک نے شادی میں بہت عجلت کی اور مسرت کا اظہار ہو رہا تھا نوجوان کے چہرے پر بھی خوشی کی ایک لہر نمایاں تھی جسے پہلی ہی نظر محسوس کیا جا سکتا تھا دونوں کے چہروں پر اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی کا نور تھا۔ بوڑھا یوں مطمئن تھا کہ اس کی بیٹی کا مستقبل محفوظ ہو چکا تھا۔ اور نوجوان اس لئے مسرور تھا کہ اس نے بحسن وخوبی اپنے گناہ کا کفارہ ادا کر دیا تھا۔ اور جب اس نے پہلی بار اپنی بیوی کو دیکھا۔ تو اس طرح گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا، جیسے کوئی اور لڑکی اس کی خلوت گاہ میں موجود ہے۔ باغ کے مالک نے اپنی بیٹی کا جو حلیہ بیان کیا تھا حجلہ عروسی میں موجود لڑکی اس سے یکسر مختلف تھی۔ روشن آنکھیں، دست و پا سالم، اور پُر نور چہرہ لڑکی کے نقش ونگار پر ملکوتی حسن کا گمان ہوتا تھا۔ نوجوان انتہائی سراسیمگی کے عالم میں باغ کے مالک اور اپنے خسر کو ڈھونڈتا ہوا اس کے پاس آیا۔

بزرگ: شاید اہل خانہ سے غلطی ہوگئی، نوجوان بہت گھبرایا ہوا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے مجھے کسی نئی آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے۔

کیسی غلطی اور کیسی آزمائش؟ باغ کے مالک نے مسکراتے ہوئے اپنے داماد سے پوچھا، جو سر سے پاؤں تک تصویر حیرت بنا کھڑا تھا۔

آپ نے اپنی دوسری شرط میں جو لڑکی کا ظاہری حلیہ بیان کیا تھا میری بیوی اس کے مطابق نہیں ہے نوجوان نے حیرت و پریشانی کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا۔

باغ کا بوڑھا مالک نوجوان کی شدت اضطراب پر مسکرایا اور ایک شفیق باپ کی طرح بولا اے میرے نیک بچے۔ وہ تیری ہی بیوی ہے خالق کائنات نے تجھے اس سخت آزمائش میں ثابت قدم رکھا۔ اللہ صبر کرنے والوں کو ایسے انعامات سے نوازتا ہے۔

باغ کے مالک کی گفتگو میں عجیب رمز تھا نوجوان چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ آج وہ ایک بوڑھے تاجر کی شخصیت کا بالکل نیا انداز دیکھ رہا تھا۔

مگر آپ نے غلط بیانی سے کام کیوں لیا۔؟ میں یہ راز جاننے کے لئے سخت مضطرب ہوں۔ نوجوان کا حیرت و بے قراری کا یہی عالم تھا۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

فرزند: میں نے تم سے ہرگز جھوٹ نہیں بولا۔ اپنی بیٹی کے بارے میں جو کچھ کہا وہ حرف بہ حرف سچ ہے۔ باغ کے مالک کے ہونٹوں پر ایک اطمنان اور آسودہ مسکراہٹ تھی

میں نے کہا تھا میری بیٹی بدصورت ہے تم عنقریب دیکھ لو گے، کہ تمہاری بیوی پر دنیاداری کا غازہ نہیں، ایسی لڑکیاں اس معاشرے میں بدصورت ہی کہلاتی ہیں جو اپنی شخصیت کو دنیاوی رنگوں اور لباسوں سے آراستہ نہیں کر سکتیں۔ میں نے کہا تھا کہ میر بیٹی اندھی بھی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں اسلامی طرز معاشرت کے مطابق اس کی پرورش کی ہے۔ وہ اب تک کسی غیر محرم کے سامنے نہیں آئی اور آئندہ بھی اس کی آنکھیں بے نور ہی رہیں گی وہ اپاہج یوں ہے کہ اس کے قدم آج تک کفر و گناہ کے کوچے تک نہیں گئے۔ اب تم بتاؤ کہ میں نے کیا غلط کہا تھا۔؟

اپنے خسر کی بات سن کر نوجوان حیرت زدہ رہ گیا پھر وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ جہاں ایک پاک باز دوشیزہ اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی۔

باغ کے مالک مشہور صوفی بزرگ حضرت عبداللہ صومعی علیہ الرحمہ ہیں جن کا سلسلہ نسب تیرھویں پشت میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بڑے زاہد اور پرہیز گار انسان تھے۔ ممنوعہ ایام کے علاوہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ساری ساری رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت سید عبداللہ علیہ الرحمہ کی ہزاروں کرامات مشہور ہیں۔

شیخ محمد قزوینی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک بار ان کے کچھ دوست اپنا مال لے کر ایک تجارتی قافلے کے ساتھ سمرقند کی طرف روانہ ہوئے جب وہ لوگ ایک صحرا سے گزر رہے تھے۔ تو اچانک سینکڑوں سوار مسلح نمودار ہوئے، اور انہوں نے تجارتی قافلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا تاجروں نے گھبرا کر حضرت عبداللہ صومعی علیہ الرحمہ کو آواز دی۔

سیدی: یہ رہزن و قزاق ہمارے سروں پر پہنچ چکے ہیں دعا فرمایئے خدا ہمیں، ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔

ابھی صحرا میں ان آوازوں کی گونج باقی تھی۔ کہ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ حضرت سید صومعی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

علیہ الرحمہ ان کے درمیان کھڑے مسلح سواروں کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں۔

ہمارا پرودگار، پاک اور بے عیب ہے اے سوارو: ہم سے دور ہو جاؤ۔

حضرت عبداللہ علیہ الرحمہ کا اتنا فرمانا تھا۔ کہ یکا یک تمام گھوڑے بھڑک اٹھے اور پھر اپنے سواروں کو لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سواروں نے بار بار لگامیں کھینچیں۔ مگر گھوڑے بھاگتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ وہ دور دراز جنگلوں میں روپوش ہو گئے۔

پھر جب یہ تاجر حضرات کامیاب سفر کے بعد جیلان واپس آئے۔ اور انہوں نے اپنے مقامی دوستوں کو یہ واقعہ سنایا۔ تو سب لوگ حیرت زدہ رہ گئے اور بے اختیار پکار اٹھے۔

واللہ: شیخ تو یہیں موجود تھے۔ وہ ایک لمحے کے لئے بھی جیلان کی حدود سے باہر نہیں گئے۔

حضرت عبداللہ صومعی علیہ الرحمہ کی دختر کا خاندانی نام "فاطمہ" تھا۔ کنیت ام الخیر اور لقب امت الجبار تھا۔ یہ اپنے وقت کی بہت بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔

اور جس نوجوان سے سیدہ فاطمہ رحمہ اللہ علیہا کی شادی ہوئی تھی۔ وہ اپنے عہد کے نامور بزرگ حضرت سید ابو صالح موسی علیہ الرحمہ تھے اور ان ہی عالی مرتبت ماں باپ کی روشن ترین نشانی تھے۔ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ربانی۔

غازی علم الدین کے باپ کا ایمان افروز جواب

علم الدین ایک محنت کش نجار طالع مند کا بیٹا تھا جب علم الدین پیدا ہوا تو اس کی ماں کی گود میں دیکھ کر ایک فقیر نے بشارت دی کہ تم لوگ بڑے ہی خوش نصیب ہو کہ ایسا نیک بخت بچہ تمہارے گھر پیدا ہوا ہے۔ علم الدین نے قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کی مسجد میں حاصل کی جو اس زمانہ میں بازار سر فروشاں کے نام سے مشہور تھا جب یہ بچہ ذرا بڑا ہوا تو باپ نے جلدی اسے اپنے ساتھ کام پر لگایا جس میں اس نے بڑی جلدی مہارت حاصل کر لی علم الدین کا ایک بچپن کا ساتھی عبدالرشید تھا جسے سب پیار سے شیدا کے نام سے پکارتے تھے شیدا کے والد کی دکان مسجد وزیر خان کے سامنے واقع تھی ایک دن دونوں دوست گھر سے شام کے وقت جب مسجد وزیر خان پہنچے تو وہاں ایک جلسہ عام

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

میں شیطان راج پال کے خلاف تقریریں ہو رہی تھیں جس میں یہ اعلان ہو رہا تھا کہ مسلمان اپنی جانیں قربان کر دیں گے لیکن اس مردود راج پال کو زندہ نہیں چھوڑیں گے یہ تقریریں کر دونوں دوست تڑپ اٹھے گھر آ کر علم الدین نے اپنے والد طالع مند سے پوچھا،

سوال، کیا کوئی شخص جو ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی کرے وہ زندہ رہ سکتا ہے۔

جواب، باپ نے جواب دیا، بیٹا! مسلمان اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

سوال، کیا اسے مارنے والے کو سزا ملے گی۔ علم الدین نے باپ سے دریافت کیا۔

جواب، ہاں بیٹا! یہاں گوروں کے قانون کے مطابق اس کو پھانسی کی سزا ملے

والدین کا ظلم، اولاد کا انجام

یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب تمام خاندان اکٹھے رہا کرتے تھے اور جب خواتین گھر کے کام کرتی تھیں اور ساتھ ہی کھیتوں میں لوگ ہل چلایا کرتے تھے تو یہ ان کا کھانا وہاں دے کر آتی تھیں اور پھر تھک کر درختوں کے نیچے اپنے بچوں کے ساتھ چارپائیوں پر سو جاتی تھیں یہ انہی دنوں کا واقعہ ہے۔

عائشہ اور زہرہ دیورانی جٹھانی تھیں۔ عائشہ کے ایک بیٹا تھا اور زہرہ کے ایک بیٹی تھی اکٹھے رہتے بچوں کا بچپن بیتا اور جوان ہو گئے۔ زہرہ کے شوہر بہت نیک فطرت انسان تھے۔ وہ اپنی بیٹی ماریہ کی شادی اپنے بڑے بھائی کے گھر کرنا چاہتے تھے۔ جب زہرہ کو اپنے شوہر کے ارادے کا علم ہوا تو بہت پریشان ہوئی کیونکہ زہرہ عائشہ کے بیٹے سے اپنی بیٹی کا کسی صورت رشتہ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن شوہر کے سامنے انکار کی بھی کوئی صورت نہ تھی کیونکہ ان کے شوہر کسی صورت بھی اپنی بیوی کی کوئی بات ماننے کو تیار نہ تھے کیونکہ عائشہ کا بیٹا بہت نیک فطرت انسان تھا۔ زہرہ کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی کہ کس طرح اپنے شوہر کو منع کرے کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں ہونے دونگی۔ کئی دن سوچنے کے بعد زہرہ کے ذہن میں شاطرانہ ترکیب آئی اپنے شوہر کی تابعداری کرتے ہوئے ایک شب موقعہ مل گیا اور ہاتھ جوڑ کے اپنے شوہر سے عرض کیا مجھے تو بہت خوشی تھی جو رشتہ کرنے کا ارادہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کیا ہے اس طرح میری بیٹی بھی میرے پاس رہتی لیکن سرتاج آپ سے ایک بات کہنا بہت ضروری ہے بچپن میں جب ہم دوپہر کو سویا کرتے تھے چار پائیاں جوڑ لیتے تھے کہ بچے گر نہ جائیں یوں ایک دوپہر ہم سو رہے تھے تو عائشہ کے بیٹے نے میری بریسٹ فیڈ لے لی اور میری بیٹی نے عائشہ کی۔ اب تو یہ دودھ شریک بہن بھائی ہیں نکاح تو نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جرم میں کر بھی نہیں سکتی ورنہ تو میری بھی یہی خواہش تھی مجھے بھی یہ رشتہ بے حد پسند تھا۔

یوں یہ رشتہ بغیر کسی جھگڑے کے ختم ہو گیا زہرہ کی مکاری نے کوئی راستہ ہی نہ چھوڑا تھا۔ در اصل زہرہ اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی بہن کے دیور سے کرنا چاہتی تھی۔ بہن کا دیور انگلینڈ میں تھا زہرہ نے اپنی خواہش کا اظہار اپنے شوہر سے کیا اور پھر اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی بہن کے دیور سے کر دیا جس کا نام صدیق تھا۔ یوں زہرہ کی بیٹی کی شادی صدیق سے ہو گئی اور شادی کے کچھ عرصے بعد ماریہ بھی انگلینڈ چلی گئی۔ اب عائشہ کے بیٹے کی شادی ہونی تھی۔ زہرہ نے پھر اپنی عیاریوں سے اپنے شوہر سے کہہ کر عائشہ کے بیٹے کا رشتہ اپنی بھتیجی سے کر دیا۔ (اپنے بھائی کی بیٹی سے) یوں وہ اپنے دیور کے گھر اپنے بھائی کی بیٹی لے آئیں اور زہرہ خوشی سے بے حال تھی۔ اپنی بیٹی دیورانی کے گھر نہیں دی اور اپنے بھائی کی بیٹی کو اپنی مرضی سے دیورانی کے بیٹے سے بیاہ دیا۔

انگلینڈ جانے کے کچھ عرصے بعد ماریہ کے ایک بیٹی ہوئی جو گونگی اور بہری تھی پھر دوسری بیٹی ہوئی وہ بھی گونگی بہری تھی پھر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوئیں وہ نارمل تھیں۔ پھر زہرہ کی بھتیجی کے بیٹا پیدا ہوا وہ ابھی نارمل تھا پھر دو بیٹیاں ہوئیں سب بچوں کا بچپن اور جوانی گزرا۔ اب ماریہ کو اپنے بیٹے کی شادی کرنی تھی تو اس نے بھی انتخاب کیا کہ اپنی امی کی بھتیجی کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے سے لے گی۔ یوں اسے پاکستان سے کرن کو اپنے پاس یو۔ کے بلا لیا اور اپنے بیٹے سے نکاح کر دیا۔ صرف دو ماہ بعد ماریہ کے بیٹے نے کرن کو طلاق نامہ دے کر واپس پاکستان بھیج دیا اور خود کینیڈا چلا گیا اور یہودی لڑکی سے شادی کر لی۔ ماریہ کی ماموں زاد بہن (کرن کی امی) نے ہمیشہ کے لئے اپنی پھوپھی اور پھوپھی زاد بہن سے ناطہ توڑ لیا۔ ماریہ روتی ہے اس کی گونگی بہری بچیوں سے کوئی شادی کرنے کو تیار نہیں۔ وہ اپنی ماں کو کوستی ہے بیٹا ہمیشہ کے لئے ماں کو چھوڑ کر کینیڈا چلا گیا شوہر شوگر کینسر کا مریض تھا زہرہ خود بستر مرگ پہ تنہا زندگی کے دن کاٹ رہی ہے بستر پہ ہی پیشاب پاخانہ ہوتا بیٹی پرائے دیس ہے بھتیجی نے ناطہ توڑ لیا چار سال بستر مرگ پہ گزارنے کے بعد آخر

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

زہرہ ایک دن جانے کس وقت ابدی گھر کو سدھار گئی۔ زہرہ کے شوہر بہت پہلے وفات پا گئے تھے۔
(ام ابوذر بہاولنگر)

ظلم کا انجام:

میں جو واقعہ بیان کر رہا ہوں وہ میری آنکھوں دیکھا ہوا ہے اور بالکل سچا ہے جو ہمارے محلے کی ایک عورت کو پیش آیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک عورت رہتی تھی۔ جس کے دو بیٹے تھے۔ ایک دن اس کے بڑے بیٹے نے ماں سے فرمائش کی آج ابلی ہوئی سویاں کھانے کو دل چاہ رہا ہے۔ ماں نے جونہی اپنے بیٹے کی فرمائش سنی جھٹ برتن میں پانی ڈال کر اسے چولہے پر ابلنے کے لئے رکھ دیا۔ اسی گھر میں ایک کتیا رہتی تھی جس کے دو چھوٹے چھوٹے پلے بھی تھے۔ کتیا نے ان کو اسی گھر میں جنم دیا تھا۔ مگر عورت کو ان پلوں سے بہت چڑ تھی۔ حالانکہ وہ صحن کے ایک کونے میں پڑے رہتے تھے اور گھر کی کسی چیز کو بھی خراب نہیں کرتے تھے۔ بہر حال عورت نے گرم کھولتے ہوئے پانی سے سویاں نکال کر ان پر چینی ڈال کر اپنے بچوں کو دیں۔ جب عورت اپنے بیٹے کو سویاں دے رہی تھی اتفاق سے وہی کتیا اسی وقت وہاں سے گزری۔ اس کا رخ اپنے بچوں کی طرف تھا۔ اسی دوران عورت کے ذہن میں شیطانی سوچ ابھری اس نے گرم کھولتے ہوئے پانی کی دیگچی کتیا پر انڈیل دی۔ کتیا ساری رات تکلیف کی وجہ سے دردناک آوازیں نکالتی رہی۔ صبح کو عورت اور گھر کے سب افراد نے دیکھا کتیا کے جسم پر بڑے بڑے چھالے تھے اور وہ مر چکی تھی۔

دوسرے دن اس کے پلے بھی ماں کے بغیر چیخ چیخ کر مر گئے۔ محلے کی کچھ بزرگ خواتین نے اس عورت کو نصیحت کی کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بہر حال اب تم اللہ سے توبہ کر لو۔ مگر عورت نے حقارت سے کہا۔ اس حقیر کتیا کی خاطر اللہ مجھے کیونکر عذاب دے گا۔ کچھ دن بعد بڑے بیٹے کو بخار ہوا اور وہ دو دن کے اندر مر گیا ابھی اس کا زخم مندمل نہیں ہوا تھا کہ اس کا دوسرا بیٹا بھی دوسرے ہفتے مر گیا۔ دو بیٹوں کی المناک موت

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کے بعد بھی اس عورت کو کتیا کا واقعہ یاد نہ آیا اور نہ اس نے توبہ کی۔ کچھ دن بعد اس عورت کے پورے جسم پر کتیا کی طرح چھالے پڑ گئے اور پھر ان میں کیڑے بھی پڑ گئے۔

اس نے اپنی تمام جائیداد اور زیور بیچ کر اپنا علاج کرایا ہر ڈاکٹر کو دکھایا مگر بے سود۔ اب یہی عورت ہر ایک کو جانوروں کے ساتھ رحم کی نصیحت کرتی ہے اور اللہ سے توبہ کرتی ہے اور ہر آنے جانے والے سے کہتی ہے کہ وہ جانوروں پر ظلم نہ کریں کیونکہ اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم زمین والوں پر رحم کرو میں تم پر رحم کروں گا۔

(شہزاد علی)

اولاد کی پرورش اور ماں

اولاد کو بات بات پر ڈانٹنے جھڑکنے اور سرزنش کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنے کا حکم ہے، ان کی کوتاہیوں اور غلطیوں پر نفرت و بیزاری کا اظہار کرنے کی بجائے حکمت و سوز کے ساتھ ان کی تربیت، محنت و مشقت کے ساتھ کیجئے۔ اپنے طرز عمل سے بچوں کے اوپر یہ خوف و ہراس بہر حال غالب رہے کہ ان کی کوئی خلاف شرع بات آپ ہرگز برداشت نہ کریں گے۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ نرمی، خوش اخلاقی، پیار و شفقت کا برتاؤ کیجئے۔ ان کی حسب منشاء ضرورتوں اور چاہتوں کو پوری کر کے ان کو خوش رکھئے اور اطاعت و فرمانبرداری اور وفا شعاری کے جذبات ابھاریئے۔

ایک بار احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، کہیے اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہیے؟ احنف بن قیس نے کہا، امیر المومنین اولاد ہمارے قلوب کا ثمرہ ہیں، کمر کی ٹیک ہیں، ہماری حیثیت ان کے لئے زمین کی طرح ہے، جو نہایت نرم اور بے ضرر ہے، اور ہمارا وجود ان کے لئے سایہ فگن آسمان کی طرح ہے، اور ہم انہیں کے ذریعہ بڑے بڑے کام انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔ پس اگر وہ کچھ آپ سے مطالبہ کریں تو ان کے دلوں کا غم دور کیجئے، نتیجہ میں وہ آپ سے محبت کریں گے، آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے، اور کبھی ان پر ناقابل

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

برداشت بوجھ نہ بنیئے کہ وہ آپ کی زندگی سے اکتا جائیں اور آپ کی موت کے خواہاں ہوں، آپ کے قریب آنے سے نفرت کریں۔

حضرت معاویہ کو ان حکیمانہ باتوں نے کافی متاثر کیا اور آپ نے فرمایا احنف خدا کی قسم! آپ جس وقت میرے پاس آ کر بیٹھے ہیں یزید کے خلاف غصہ میں بھرا بیٹھا تھا، پھر حضرت احنف کے چلے جانے کے بعد امیر معاویہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، اور یزید سے راضی ہو گئے، اسی وقت یزید کو دو سو درہم اور دو سو جوڑے بھجوائے، یزید کے پاس جب یہ تحفے پہنچے تو یزید نے ان کے دو حصے کئے اور سو درہم اور جوڑے حضرت احنف ابن قیس کی خدمت میں بھجوائے۔

چھوٹے بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے انہیں گود میں لے کر پیار کیجئے، ان کے ساتھ خوش روئی سے پیش آیئے۔ ہر وقت تند مزاج اور سخت گیر حاکم نہ بنے رہیئے، اس طرز سے اولاد کے اندر والدین کیلئے والہانہ جذبہ محبت بھی پیدا نہیں ہوتی، ان کے اندر خود اعتمادی وخودداری پیدا نہیں ہوتی اور ان کی طبعی نشو ونما بھی خوشگوار نہیں پڑتا۔

ایک مرتبہ اقرع بن حابس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار کر رہے تھے۔ اقرع کو دیکھ کر تعجب ہوا، اور بولے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ بھی بچوں کو پیار کرتے ہیں میرے تو دس بچے ہیں، لیکن میں نے تو کبھی کسی ایک کو بھی پیار نہیں کیا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اقرع کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا، اگر خدا نے تمہارے دل سے رحمت وشفقت نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی اہم عہدے پر تھے، ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کے لئے ان کے گھر پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیٹے ہوئے ہیں اور بچے سینے پر چڑھے ہوئے، کھیل رہے تھے۔ حضرت عامر کو یہ بات ناگوار گزری۔ حضرت عمر رضی اللہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

تعالیٰ عنہ نے پیشانی کے اتار چڑھاؤ سے ان کی ناگواری کو بھانپ لیا اور حضرت عامر سے بولے۔

آپ کا اپنے بچوں کے ساتھ برتاؤ کیسا رہتا ہے؟ حضرت عامر کو موقعہ مل گیا، بولے امیر المومنین! جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے، سب اپنا دم سادھ کر چپ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے سوز سے کہا۔ عامر! امت محمدیہ کے فرزند ہوتے ہوئے یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہیئے؟ اولاد کو پاکیزہ صالح تعلیم و تربیت سے آراستہ و پیراستہ کرنے کے لئے اپنی ساری کدہ کاوش کو صرف کر دینا چاہیئے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیئے، یہ والدین کی دینی و مذہبی ذمہ داری بھی ہے اور اہم فریضہ بھی ہے، اور اولاد کے ساتھ عظیم احسان بھی اور اپنی ذات کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مومنو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے جہنم کی آگ سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ علم دین کے اسرار و رموز سے واقف ہو، اور زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے لیکن تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ اس کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ 1 یہ کہ صدقہ جاریہ کرے۔ 2 دوسرا یہ کہ وہ ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ 3 تیسرے صالح اولاد چھوڑ جائے جو باپ کے لئے دعاء کرتی رہے۔

آپ کی تہذیبی و ثقافتی روایات مذہبی تعلیمات اور پیغام توحید کو زندہ تابندہ رکھنے میں اولاد اہم رول ادا کرتی ہے، اور نیک اولاد کو پڑھنے کے طور طریقے سکھلائے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

جائیں، نماز پڑھنے کی تلقین کی جائے، اپنے ساتھ مسجد لے جا کر اس کے شوق کو بیدار کیجئے اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو نماز میں کوتاہی و غفلت برتنے پر مناسب سزا بھی دیجئے، اور اپنے طرزِ عمل سے ان پر واضح کیجئے کہ نماز سے غفلت آپ قطعی برداشت نہیں کریں گے۔

بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اس کا بستر الگ کر دیا جائے اور ہر ایک کو الگ الگ چارپائی پر سلایا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اولاد کی نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں، اور نماز کے لئے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں، اور اس عمر تک پہنچنے کے بعد ان کا بستر الگ کر دو۔

بچوں کی صفائی ستھرائی پر خاص خیال رکھنا چاہیئے، ان کی طہارت و نظامت اور غسل وغیرہ کا خیال رکھا جائے، صاف ستھرے کپڑے رکھے جائیں، زیادہ بناؤ سنگھار، نام و نمود سے اجتناب کئے جائے۔ لڑکی کے کپڑے بھی نہایت سادہ رکھئے، بھڑکیلے چمکدار، پرکشش لباس پہنا کر بچوں کے مزاج و عادات کو خراب نہ کیا جائے، بچوں کے عیب دوسروں کے سامنے بیان نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ایسا کرنے پر ان کی عزت و انا پر ٹھیس پہنچتی ہے، ان کی معمولی اچھائیوں کی خوب خوب تعریف کیجئے، ان کا دل بڑھانے اور ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے، تاکہ یہ لوگ اس دنیا میں اونچا سے اونچا مقام حاصل کر سکیں۔

بچوں کو انبیاء و اولیاء صلحاء و صالحین صحابہ کرام اور مجاہدین اسلام کے قصے سنائیں جائیں، ان کی تربیت، کردار سازی، دین سے شغل و شغف کے لئے اس کو انتہائی ضروری سمجھے۔ ان کے سامنے قرآن پاک کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھیئے، بموقعہ بموقعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات حسنہ کو بتائیں اور ابتدائی عمر سے ہی ان کے دلوں میں عشق رسول کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔

بچوں کے ذریعہ غریبوں محتاجوں کو کھانا، پیسے، کپڑے وغیرہ دلوایئے، جس سے ان

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کے دلوں میں محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک صدقات و خیرات وعطیات وسخاوت کا جذبہ پیدا ہو۔ بھائیوں اور بہنوں میں خود ہی کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کریں تا کہ ایک دوسرے کے حقوق کا احساس اور انصاف و دیانتداری کی عادت پیدا ہو۔

بچوں کے ساتھ ہمیشہ اچھی علمی نمونہ پیش کیجیے، زبان سے کوئی غیر مہذب باتیں نہ کیجیے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لئے ایک ہمہ وقتی خاموش معلم ہے، جس سے بچے ہر وقت پڑھتے اور سیکھتے ہیں۔

یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے۔

حضرات فقہائے کرام نے فرمایا کہ یہ آیت ہر انسان پر ایک فرض عائد کرتی ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی عملی کوشش کرے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان اپنے بچوں کو ادب سکھائے تو بلاشبہ اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع غلہ صدقہ کرے۔ (مشکوٰۃ شریف 423)

ایک دوسری روایت میں ہے جو حضرت عمر بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی باپ نے اپنے بچے کو کوئی ایسی بخشش نہیں دی جو اچھے ادب سے بڑھ کر ہو۔ (ایضا)

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، والد اپنی اولاد کو جو کچھ بتائے اس میں سب سے اچھا تحفہ اچھے آداب سکھانا ہے۔ اولاد کی جس انداز میں تربیت ہوگی اسی انداز میں وہ پلے بڑھے گا۔ اچھی تربیت ہوگی، تو وہ راحت جان وسکون قلب کو ذریعہ بنے گی، اگر خدانخواستہ اپنی اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت نہ دی ہوگی تو وہی اولاد ایک دن اس کے لئے دردِ سر، بے اطمینانی کا سبب بنے گی۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

چنانچہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنے بیٹے کی شکایت لے کر حاضر ہوا، اور کہا میرا بیٹا مجھ کو پریشان کرتا ہے، جس سے مجھے رنج وتکلیف ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ تیرے باپ کا تجھ پر کوئی حق نہیں؟ تو اپنے باپ کو ایذا دیتا ہے، بیٹے نے جواب میں کہا، میرے باپ پر میرے تین حق تھے۔نام اچھا رکھتا۔تعلیم دلواتا۔میری شادی اچھی کراتا۔ مگر انہوں نے میرا حق ادا نہیں کیا (تو بغیر تعلیم کے کسی کا حق کیسے اور کس طرح معلوم ہوسکتا ہے! جو ادا کروں) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکے سے کوئی اور مطالبہ نہیں کیا، بلکہ اس کے باپ سے کہا تو کہتا ہے کہ تیرا بیٹا مجھے ایذا وتکلیف دیتا ہے، اس ایذا کا سبب تو خود بنا ہے، لہٰذا میرے سامنے سے اٹھ جا۔

والدین پر لعنت کرنے والے پر لعنت کا بیان

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ آپ سے بیان کی ہو؟ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایسی کوئی خصوصی بات نہیں کی جو دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو، البتہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے ضرور سنا ہے کہ اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے نام پر کسی جانور کو ذبح کرے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو زمین کے بیج بدل دے۔ (مسند احمد، جلد اول، رقم الحدیث، 813)

حضرت سعد بن ابی وقاص اور ان کی والدہ

مصعب بن سعد کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کے بارے قرآن کریم کی چار آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں، میرے والد کہتے ہیں کہ ایک غزوہ میں مجھے ایک تلوار ملی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مجھے عطاء فرمادیں، فرمایا اسے رکھ دو، میں نے عرض کیا یا

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

رسول اللہ! یہ مجھے عطاء فرما دیجئے، کیا میں اس شخص کی طرح سمجھا جاؤں گا جسے کوئی ضرورت ہی نہ ہو؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اسے جہاں سے لیا ہے وہیں رکھ دو، اس پر سورت انفال کی ابتدائی آیت نازل ہوئی۔ پھر جب میں نے اسلام قبول کیا تھا تو میری والدہ نے مجھ سے کہا کیا اللہ نے تمہیں صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم نہیں دیا؟ بخدا! میں اس وقت تک کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کر دو گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا حتیٰ کہ لوگ زبردستی ان کے منہ میں لکڑی ڈال کر اسے کھولتے اور اس میں کوئی پینے کی چیز انڈیل دیتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔۔۔۔۔ لیکن اگر وہ تمہیں شرک پر مجبور کریں تو ان کی بات نہ مانو۔ پھر ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے، میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے کل مال کی وصیت کر دوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے منع فرمایا، نصف کے متعلق سوال پر بھی منع کر دیا، لیکن ایک تہائی کے سوال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اس کے بعد لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ پھر حرمت شراب کا حکم نازل ہونے سے قبل ایک انصاری نے دعوت کا اہتمام کیا، مدعوین نے خوب کھایا پیا اور شراب کے نشے میں مدہوش ہو گئے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کر دیا، انصار کہنے لگے کہ انصار بہتر ہیں اور مہاجرین اپنے آپ کو بہتر قرار دینے لگے، اسی دوران ایک آدمی نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھائی اور ایک آدمی کی ناک زخمی کر دی، جن صاحب کی ناک زخمی ہوئی وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تھے، اس پر سورت مائدہ کی آیت تحریم خمر نازل ہوگئی۔ (مسند احمد، جلد اول، رقم الحدیث، 1484)

میری ماں میرے لیے خاص کیوں ہے؟

میری ماں میرے لیے خاص کیوں ہے؟ جب میں سخت بارش میں گھر آیا تو میرے بھائی نے استفسار کیا، تم نے چھتری کیوں نہیں لی؟ میری بہن نے کہا، تم نے بارش رکنے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کا انتظار کیوں نہ کیا؟ والد صاحب نے تنبیہ کی کہ تم بیمار ہوئے تو تمہاری خیر نہیں۔ مگر ماں، جواب تک میرے بال خشک کر رہی تھی بولی، اے بارش، میرے بچے کے گھر پہنچنے تک انتظار تو کر لیتی۔ یہ ہے ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ میں نے اپنی معذور ماں کو کاندھوں پر بٹھا کر حج کروایا ہے، کیا میرا حق ادا ہو گیا؟ ارشاد فرمایا، ابھی تو اس ایک رات کا حق ادا نہیں ہوا جس رات تو نے بستر گیلا کر دیا تھا اور تیری ماں نے تجھے خشک جگہ پر سلایا اور خود گیلے میں سوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی والدہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے تو ایک غیبی آواز آئی، اے موسیٰ، اب ذرا سنبھل کے آنا اور سوچ سمجھ کر گفتگو کرنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت حیران ہوئے اور پوچھا یا باری تعالیٰ وہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تمہارے لیے مجھ سے رحم و کرم اور عنایت کی دعا کرنے والی ماں اس دنیا میں نہیں رہی۔

ماں احسانات، احساسات، خوبیوں اور جذبات کا وہ مجموعہ ہے جو سارے زمانے کے وار اور موسم کی سختیاں اپنے جسم پر سہتی ہے مگر اس کا ہر لمحہ رشتوں کو پیار کی ڈوری میں پروتے اور اپنی اولاد کے لیے خوشیاں خریدتے گزرتا ہے۔ گزشتہ دنوں ایک دوست کے پاس اس کی والدہ کی وفات کا افسوس کرنے گیا تو اس نے بتایا کہ اس کی ماں نے اس کی آسائشوں کی خاطر اس سے آٹھ جھوٹ بولے اور وہ چاہنے کے باوجود اس کے لیے کچھ نہ کر سکا۔ اس نے بتایا کہ اس کی ماں ہمیشہ سچ نہیں بولتی تھی۔ وہ ایک غریب فیملی کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اکثر کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اگر کبھی کچھ مل جاتا تو ماں اپنے حصے کا کھانا بھی اسے دے دیتی اور کہتی تم کھالو مجھے بھوک نہیں ہے۔ یہ اس کی ماں کا پہلا جھوٹ تھا تھوڑا بڑا ہوا تو ماں گھر کا کام ختم کر کے قریبی جھیل پر مچھلیاں پکڑنے چلی جاتی۔ ایک دن بالآخر اس نے دو مچھلیاں پکڑ لیں، انہیں جلدی جلدی پکایا اور اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ کھاتا جاتا اور جو کانٹے کے ساتھ تھوڑا بہت لگا رہ جاتا اسے اس کی ماں کھاتی۔ اس نے دوسری مچھلی ماں کے سامنے رکھ دی۔ اس نے واپس کی اور کہا، بیٹا تم کھالو مجھے مچھلی پسند نہیں ہے۔ یہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اس کی ماں کا دوسرا جھوٹ تھا جب وہ اسکول جانے کی عمر کا ہوا تو اس کی ماں نے ایک گارمنٹس فیکٹری میں ملازمت اختیار کر لی، سردی کی ایک رات جب بارش زوروں پر تھی، وہ ماں کا انتظار کرتا رہا جو ابھی تک نہیں آئی تھی، بالآخر وہ اسے ڈھونڈنے آس پاس کی گلیوں میں نکلا، دیکھا تو وہ لوگوں کے دروازوں پر کھڑی سامان بیچ رہی تھی، اس نے کہا، ماں اب بس بھی کرو، سردی بھی بہت ہے، رات بھی ہوگئی ہے اور تم تھک بھی گئی ہو، باقی کل کر لینا، تو ماں بولی، بیٹا میں بالکل نہیں تھکی۔ یہ اس کی ماں کا تیسرا جھوٹ تھا ایک روز اس کا فائنل پیپر تھا، اس کی ماں نے ضد کی کہ وہ بھی اس کے ساتھ چلے گی۔ وہ اندر پیپر دے رہا تھا اور وہ باہر دھوپ کی تپش میں کھڑی اس کے لیے دعا کر رہی تھی۔ وہ باہر آیا تو اس کی ماں نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور ٹھنڈا جوس لے کر دیا۔ اس نے ایک گھونٹ لیا اور ماں کے پسینے سے شرابور چہرے کی طرف دیکھ کر جوس اس کی طرف بڑھایا تو بولی، مجھے پیاس نہیں ہے۔ یہ اس کی ماں کا چوتھا جھوٹ تھا اس کے باپ کی موت ہوئی تو زندگی مزید مشکل ہوگئی، اکیلے گھر کا خرچ چلانا آسان نہ تھا، اکثر نوبت فاقوں تک آجاتی۔ رشتہ داروں نے ان کی حالت دیکھ کر ماں کو دوسری شادی کا مشورہ دیا مگر ماں نے کہا، مجھے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔ یہ اس کی ماں کا پانچواں جھوٹ تھا گریجویشن مکمل کرنے پر اچھی ملازمت مل گئی، سوچا اب ماں کو آرام کرنا چاہیے وہ بہت بوڑھی ہوگئی ہے۔ اس نے ماں کو کام سے روک دیا اور اپنی تنخواہ کا کچھ حصہ اس کے لیے مختص کر دیا۔ ماں نے انکار کیا اور کہا کہ اسے پیسوں کی ضرورت نہیں۔ یہ اس کی ماں کا چھٹا جھوٹ تھا حصولِ روزگار کے لیے وہ بیرون ملک چلا گیا۔ کچھ عرصے بعد ماں کو اپنے پاس بلایا تو اس نے بیٹے کی تنگی کے خیال سے منع کر دیا اور کہا کہ اسے گھر سے باہر رہنے کی عادت نہیں۔ یہ اس کی ماں کا ساتواں جھوٹ تھا ماں کو کینسر ہوا، وہ بہت لاغر ہوگئی۔ وہ اپنی ماں کے قدموں میں بیٹھ کر خون کے آنسو رونے لگا، ماں اسے دیکھ کر مسکرائی اور بولی، مت رو بیٹا، میں ٹھیک ہوں۔ یہ اس کی ماں کا آٹھواں جھوٹ تھا، اور پھر اس کی ماں نے ہمیشہ کے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

لیے آنکھیں بند کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ماں کی تخلیق کی تو اسے رحمت کی چادر، چاہتوں کے پھول، پاکیزہ شبنم، دھنک کے رنگوں، دعاؤں کے خزانوں، زمین وآسمان کی وسعتوں، جذبوں، چاہتوں، چاند کی ٹھنڈک، خلوص، رحمت، راحت، برکت، عظمت، حوصلے اور ہمت کے تمام رنگوں سے مزین کیا، یہاں تک کہ اس کے قدموں میں جنت ڈالی۔ یوں ماں قدرت کا بہترین تحفہ اور عطیہ ہے جس کی قدر ہم پر فرض بھی ہے اور قرض بھی۔ ماں یہ لفظ بہت سے معنی اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے۔ ممتا، پیار، وفا، قربانی، محبت، لگن، سچائی، خلوص، پاکیزگی، سکون، خدمت، محنت، عظمت، دعا، سایہ، دوست، ہمدرد، راہنما، استاد، بے غرضی، معصومیت، عبادت، ایمان، دیانت، جذبہ، جنت، یہ سب ماں کی خوبیوں کی صرف ایک جھلک ہے، ورنہ اس کی خوبیاں تو اس قدر ہیں کہ لفظ ختم ہوجائیں مگر ماں کی تعریف ختم نہ ہوگی۔ پس ماں ایک ایسا موضوع ہے کہ قلم بھی جس کا احاطہ نہیں کرپاتا۔ اس موضوع پر بہت ضخیم کتب لکھی جاسکتی ہیں مگر ماں کے احسانات، احساسات اور چاہتوں کا بدلہ تب بھی نہیں چکتا۔ والدین کے احسانات کے بارے میں سوچنے بیٹھیں بھی، تو سوچ ان کے احسانات کے مقابلے میں بہت پیچھے دکھائی دیتی ہے۔ مائیں عزم وحوصلے اور ایثار وقربانی کا پیکر ہوتی ہیں۔ ہم تو ماؤں کی ایک رات کا قرض بھی نہیں چکا سکتے۔ میرزا ادیب اپنی کتاب مٹی کا دیا میں لکھتے ہیں، اباجی مجھے مارتے تھے تو امی بچالیتی تھیں، ایک دن میں نے سوچا کہ اگر امی پٹائی کریں گی تو اباجی کیا کریں گے؟ یہ دیکھنے کے لیے میں نے امی کا کہنا نہ مانا، انہوں نے بازار سے دہی لانے کو کہا میں نے بات نہ مانی، انہوں نے سالن کم دیا میں نے زیادہ پر اصرار کیا، انہوں نے کہا پیڑھی کے اوپر بیٹھ کر روٹی کھاؤ، میں زمین پر دری بچھا کر بیٹھ گیا، لہجہ بھی گستاخانہ اختیار کررکھا تھا۔ مجھے پوری توقع تھی کہ امی ضرور ماریں گی، مگر انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر کہا، کیوں بیٹا! ماں صدقے جائے تم بیمار تو نہیں؟ اس وقت میرے آنسو تھے کہ شرمندگی کے مارے رکنے میں نہیں آرہے تھے۔ جب بھی میرے دل کی مسجد میں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

تیری یادوں کی اذان ہوتی ہے اے ماں میں اپنے ہی آنسوؤں سے وضو کر کے تیرے جینے کی دعا کرتا ہوں بلاشبہ ماں کا وجود ایک نعمت اور اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ دنیا میں کہیں بھی کوئی انسان کامیاب ہے تو اس کے پیچھے اس کی ماں ہی کا ہاتھ ہے جس کا آج وہ ثمر پا رہا ہے۔ ان کی ماصلی اللہ علیہ وسلم ں نے پال پوس کران پودوں کو تناور درخت بنایا اور اپنی ماؤں ہی کے طفیل آج یہ پیڑ عمدہ اور رسیلا پھل دے رہے ہیں۔ ان کی تربیت میں جو خوبیاں ہیں وہ ان کی ماؤں ہی کی مرہونِ منت ہیں۔ ماں کا وجود صرف گھر کے لیے ہی نہیں بلکہ ہماری زندگیوں کے لیے بھی مقدس صحیفے کی مانند ہے۔ ماں تو تپتے صحرا میں بوند برسنے کا نام ہے۔ یہ کڑی، چلچلاتی دھوپ میں ابر کی مانند ہے۔ دعا ہے کہ جن کے والدین حیات ہیں خدا کرے ان کا سایہ ہمیشہ سلامت رہے اور وہ ہر دکھ، پریشانی، آفت اور آزمائش سے محفوظ ہوں۔ اور جو لوگ والدین کی نعمت سے محروم ہیں وہ اس دعا کا ورد کرتے رہا کریں، رب ارحمهما كما ربيني صغيرا۔

بیٹی کے صدمہ طلاق کے سبب ماں کے دم توڑ جانے کا واقعہ

واربرٹن (نامہ نگار) بیٹی کو طلاق ملنے کی خبر سنتے ہی ماں دم توڑ گئی، بتایا گیا ہے کہ واربرٹن کے نواحی گاؤں دولت پورہ کے عبدل کی بیٹی کی شادی ننکانہ صاحب ہوئی تھی، ناچاقی کی وجہ سے بیٹی والدین کے گھر آئی ہوئی تھی کہ خاوند نے طلاق نامہ کے ساتھ جہیز کا سامان بھی گھر بھیج دیا جس کی اطلاع ملتے ہی والدہ صدمہ سے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئی۔ (روزنامہ نوائے وقت، ۲۰۱۴،۰۶،۱۱)

پیٹ میں بچے کے سکڑنے کے مفہوم کا بیان

مدت میں کس کا حمل جلد وضع ہوگا کس کا دیر میں۔ حمل کی کم سے کم مدت جس میں بچہ پیدا ہو کر زندہ رہ سکے چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال۔ یہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور اسی کے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قائل ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے پیٹ کے گھٹنے بڑھنے سے بچہ کا قوی، تام الخلقت اور ناقص

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

الخلقت ہونا مراد ہے۔

ماؤں کے رحم میں انسان کی تقدیر واحوال لکھے جانے کا بیان

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ صادق ومصدوق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔تم میں سے ہر آدمی کی تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ (پہلے) اس کا نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں یعنی چالیس دن کے بعد وہ جما ہوا خون بنتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں کے بعد وہ لوتھڑا ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ کو چار باتوں کے لکھنے کے لئے بھیجتا ہے۔

چنانچہ وہ فرشتہ اس کے عمل اس کی موت (کا وقت) اس کے رزق (کی مقدار) اور اس کا بد بخت و نیک بخت ہونا اللہ کے حکم سے اس کی تقدیر میں لکھ دیتا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم میں سے ایک آدمی جنت والوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا ہوا آگے آتا ہے۔اور وہ دوزخیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں ایک آدمی دوزخیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے ۔یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا سامنے آتا ہے اور وہ جنت والوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ شریف، جلد اول، رقم الحدیث، 79)

احترام والدین پر انعام الٰہی

اب ایسی گائے ڈھونڈنے کو نکلے تو وہ صرف ایک لڑکے کے پاس ملی۔ یہ بچہ اپنے ماں باپ کا نہایت فرمانبردار تھا ایک مرتبہ جبکہ اس کا باپ سویا ہوا تھا اور نقدی والی پیٹی کی کنجی اس کے سرہانے تھی ایک سوداگر ایک قیمتی ہیرا بیچتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ میں اسے بیچنا چاہتا ہوں لڑکے نے کہا میں خریدوں گا قیمت ستر ہزار طے ہوئی لڑکے نے کہا ذرا ٹھہرو جب میرے والد جاگیں گے تو میں ان سے کنجی لے کر آپ کو قیمت ادا کر دونگا اس

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

نے کہا ابھی دے دو تو دس ہزار کم کر دیتا ہوں اس نے کہا نہیں حضرت میں اپنے والد کو جگاؤں گا نہیں تم اگر ٹھہر جاؤ تم میں بجائے ستر ہزار کے اسی ہزار دوں گا یونہی ادھر سے کمی اور ادھر سے زیادتی ہونی شروع ہوتی ہے یہاں تک کہ تاجر تیس ہزار قیمت لگا دیتا ہے کہ اگر تم اب جگا کر مجھے روپیہ دے دو میں تیس ہزار میں دیتا ہوں لڑکا کہتا ہے اگر تم ٹھہر جاؤ یا ٹھہر کر آؤ میرے والد جاگ جائیں تو میں تمہیں ایک لاکھ دوں گا آخر وہ ناراض ہو کر اپنا ہیرا واپس لے کر چلا گیا باپ کی اس بزرگی کے احساس اور ان کے آرام پہنچانے کی کوشش کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے سے پروردگار اس لڑکے سے خوش ہو جاتا ہے اور اسے یہ گائے عطا فرماتا ہے جب بنی اسرائیل اس قسم کی گائے ڈھونڈنے نکلتے ہیں تو سوا اس لڑکے کے اور کسی کے پاس نہیں پاتے اس سے کہتے ہیں کہ اس ایک گائے کے بدلے دو گائیں لے لو یہ انکار کرتا ہے پھر کہتے ہیں تین لے لو چار لے لو لیکن یہ راضی نہیں ہوتا دس تک کہتے ہیں مگر پھر بھی نہیں مانتا یہ آ کر حضرت موسیٰ سے شکایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں جو یہ مانگے دو اور اسے راضی کر کے گائے خریدو آخر گائے کے وزن کے برابر سونا دیا گیا تب اس نے اپنی گائے بیچی یہ برکت اللہ نے ماں باپ کی خدمت کی وجہ سے اسے عطا فرمائی جبکہ یہ بہت محتاج تھا اس کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور اس کی بیوہ ماں غربت اور تنگی کے دن بسر کر رہی تھی غرض اب یہ گائے خرید لی گئی اور اسے ذبح کیا گیا اور اس کے جسم کا ایک ٹکڑا لے کر مقتول کے جسم سے لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ مردہ جی اٹھا اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے قتل کیا ہے اس نے کہا میرے بھتیجے نے اس لئے کہ وہ میرا مال لے لے اور میری لڑکی سے نکاح کر لے بس اتنا کہہ کر وہ پھر مر گیا اور قاتل کا پتہ چل گیا اور بنی اسرائیل میں جو جنگ وجدال ہونے والی تھی وہ رک گئی اور یہ فتنہ دب گیا اس بھتیجے کو لوگوں نے پکڑ لیا اس کی عیاری اور مکاری کھل گئی اور اسے اس کے بدلے میں قتل کر ڈالا گیا یہ قصہ مختلف الفاظ سے مروی ہے بظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے ہاں کا واقعہ ہے جس کی تصدیق، تکذیب ہم نہیں کر

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

سکتے ہاں روایت جائز ہے تو اس آیت میں یہی بیان ہو رہا ہے کہ اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو بھی نہ بھولو کہ میں نے عادت کے خلاف بطور معجزے کے ایک گائے کے جسم کو لگانے سے ایک مردہ کو زندہ کر دیا اس مقتول نے اپنے قاتل کا پتہ بتا دیا اور ایک ابھرنے والا فتنہ دب گیا۔ (تفسیر ابن کثیر، البقرہ)

میری ماں کے آٹھ جھوٹ

میری ماں ہمیشہ سچ نہیں بولتی، آٹھ بار میری ماں نے مجھ سے جھوٹ بولا۔ یہ کہانی میری پیدائش سے شروع ہوتی ہے...... میں ایک بہت غریب فیملی کا اکلوتا بیٹا تھا...... ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ تھا...... اور اگر کبھی ہمیں کھانے کو کچھ مل جاتا تو امی اپنے حصے کا کھانا بھی مجھے دے دیتیں اور کہتیں...... تم کھالو مجھے بھوک نہیں ہے...... یہ میری ماں کا پہلا جھوٹ تھا۔

جب میں تھوڑا بڑا ہوا تو ماں گھر کا کام ختم کر کے قریبی جھیل پر مچھلیاں پکڑنے جاتی اور ایک دن اللہ کے کرم سے دو مچھلیاں پکڑ لیں تو انھیں جلدی جلدی پکایا اور میرے سامنے رکھ دیا۔ میں کھاتا جاتا اور جو کانٹے کے ساتھ تھوڑا لگا رہ جاتا اسے وہ کھاتی...... یہ دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا...... میں نے دوسری مچھلی ماں کے سامنے رکھ دی...... اس نے واپس کر دی اور کہا...... بیٹا تم کھالو...... تمھیں پتہ ہے نا مچھلی مجھے پسند نہیں ہے...... یہ میری ماں کا دوسرا جھوٹ تھا۔

جب میں سکول جانے کی عمر کا ہوا تو میری ماں نے ایک گارمنٹس کی فیکٹری کے ساتھ کام کرنا شروع کیا...... اور گھر گھر جا کر گارمنٹس بیچتی...... سردی کی ایک رات جب بارش بھی زوروں پر تھی...... میں ماں کا انتظار کر رہا تھا جو ابھی تک نہیں آئی تھی...... میں انھیں ڈھونڈنے کے لیے آس پاس کی گلیوں میں نکل گیا...... دیکھا تو وہ لوگوں کے دروازوں میں کھڑی سامان بیچ رہی تھی...... میں نے کہا ماں! اب بس بھی کرو...... تھک گئی ہوگی...... سردی بھی بہت ہے...... ٹائم بھی بہت ہو گیا ہے...... باقی کل کر لینا...... تو

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں بولی...... بیٹا! میں بالکل نہیں تھکی...... یہ میری ماں کا تیسرا جھوٹ تھا ایک روز میرا فائنل ایگزام تھا...... اس نے ضد کی کہ وہ بھی میرے ساتھ چلے گی...... میں اندر پیپر دے رہا تھا اور وہ باہر دھوپ کی تپش میں کھڑی میرے لیے دعا کر رہی تھی...... میں باہر آیا تو اس نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا اور مجھے ٹھنڈا جوس دیا جو اس نے میرے لیے خریدا تھا...... میں نے جوس کا ایک گھونٹ لیا اور ماں کے پسینے سے شرابور چہرے کی طرف دیکھا...... میں نے جوس ان کی طرف بڑھا دیا تو وہ بولی...... نہیں بیٹا تم پیو...... مجھے پیاس نہیں ہے...... یہ میری ماں کا چوتھا جھوٹ تھا۔

میرے باپ کی موت ہوگئی تو میری ماں کو اکیلے ہی زندگی گزارنی پڑی...... زندگی اور مشکل ہوگئی...... اکیلے گھر کا خرچ چلانا تھا...... نوبت فاقوں تک آ گئی...... میرا چچا ایک اچھا انسان تھا...... وہ ہمارے لیے کچھ نہ کچھ بھیج دیتا...... جب ہمارے پڑوسیوں نے ہماری یہی حالت دیکھی تو میری ماں کو دوسری شادی کا مشورہ دیا کہ تم ابھی جوان ہو...... مگر میری ماں نے کہا نہیں مجھے سہارے کی ضرورت نہیں...... یہ میری ماں کا پانچواں جھوٹ تھا۔

جب میں نے گریجویشن مکمل کر لیا تو مجھے ایک اچھی جاب مل گئی...... میں نے سوچا اب ماں کو آرام کرنا چاہیے اور گھر کا خرچ مجھے اٹھانا چاہیے...... وہ بہت بوڑھی ہوگئی ہے...... میں نے انھیں کام سے منع کیا اور اپنی تنخواہ میں سے ان کے لیے کچھ رقم مختص کر دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ...... تم رکھ لو...... میرے پاس ہیں...... مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے...... یہ اس کا چھٹا جھوٹ تھا۔

میں نے جاب کے ساتھ اپنی پڑھائی بھی مکمل کر لی تو میری تنخواہ بھی بڑھ گئی اور مجھے جرمنی میں کام کی آفر ہوئی...... میں وہاں چلا گیا...... سیٹل ہونے کے بعد انھیں اپنے پاس بلانے کے لیے فون کیا تو اس نے میری تنگی کے خیال سے منع کر دیا...... اور کہا کہ مجھے باہر رہنے کی عادت نہیں ہے...... میں نہیں رہ پاؤں گی...... یہ میری ماں کا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ساتواں جھوٹ تھا۔

میری ماں بہت بوڑھی ہوگئی......انھیں کینسر ہوگیا......انھیں دیکھ بھال کے لیے کسی کی ضرورت تھی......میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان کے پاس پہنچ گیا......وہ بستر پر لیٹی ہوئی تھیں......مجھے دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی......میرا دل ان کی حالت پر خون کے آنسو رو رہا تھا......وہ بہت لاغر ہوگئی تھیں......میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے......تو وہ کہنے لگیں......مت رو بیٹا......میں ٹھیک ہوں......مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو رہی......یہ میری ماں کا آٹھواں جھوٹ تھا......اور پھر میری ماں نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔

جن کے پاس ماں ہے......اس عظیم نعمت کی حفاظت کریں اس سے پہلے کہ یہ نعمت تم سے بچھڑ جائے۔ اور جن کے پاس نہیں ہے......ہمیشہ یاد رکھنا کہ انھوں نے تمھارے لیے کیا کچھ کیا......اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہنا۔

اسلام کی محبت اور ماں

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں قرآن کی کئی آیتیں اتریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی ماں نے قسم کھائی تھی کہ ان سے کبھی بات نہ کرے گی جب تک وہ اپنا دین (یعنی اسلام کو) نہ چھوڑیں گے۔ اور نہ کھائے گی نہ پئے گی۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ماں باپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں اور تجھے اس بات کا حکم کرتی ہوں۔ پھر تین دن تک یوں ہی رہی کچھ کھایا نہ پیا، یہاں تک کہ اس کو غش آ گیا۔ آخر اس کا ایک بیٹا جس کا نام عمارہ تھا، کھڑا ہوا اور اس کو پانی پلایا۔ پس وہ سیدنا سعد کے لئے بددعا کرنے لگی تو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یہ آیات اتاریں کہ اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا (العنکبوت، 8) لیکن اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کا شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں، تو ان کی بات مت مان اور ان کے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ساتھ دنیا میں دستور کے موافق رہ۔(لقمان،5)۔

حضرت اویس قرنی کی ماں کی دعائیں

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص یمن سے تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہوگا، وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں چھوڑے گا، اس کے بدن میں سفیدی (یعنی برص کی بیماری) تھی۔ اس نے اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن سے سفیدی کو ختم کر دیا ہاں صرف ایک درہم یا ایک دینار کے بقدر سفیدی باقی رہ گئی ہے۔ پس تم میں سے جو شخص اس (اویس) سے ملے اس کو چاہیئے کہ اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے، ایک اور روایت میں یوں ہے کہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، تابعین میں بہتر شخص وہ ہم جس کا نام اویس ہے اس کی ایک ماں ہوگی اور اس کے بدن پر برص کا نشان ہے، پس تم اس سے اپنے لئے دعا مغفرت کرانا۔(مسلم)

وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا ان الفاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اہل وعیال میں سے صرف ایک ماں کے علاوہ اور کوئی یمن میں اس کا نہیں ہے اور اسی ماں کی خدمت وخبر گیری نے اس کو یمن سے چل کر یہاں میری زیارت وملاقات کے لئے آنے سے باز رکھا ہے۔ اگر اس کو اپنی ماں کی تنہائی اور بے کسی کا فکر نہ ہوتا تو وہ ضرور میری خدمت میں حاضر ہوتا اور میری زیارت وصحبت کا شرف حاصل کرتا۔

ایک درہم یا ایک دینار کے بقدر یہاں راوی کو شک ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درہم کے بقدر فرمایا تھا یا ایک دینار کے بقدر کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے، بہرحال دعا کے نتیجہ میں برص کا ختم ہو جانا اور ایک درہم یا ایک دینار کے بقدر معمولی سا نشان باقی رہ جانا شاید قدرت کی اس مصلحت کے تحت ہوگا کہ اس مرض کی کچھ نہ کچھ علامت باقی رہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

بہشتی لباس سفیدی اور چمک میں ناخن کی طرح تھا جو کبھی میلا نہیں ہوتا تھا پھر دنیا میں آنے کے بعد ان میں بھی اور ان کی نسل میں بھی اسی لباس کا ذرا سا نشان ناخن کی صورت میں باقی رہ گیا اور یا اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم پر برص کا وہ تھوڑا سا نشان اس مصلحت سے باقی رہنے دیا کہ وہ شرم کے مارے لوگوں میں خلط ملط رکھنے سے باز رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی گوشہ نشینی اور گمنامی کو اختیار کیے ہوئے تھے، لوگوں کے درمیان خلط ملط رکھنے اور شہرت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ خود انہوں نے دعا کی تھی کہ پروردگار! میرے جسم پر اس مرض کا تھوڑا سا نشان باقی رکھئے تاکہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں اور اس کا شکر ادا کرتا رہوں کہ تو نے مجھے اس برے مرض سے نجات عطا فرمائی تابعین میں سے بہترین شخص حضرت اویس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین تابعی اس اعتبار سے فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور عذر شرعی نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے باز رکھا تھا ظاہر ہے کہ ان الفاظ میں حضرت اویس کی مدح وتعریف ہے نیز اس ارشاد رسالت سے معلوم ہوا کہ اہل خیر وصلاح سے دعائے مغفرت کی درخواست کرنی چاہیئے اگرچہ درخواست کرنے والا ان اہل خیر وصلاح سے افضل ہو۔

اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعریفی الفاظ حضرت اویس قرنی کا دل خوش کرنے کے لئے ارشاد فرمائے تھے اور اس کا مقصد ان لوگوں کے واہمہ کا دفعیہ جو شاید یہ سمجھ بیٹھے کہ اویس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے اور شرف زیارت وصحبت حاصل کرنے سے قصداً اعراض کر رہا ہے۔ حالانکہ خدمت رسالت میں ان کے حاضر نہ ہونے کی وجہ ماں کی دل داری اور ماں کی خدمت وخبر گیری کا عذر شرعی تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تابعین میں سب سے بہتر حضرت اویس قرنی ہیں جب کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے منقول ہے ہم تابعین میں سب سے بہتر اور افضل

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

سعید بن مسیب ہیں، لیکن ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ حضرت سعید بن مسیب تو علوم دین اور احکام شرائع کی معرفت سب سے زیادہ رکھنے کے سبب تابعین میں افضل ہیں اور اللہ کے نزدیک ثواب کی کثرت کے اعتبار سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعین میں افضل ہیں اور قاموس میں جو یہ لکھا ہے کہ اویس قرنی سادات تابعین میں سے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ حدیث کے الفاظ بھی اسی معنی پر محمول ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان میں جو اور آثار واخبار منقول ہیں اور جن کو سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں ذکر کیا، ان کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے ،جب تک حضرت اویس، حضرت عمر فاروق کے پاس نہیں پہنچے تھے، وہ (عمر فاروق) یمن سے آنے والے ہر اسلامی لشکر اور قافلے سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا تمہارے ہاں کوئی شخص اویس بن عامر ہے، اور جب حضرت اویس دربار فاروقی میں پہنچے تو حضرت عمر نے ان سے پوچھا! کیا تم اویس بن عامر ہو؟ وہ بولے، ہاں میں اویس بن عامر ہوں! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کیا تم قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے ہو اور قرنی ہو؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں حضرت عمر نے پوچھا کیا تم کو برص کا مرض لاحق تھا اور پھر تم اچھے ہو گئے سوائے ایک درہم کے بقدر نشان کے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں حضرت عمر نے پوچھا کیا تمہاری ایک ماں ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں! تب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے پاس ایک شخص اویس بن عامر اہل یمن کے اسلامی لشکر اور قافلے کے ساتھ آئے گا جو قبیلہ مراد سے تعلق رکھتا ہوگا اور قرن کا ہوگا، اس کو برص کا مرض لاحق تھا جو جاتا رہا ہے مگر ایک درہم کے بقدر نشان باقی رہ گیا ہے، اس کی ایک ماں ہے جن کی خدمت وخبر گیری میں مصروف ہے۔ (ان کی شان یہ ہے کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کرتا ہے، اگر تم سے ہو سکے اس سے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

درخواست کرنا۔ پس اے اویس میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعاء مغفرت کرو، (یہ سن کر) حضرت اویس بولے، امیر المؤمنین! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں مجھ جیسا آدمی آپ کے لئے دعا مغفرت کرے؟ حضرت عمر نے فرمایا، یقیناً تمہیں میرے لئے دعا مغفرت کرنی ہے۔ تب حضرت اویس قرنی نے فاروق اعظم کے لئے دعاء مغفرت کی۔ پھر فاروق اعظم نے پوچھا کہ، اویس! اب بتاؤ کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں کوفہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت عمر نے پوچھا، کیا تمہارے بارے میں کوفہ کے حاکم کو کچھ لکھ دوں؟ حضرت اویس بولے بس مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیجئے، میں لوگوں سے دور اور در ماندہ رہنا ہی اپنے لئے زیادہ اچھا سمجھتا ہوں اور یہ کہہ کر وہاں سے چل دیئے۔ اگلے (کوفہ سے) ایک یمنی معزز شخص حج کے لئے آیا اور حضرت عمر کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس کے بارے میں پوچھا کہ کس حال میں ہیں؟ اس شخص نے بتایا کہ میں نے ان کو بہت پھٹے پرانے کپڑوں اور بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑا ہے، حضرت عمر نے اس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث پڑھی۔ چنانچہ وہ شخص جب واپس حضرت اویس کے پاس پہنچا تو ان سے دعائے مغفرت کی درخواست کی حضرت اویس نے اس سے کہا کہ تم بھی میرے لئے دعاء مغفرت کرو کیونکہ تم نیک سفر سے واپس آئے ہو، اس شخص نے پھر کہا کہ آپ میرے لئے دعا مغفرت کیجئے اور اس کے ساتھ اس نے حضرت عمر کی روایت کردہ حدیث ان کے سامنے پڑھی، تب حضرت اویس نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی، اس کے بعد جب لوگوں کو حضرت اویس کا مقام معلوم ہوا اور ان کی حقیقت حال کا چرچا ہوا تو وہاں سے چلے گئے۔

ایک اور روایت میں یوں ہے، اسیر بن جابر نے بیان کیا کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہمارے سامنے احادیث بیان کرتے تھے، جب وہ حدیثیں بیان کر کے فارغ ہوتے تو لوگ منتشر ہو جاتے تھے مگر چند آدمی اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے اور ان میں ایک

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ایسا شخص بھی تھا جو بڑی عجیب وغریب باتیں کرتا تھا ویسی باتیں مجھ کو کسی زبان سے سننے کا موقع نہیں ملا تھا، چنانچہ میں اس کے پاس بھی جا کر بیٹھ جایا کرتا تھا، ایک دن میں نے اس شخص کو اس کی جگہ پر نہیں پایا تو اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کو بھی جانتا ہے جو یہاں ہمارے پاس بیٹھا کرتا تھا اور بڑی عجیب وغریب باتیں کرتا تھا، ایک شخص بولا کہ ہاں میں اس آدمی کو جانتا ہوں، وہ اویس قرنی ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم ان کی قیام گاہ کو جانتے ہو! وہ بولا کہ ہاں جانتا ہوں چنانچہ میں اس شخص کے ساتھ ہولیا اور اویس قرنی کے حجرہ پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ باہر نکلے تو میں نے پوچھا کہ میرے بھائی! ہمارے درمیان موجود رہنے سے کس چیز نے تمہیں باز رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا عریانیت نے، یعنی میرے پاس اتنے کپڑے نہیں ہیں جس سے اپنے جسم اور ستر کو پوری طرح چھپائے رکھوں اور اسی وجہ سے تم لوگوں کے درمیان آنے سے بچ رہا ہوں، یہ حقیقت ہے کہ ان کے ہم وطن اور ان کے اردگرد کے لوگ ان کی خستہ حالی کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کو ستانے سے بھی باز نہیں رہتے تھے۔ بہرحال میں نے اپنی چادر ان کو پیش کی اور کہا کہ لیجئے یہ چادر اوڑھ لیجئے، انہوں نے کہا کہ نہیں تم یہ چادر مجھ کو مت دو اور جب لوگ میرے جسم پر اس چادر کو دیکھیں گے تو میرا مذاق اڑائیں گے اور مجھ کو ستائیں گے تاہم میں نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے وہ چادر لے کر اوڑھ لی اور پھر اپنے حجرہ سے نکل کر لوگوں کے درمیان باہر آئے، لوگوں نے ان کو چادر میں دیکھا تو کہنا شروع کیا کہ میاں کس کو دھوکہ دے دیا، کس سے یہ چادر ہتھیالی ہے۔ حضرت اویس نے یہ سن کر مجھ سے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو، لوگ کیا کہہ رہے ہیں اسی خوف سے میں چادر نہیں لے رہا تھا، میں نے ان لوگوں کو ڈانٹا کہ آخر تم اس درویش سے کیا چاہتے ہو، کاہے کو اس کو ستا رہے ہو یہ بھی ایک انسان ہے جو کبھی بے لباس رہنے پر مجبور ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو لباس میں نظر آنے لگتا ہے، غرضیکہ میں نے ان لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر ہٹا دیا، پھر ایسا اتفاق ہوا کہ کچھ دنوں بعد کوفہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

سے چند لوگ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں ایک وہ شخص بھی تھا جو حضرت اویس قرنی کا مذاق اڑایا کرتا تھا، حضرت عمر نے دوران گفتگو ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کا تعلق قرن سے ہو ان لوگوں نے اس شخص کو آگے کر دیا جو حضرت اویس قرنی کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر نے پہلے تو اس کے سامنے وہ حدیث پڑھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس کی شان میں فرمائی تھی اور پھر اس شخص سے بولے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ یمنی شخص (یعنی حضرت اویس قرنی) کوفہ میں تم لوگوں کے ہاں پہنچا ہوا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ہمارے تو ایسا شخص کوئی نہیں ہے اور نہ ہم کو کسی ایسے شخص کو پہچانتے ہیں، حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں ہوگا لیکن وہ شخص تمہارے ہی ہاں ہے اور پھر اس کی علامت بتلائی کہ وہ اس طرح خراب وخستہ حال ہے تب اس شخص نے کہا کہ ہاں ایک شخص ہمارے ہاں ہے، اس کا نام اویس ہے اور ہم اس کا مذاق بھی اڑایا کرتے ہیں حضرت عمر نے اس شخص سے فرمایا ،اب تو کوفہ جاؤ تو اس شخص سے ضرور ملنا (اور اپنی گستاخیوں و بے ادبیوں کی معافی چاہ کر اس سے دعائے مغفرت کی درخواست کرنا) اگرچہ مجھ کو شبہ ہے کہ اب تم اس کو نہیں پاؤ گے یا نہیں، بہر حال وہ شخص کوفہ روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر اپنے گھر والوں کے پاس بعد میں گیا، پہلے حضرت اویس قرنی کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت اویس نے اس شخص کو دیکھا تو بولے میرے تئیں تمہارے رویہ میں یہ تبدیلی کیسی؟ اس شخص نے کہا میں نے آپ کی تعریف امیر المؤمنین سے سنی ہے آپ کے بارے میں انہوں نے مجھ کو سب کچھ بتا دیا ہے للہ! آپ مجھے معاف فرمادیجئے، مذاق اڑانے گستاخی کرنے والے اور بے ادبی کے ساتھ پیش آنے کی صورت میں میں نے آپ کے ساتھ جو کچھ بھی کیا ہے اس سے درگزر فرمائیے، اور میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ حضرت اویس قرنی نے اس سے کہا کہ میں تمہارے لئے دعائے مغفرت کئے دیتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ تم نے میرے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر سے جو کچھ سنا ہے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کروگے، اس کے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بعد انہوں نے دعائے مغفرت کی۔

اسیر ابن جابر جو اس کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت اویس کا مقام کوفہ والوں کو معلوم ہوا۔

ایک اور روایت میں حضرت یحییٰ بن سعید المسیب سے اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے بیان کیا، ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم تے مجھ کو آواز دی کہ اے عمر! میں بولا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، جو حکم ہو بجالانے کو تیار ہوں، حضرت عمر کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھ کو آواز دی تو میں نے گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے مجھ کو کہیں بھیجیں گے، لیکن پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یوں فرمایا، اے عمر! میری امت میں ایک شخص جس کو اویس کہا جائے گا، اس کے بدن کو ایک بلا یعنی برص کی بیماری لاحق ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی اس بیماری کو دور کر دے گا مگر اس کا کچھ داغ اس کے پہلو پر باقی رہ جائے گا تم اس کو دیکھو گے تو تمہیں عزوجل یاد آ جائے گا۔ جب تم اس سے ملنا تو اس کو میرا اسلام پہنچانا اور اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرنا کیونکہ وہ اپنے پروردگار کے ہاں ایسا معزز اور ایسا بزرگ ہے کہ اگر اللہ کے بھروسہ پر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کرے وہ اللہ تعالیٰ سے اتنے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا جتنے ربیعہ اور مضر جیسے کثیر القوم قبیلوں میں بھی افراد نہیں ہیں حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ یہ ارشاد رسالت سننے کے بعد میں نے اس شخص کی تلاش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کی مگر اس شخص کو نہیں پا سکا، پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں بھی اس شخص کی ٹوہ میں رہا، مگر اس تک نہیں پہنچ سکا اور پھر جب میرا عہد امارت و خلافت آیا تو میں اور زیادہ تلاش و جستجو میں لگ گیا یہاں تک کہ مختلف شہروں اور علاقوں سے جو بھی قافلے آتے تو میں ہر ایک سے یہی سوال کرتا کہ کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کا نام اویس ہو، قبیلہ مراد سے تعلق رکھتا ہو اور

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

قرن کا ہو، اسی تلاش وجستجو کے دوران قرن سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ جس شخص کو پوچھتے ہیں وہ میرے چچا کا بیٹا ہے لیکن وہ تو نہایت خستہ حال کم رتبہ اور بے حیثیت شخص ہے، بھلا وہ اس درجہ کا کب ہے کہ آپ جیسی ہستی عظیم اس کا حال دریافت کرے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ مجھ کو ایسا لگ رہا ہے کہ تو اس آدمی کی شان میں ایسے حقارت آمیز الفاظ استعمال کر کے ان لوگوں میں سے ہے جو اس کے تئیں گستاخانہ رویہ اختیار کرنے کے سبب ہلاکت میں پڑنے والے ہیں۔ میں اس شخص سے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک اونٹ آتا دکھائی دیا جس پر ایک بوسیدہ پالان بندھا ہوا تھا اور اس پالان میں ایک ایسا شخص بیٹھا ہوا تھا جس نے پھٹے پرانے کپڑوں سے اپنے جسم کا کچھ حصہ ڈھک رکھا تھا، اس کو دیکھتے ہی میرے دل میں آیا کہ یہی شخص اویس ہے، پھر میں اس کی طرف لپکا اور اس سے پوچھا بندۂ خدا! کیا تم ہی اویس قرنی ہو؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں! میں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے تھا، وہ شخص بولا، علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام وعلیک یا امیر المؤمنین، اس کے بعد میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ اس کے بعد میرا معمول ہو گیا کہ ہر سال حج کے موقع پر اویس سے ملاقات کرتا، اپنے احوال و اسرار ان سے بیان کرتا اور وہ اپنے حال و اسرار مجھ سے بیان کرتے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت حسن بصری نے بیان کیا، جب حج کے دنوں میں قرن کے لوگ آئے تو امیر المؤمنین عمر نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے ہاں کوئی شخص اویس نامی ہے، ان میں سے ایک شخص بولا کہ امیر المؤمنین، بھلا اس شخص سے آپ کو کیا واسطہ؟ وہ تو ایک ایسا شخص ہے جو کھنڈرات میں پڑا رہتا ہے اور لوگوں کے درمیان آنے جانے سے اجتناب کرتا ہے، حضرت عمر نے فرمایا، جب تو واپس جاؤ تو اس کو میرا اسلام پہنچانا اور اس سے کہنا کہ مجھ سے ملاقات کرے، اس شخص نے واپس جا

حضرت عمر کا پیغام پہنچا دیا اور حضرت اویس امیر المؤمنین! حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عمر نے ان سے پوچھا اویس تم ہی ہو؟ وہ بولے، ہاں، اے امیر المؤمنین! حضرت عمر نے پوچھا، کیا تمہارے بدن پر سفیدی تھی اور تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سفیدی کو تمہارے بدن سے دور کر دیا تھا اور پھر تم نے یہ دعا کی تھی کہ اس سفیدی کا کچھ نشان باقی رہے؟ اویس بولے ہاں، لیکن اے امیر المؤمنین یہ سب کچھ آپ کو کس نے بتایا؟ حضرت عمر نے کہا، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اور مجھ کو حکم دیا تھا کہ میں تم سے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کروں، چنانچہ حضرت اویس نے حضرت عمر کے لئے مغفرت کی دعا کی اور پھر بولے کہ اے امیر المؤمنین! آپ سے بس اتنا چاہتا ہوں کہ آپ میری شخصیت اور میرے احوال کو پوشیدہ رکھیں، اور مجھ کو یہاں سے واپس جانے کی اجازت عطا فرمائیں، چنانچہ حضرت اویس نے ہمیشہ اپنے آپ کو چھپائے رکھا تا آنکہ جنگ نہاوند میں شہید ہوئے۔

ایک روایت میں سعید بن میسّب نے اس طرح بیان کیا کہ (ایک سال حج کے موقع پر) امیر المؤمنین حضرت عمر نے منیٰ میں منبر پر کھڑے ہوئے آواز دی، اے اہل قرن! معمر قرنی لوگ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے، ہم حاضر ہیں اے امیر المؤمنین! کیا حکم ہے امیر المؤمنین عمر نے پوچھا، کیا قرن میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟ ان میں سے ایک معمر شخص نے جواب دیا، ہم لوگوں کے درمیان رہنے والا کوئی شخص اس نام کا نہیں ہے، ہاں ایک دیوانہ صفت کا نام اویس ضرور ہے جو جنگلوں میں رہتا ہے نہ کوئی اس کے ساتھ الفت و موانست رکھتا ہے اور نہ خود وہ کسی کے ساتھ صحبت و اختلاط کا روادار ہے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا، بس وہی شخص میرا مطلوب ہے، جب تم قرن واپس جاؤ تو اس شخص کو تلاش کر کے میرا سلام اس کو پہنچا دینا اور کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے تئیں خوشخبری دی ہے اور مجھ کو حکم دیا تھا کہ میں

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

تم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچاؤں، چنانچہ جب وہ لوگ قرن پہنچے تو اویس کو تلاش کیا وہ ریگستانوں میں پڑے ہوئے پائے گئے، ان لوگوں نے ان کو حضرت عمر کا سلام اور ان کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا دیا، حضرت اویس بولے، امیر المؤمنین نے تو میرا چرچا کر دیا اور میرا نام کو شہرت دے دی۔ اسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اور یہ کہہ کر لق ودق جنگل میں جا گھسے اور مدتوں کسی نے ان کا نام ونشان نہیں پایا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد خلافت میں پھر نمودار ہوئے اور ان کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔

صعصہ بن معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے بیان کیا اہل کوفہ کا کوئی بھی قافلہ جب حضرت عمر فاروق کے پاس آتا تو وہ اس سے پوچھتے کہ کیا لوگ اویس بن عامر قرنی کو جانتے ہو، اہل قافلہ جواب دیتے! ہم میں سے کوئی اس نام کے شخص کو نہیں جانتا اور حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت اویس کوفہ کی ایک مسجد میں پڑے رہتے تھے وہاں سے نہ باہر نکلتے تھے اور نہ کسی سے کچھ تعارف رکھتے تھے، ان کا ایک چچازاد بھائی تھا جو ان کو ستایا کرتا تھا۔ اتفاق کی بات کہ کوفہ کے ایک قافلہ میں وہ بھی شریک ہو کر ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کے ہاں پہنچا تو حضرت عمر فاروق نے حسب معمول اہل قافلہ سے سوال کیا! کیا تم لوگ حضرت اویس بن عامر قرنی کو جانتے ہو؟ یہ سوال سن کر حضرت اویس کا وہی چچازاد بھائی اپنی جگہ سے اٹھا اور بولا کہ یا امیر المؤمنین! اویس اس درجہ کا آدمی نہیں ہے کہ آپ اس کے بارے میں پوچھیں اور اس کا تعارف حاصل کریں، وہ تو نہایت کمتر اور بے حیثیت انسان ہے اگرچہ وہ میرا چچازاد بھائی ہے حضرت عمر نے اس شخص کی زبان سے یہ تحقیری کلمات سنے تو فرمایا، تجھ پر افسوس، تو نے اویس کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کر کے اپنی ہلاکت مول لے لی ہے پھر حضرت عمر نے وہ حدیث پڑھی جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اویس کی شان میں سنی تھی، اس کے بعد حضرت عمر نے اس شخص سے فرمایا کہ جب تم واپس پہنچو تو

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اویس کو میرا سلام کہنا، اس واقعہ کے بعد حضرت اویس کی شخصیت مشہور ہوگئی لیکن وہ عام نظروں سے پوشیدہ ہوگئے۔

اس سلسلہ میں ایک روایت حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے، انہوں نے بیان کیا کہ پہلے تو دس سال تک حضرت عمر فاروق نے اویس قرنی کے بارے میں کوئی تلاش وجستجو نہیں کی، پھر انہوں نے ایک سال حج کے دوران اہل یمن کو آواز دے کر کہا کہ تم میں جو لوگ قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے ہوں وہ کھڑے ہوجائیں چنانچہ قبیلہ مراد کے لوگ کھڑے ہوگئے اور باقی لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہے، حضرت عمر نے ان (قبیلہ مراد کے لوگوں) سے پوچھا! کیا تم میں کوئی شخص اویس نام کا ہے؟ یہ سن کر ایک شخص بولا کہ اے امیر المؤمنین! ہمیں نہیں معلوم آپ کس اویس کو پوچھ رہے ہیں، ہاں میرا ایک بھتیجا ہے جس کو لوگ اویس اویس کہہ کر پکارتے ہیں اور وہ اس درجہ کا پست و بے حیثیت انسان ہے کہ آپ جیسی ہستی کو اس سے کیا سروکار ہوگا۔ حضرت عمر نے پوچھا کیا وہ حدود حرم میں موجود ہے؟ اس نے کہا ہاں، میدان عرفات سے متصل اراک جھاڑیوں میں لوگوں کے اونٹ چرا رہا ہے (گویا حضرت اویس اپنی شخصیت چھپانے کے لئے لوگوں کے اونٹ چرا رہے تھے تاکہ ایک چرواہے سے زیادہ کوئی اہمیت ان کو نہ دی جائے) حضرت عمر نے یہ سنا تو حضرت علی کو اپنے ساتھ لیا اور دونوں ایک گدھے پر سوار ہوکر اراک کی طرف روانہ ہوگئے، وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اویس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنی نظریں سجدہ گاہ پر گاڑے ہوئے ہیں ان کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت عمر اور حضرت علی نے آپس میں کہا کہ جس شخص کی تلاش میں ہم لوگ ہیں ہو نہ ہو یہ وہی شخص ہے، حضرت اویس کے کانوں میں جب ان دونوں کی آہٹ پڑی تو انہوں نے نماز کو مختصر کر دیا اور فارغ ہوکر ان کی طرف متوجہ ہوئے ان دونوں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے دونوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا، علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر حضرت عمر اور حضرت علی مرتضیٰ نے پوچھا، برادرم! تمہارا نام کیا ہے اللہ کی رحمت وسلامتی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

نازل ہو تم پر! اویس بولے میں عبداللہ ہوں سیدنا علی المرتضیٰ نے کہا، ہمیں معلوم ہے، آسمانوں میں اور زمین پر جو بھی متنفس ہے، وہ عبداللہ ہے۔ میں تم کو پروردگار کعبہ اور پروردگار حرم کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، تمہارا وہ نام کیا ہے جو تمہاری ماں نے رکھا ہے۔ حضرت اویس نے کہا تم لوگ مجھ سے آخر چاہتے کیا ہو، میرا نام اویس بن مراد ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی نے کہا، ذرا اپنا بایاں پہلو کھول کر دکھاؤ، حضرت اویس نے اپنا بایاں پہلو کھول دیا، ان دونوں نے دیکھا کہ اس جگہ ایک درہم کے بقدر سفیدی کا نشان موجود ہے۔ دونوں تیزی کے ساتھ اویس کی طرف لپکے تاکہ اس نشان کو بوسہ دیں اور بولے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام تمہیں پہنچائیں اور یہ کہ تم سے اپنے لئے دعاء مغفرت کی درخواست کریں۔ حضرت اویس نے کہا، میں تو مشرق و مغرب کے ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے دعا گو ہوں۔ ان دونوں نے فرمایا، ہم خاص طور پر اپنے لئے دعائے مغفرت کے طلب گار ہیں۔ چنانچہ حضرت اویس نے بالخصوص ان دونوں کے لئے اور بالعموم تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کی، اس کے بعد حضرت عمر نے فرمایا، میں اپنی جیب خاص سے یا (بیت المال کے) اپنے عطیہ سے تمہیں کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں حضرت اویس بولے یہ پھٹے پرانے کپڑے میرے پاس ہیں میری دونوں پاپوشیں گانٹھ دی گئی ہیں، چار درہم بھی میرے پاس ہیں جب یہ اثاثہ ختم ہو جائے گا تو آپ کا عطیہ قبول کر لوں گا اور انسان کی بات تو یہ ہے کہ جو کوئی ہفتہ بھر کے لئے آرزو کرتا ہے اس کی آرزو مہینہ بھر تک کے لئے دراز ہو جاتی ہے اور جو کوئی مہینہ بھر کے لئے آرزو کرتا ہے اس کی آرزو سال بھر تک کے لئے دراز ہو جاتی ہے (یعنی انسان اگر قناعت کا دامن چھوڑ دے تو پھر اس کی آرزوئیں اور حرصیں بڑھتی چلی جاتی ہیں) اس کے بعد حضرت اویس نے اونٹوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کیا اور خود وہاں سے ایسے روپوش ہوئے کہ پھر کبھی نہیں دیکھے گئے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں کی حیثیت سے حق

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کی جنت ماں کے قدموں تلے قرار دے کر ماں کو معاشرے کا سب سے زیادہ مکرم ومحترم مقام عطا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ، عرض کی کہ پھر کون ہے فرمایا کہ تمہاری والدہ، عرض کی کہ پھر کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ ہے، عرض کی کہ پھر کون ہے؟ فرمایا کہ تمہارا والد ہے۔

(بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب من أحق الناس، 5، 2227، رقم، 2.5626 مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ)

ماں باپ کی خدمت نہ کر کے محروم رہنے کا بیان

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر لانے کا حکم دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا، آمین! پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا، آمین! پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا، آمین! خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے تو صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات سنی جو اس سے پہلے نہیں سنی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس نے رمضان کا پورا مہینہ پایا اور وہ اپنے گناہ نہ بخشوا سکا۔ میں نے جواب میں کہا، آمین۔ پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا، ہلاکت ہو اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے اور وہ درود شریف نہ پڑھے۔ میں نے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

جواب میں کہا، آمین۔ پھر جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا، ہلاکت ہو اس آدمی کے لئے جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچے اور وہ انکی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔ میں نے جواب میں کہا، آمین۔ (حاکم)

حضرت اسماعیل اور والدہ کی شفقت

اب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت با سعادت ہوتی ہے۔ اس سے گھر میں خوشی و مسرت کے شادیانے بج اٹھتے ہیں۔ حضرت خلیل علیہ السلام بچے کی ولادت پر اپنی جگہ شاداں و فرحاں ہیں جبکہ حضرت ہاجرہ اپنی جگہ مسرور ہیں۔ اس موقع پر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام پر ایک بڑی کٹھن اور مشکل آزمائش آن پڑی۔ حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اے میرے خلیل اس دودھ پیتے بچے کو اور اس کی ماں کو بواد غیر ذی زرع میں چھوڑ آؤ۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے سرمو انحراف نہ کیا۔ اونٹنی پر سوار ہوئے بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لیا اور اس جگہ کی تلاش میں چل نکلے۔ جب صحرا میں پہنچے تو دیکھا کہ یہاں نہ تو کوئی انسان ہے نہ پانی اور نہ ہی کوئی سایہ دار درخت ہے سمجھ گئے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے بیوی اور بچے کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت خلیل علیہ السلام بیٹے کو حضرت ہاجرہ کی گود میں بٹھا کر پاس تھوڑی سی کھجوریں اور پانی کا مشکیزہ رکھ کر واپس پلٹے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی۔ اے اللہ کے خلیل ہمیں اس بے آب و گیاہ اور ویران صحرا میں تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں یہاں ہمارا کوئی مونس و غم خوار نہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس طرف توجہ ہی نہ دی۔

حضرت ہاجرہ کے بار بار کہنے پر جب خلیل علیہ السلام نے التفات نہ فرمایا تو حضرت ہاجرہ فرماتی ہیں، (اللہ امرک بھذا؟) کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں مجھے اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ہاجرہ کے دل کو تسلی ہو گئی اور فرمانے لگیں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

((اذن لا یضیعنا)) آپ تشریف لے جائیں اللہ ہمیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ہاجرہ واپس آئیں اور اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گود میں لے کر اس سنسان وادی اور ہو کے عالم میں اللہ تعالیٰ پر متوکل ہو کر بیٹھ گئیں۔

ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ثنیہ کے پاس پہنچے گے جہاں آپ اپنے بیٹے اور بیوی کی آنکھوں سے اوجھل ہوں گے تو بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا کی **ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم،**

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہی کی برکت ہے کہ مکہ مکرمہ میں پھلوں کے باغات نہ ہونے کے باوجود وہاں دنیا کا ہر پھل میسر ہے۔ ابراہیم علیہ السلام یہ دعا کر کے چل دیئے۔ ادھر حضرت ہاجرہ بچے کے ساتھ وقت گزارنے لگیں۔ تھوڑی سی کھجوریں اور پانی چند روز میں ختم ہو گیا۔ کھانے اور پینے کو کچھ پاس نہیں خود بھی بھوکی پیاسی ہیں اور بچہ بھی بھوک اور پیاس سے بلک رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نبی زادے کا پھول سا چہرہ مرجانے لگا۔

کسی انسان کا ادھر سے گزر نہیں پانی کا میلوں تک نشان نہیں ہے۔ آخر ماں سے ننھی سی جان کا یہ حال دیکھا نہ گیا تو وہ پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر اطراف میں نظر دوڑاتی ہیں کہ کوئی انسان آتا جاتا نظر آ جائے۔ لیکن کوئی نظر نہیں آتا اور مایوس واپس آتی ہیں۔ وادی میں پہنچ کر دامن اٹھا کر دوڑتی ہوئی مروہ پہاڑی کی طرف جاتی ہیں وہاں سے مایوس ہو کر واپس صفا پہاڑی پر چڑھ جاتی ہیں۔ سات مرتبہ ایسا ہی کرتی ہیں۔ ہر بار بچے کو دیکھ بھی جاتی ہیں کہ کوئی درندہ حضرت اسماعیل کو نقصان نہ پہنچائے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا صفا اور مروہ کی سعی حاجی جو کرتے ہیں اس کی ابتداء یہی ہے (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص 203)

بچے کی حالت لحہ بہ لحہ بگڑتی جا رہی ہے ساتویں بار ماں کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھتا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ہے۔ اللہ اگر بچہ دینا ہی تھا تو میری آنکھوں کے سامنے یوں تو نہ تڑپا کوئی ماں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ اب واپس آ کر دیکھا تو بچے کے پیروں تلے سے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ حضرت ہاجرہ نے جلدی جلدی مشک بھری پھر اس خیال سے کہ پانی ادھر ادھر نہ پھیل جائے پانی کے گرد بند باندھنے لگیں اور بے اختیار زبان سے کہا زم زم رک جا رک جا۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ پر اگر وہ پانی کو بہنے دیتی تو آج وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

حضرت ہاجرہ نے چشمہ سے پانی خود بھی پیا اور بچہ کو بھی پلایا اس طرح زندہ رہنے کا سامان مہیا ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد قریب سے بنو جرہم کا قافلہ کداء کے راستے سے گزرا۔ انہوں نے پرندے کو گھومتے دیکھا تو کہنے لگے یہ پرندے یقیناً پانی پر گھوم رہے ہیں۔ اب ان لوگوں نے پانی کا پتہ لگانے کے لئے آدمی بھیجا اس نے دیکھا کہ چشمہ کے قریب ایک عورت اور اس کا بچہ ہے۔ اس نے آ کر قافلے والوں کو بتایا۔ قافلے والے حضرت ہاجرہ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ اجازت دیں تو ہم یہ پانی استعمال کر لیں۔ حضرت ہاجرہ فرمانے لگیں پانی جس طرح چاہے استعمال کرو مگر پانی پر قبضہ میرا ہی ہوگا۔ قافلے والوں نے کہا ٹھیک ہے اب وہ حرم کے پاس آباد ہو گئے اس طرح شہر مکہ آباد ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص 203)

حضرت بابا فرید اور ان کی والدہ

عظیم صوفی بزرگ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ برصغیر میں چشتیہ سلسلے کے عظیم صوفی بزرگ ہیں۔ آپ کے والد کمال الدین سلیمان ساتویں واسطے سے فرخ شاہ بادشاہ کابل کے فرزند اور بیسویں واسطے سے جناب عمر فاروق کی اولاد سے تھے۔

وجہ تسمیہ۔ ماں انسان کے لیئے درس گاہ اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ دنیا میں جتنے مشاہیر و برگزیدہ انسان گذرے ہیں اگر ان کی زندگی کے ابتدائی حالات کا مطالعہ کیا

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

جائے تو معلوم ہوگا کہ ان سب کی شخصیت کو بنانے اور ان کا مستقبل سنوارنے اور سورج کی طرح روشن کرنے میں سب سے پہلے ان کی ماؤوں نے ہی جدو جہد کا آغاز کیا۔ جناب فرید الدین کی والدہ محترمہ بھی انہی میں سے ایک تھیں۔ جن کی تربیت سے ان کے بچے شہرت کے آسمان کے چاند، ستارے اور سورج بن کے چمکے۔

جناب فرید الدین کی والدہ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتیں اور فرماتیں جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کو مصلے کے نیچے سے شکر کی پڑیا ملتی ہے۔ اس ترکیب کا اثر یہ ہوا کہ جناب فرید الدین بچپن ہی سے نماز کے سخت پابند ہو گئے اور کبھی نماز قضا نہ کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے آگے چل کر آپ نے گنج شکر کے نام سے شہرت پائی۔

ماں کی بد دعا کے اثرات

آج بچیوں کو تربیت کا پتہ نہیں ہوتا کئی تو ایسی ہوتی ہیں بچاری کہ چھوٹے سے بچے سے اگر غلطی ہوئی یا بچے نے رونا شروع کر دیا تو غصے میں آ کر اب اس کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا کہہ رہی ہیں کبھی اپنے آپ کو کوسنا شروع کر دیتی ہیں میں مر جاتی تو اچھا تھا کبھی بچے کو بد دعائیں دینا شروع کر دیتی ہیں یاد رکھنا کہ بچے کو کبھی بد دعا نہ دینا کوئی زندگی میں ایسا وقت نہ آئے کہ غصے میں آ کے بد دعائیں دینے لگ جانا ایسا کبھی نہ کرنا۔ اللہ پاک کے ہاں ماں کا جو مقام ہوتا ہے۔ ماں کے دل اور زبان سے جو دعا نکلتی ہے وہ سیدھی اوپر جاتی ہے عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں تو دعا اللہ کے یہاں پیش کر دی جاتی ہے، اور قبول کر دی جاتی ہے۔ مگر شیطان بڑا مردود ہے وہ ماں کے ذہن میں یہ ڈالتا ہے کہ میں گالی تو دیتی ہوں مگر میرے دل میں نہیں ہوتی۔ یہ شیطان کا بڑا پھندا ہے۔ حقیقت میں تو یہ بد دعا کے الفاظ کہلواتا ہے اور ماں کو تسلی دیتا ہے کہ تو نے کہا تو تھا کہ مر جاؤ مگر تمہارے دل میں نہیں تھا۔ کبھی بھی شیطان کے دھوکے میں نہ آنا۔ بچے کو بد دعا نہ کرنا۔ کئی مائیں بچوں کو بد دعائیں دے کر ان کی عاقبت خراب کر دیتی ہیں۔ اپنی زندگی برباد کر دیتی ہیں۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ماں کی بددعا کا اثر

ایک عورت کو اللہ نے بیٹا دیا مگر غصے میں قابو نہیں پا سکتی تھی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچوں کو کوسنے لگ جاتی ایک دفعہ بچے نے کوئی بات ایسی کر دی غصہ آیا اور کہنے لگی۔ کہ تو مرجاتا تو اچھا تھا۔ اب ماں نے جو الفاظ کہہ دیئے اللہ نے اس کی دعا کو قبول کر لیا مگر بچے کو اس وقت موت نہیں دی بلکہ اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے نیک بنایا۔ اچھا بنایا لائق بنایا۔ وہ بچہ بڑا ہوا عین بھرپور جوانی کا وقت تھا یہ نیک بن گیا لوگوں میں عزت ہوئی لوگ نام لیتے کہ بیٹا ہو تو فلاں جیسا ہو۔ پھر اللہ نے اس کو بخت دیئے کاروبار بھی اچھا ہو گیا تھا لوگوں میں اس کی عزت تھی۔ تذکرے اور چرچے تھے۔ اب ماں نے اس کی شادی کا پروگرام بنا یا۔ خوبصورت لڑکی کو ڈھونڈا۔ شادی کی تیاریاں کیں جب شادی میں چند دن باقی تھے۔ اس وقت اللہ نے اس بیٹے کو موت عطا کر دی۔ اب ماں رونے بیٹھ گئی۔ میرا تو جوان بیٹا رخصت ہو گیا رو رو کر حال خراب ہو گئے۔ کسی اللہ والے کو اللہ نے خواب میں بتایا ہم نے اس کی دعا کو ہی قبول کیا تھا جس نے بچپن میں کہا تھا کہ تو مرجاتا تو اچھا تھا۔ ہم نے نعمت اس وقت واپس نہیں لی۔ ہم نے اس نعمت کو بھرپور بننے دیا۔ جب عین شباب کے عالم میں جوانی کے عالم میں یہ پہنچا نعمت پک کر تیار ہو گئی ہم نے اس وقت پھل توڑا تا کہ ماں کو سمجھ لگ جائے کہ اس نے کس نعمت کی ناقدری کی۔ اب سوچیے اپنی بددعا اپنے سامنے آتی ہیں۔ یہ قصور کس کا ہوا اولاد کا ہوا یا ماں باپ کا ہوا یہ ایک عبرت اور نصیحت پکڑنے کا ایک نمونہ ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا

بی بی مریم علیہا السلام کے لئے اس کی ماں نے کتنی دعائیں کیں۔ اور پھر یہ دعائیں کرتی رہیں یہی نہیں کہ بچے کی پیدائش ہو گئی تو دعائیں بند کر دیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ یہ اس کے بعد بھی دو دعائیں کرتی رہیں۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطٰن الرجیم ۔ (ال عمران)

اے اللہ میں نے اپنی بیٹی کو اور اس کی آنے والی ذریت کو شیطان رجیم کے خلاف آپ کی پناہ میں دیا۔ گویا بچی چھوٹی ہے مگر ماں کی محبت دیکھیے۔ فقط اس بچے کے لئے ہی دعائیں نہیں مانگ رہی اس کی آنے والی نسلوں کے لئے بھی دعا مانگ رہی ہے۔ اللہ رب العزت کو ماں کی یہ بات اتنی پسند آئی۔ فرمایا،

فتقبلھا ربھا بقبول حسن و انبتھا نبا تا حسنا (ال عمران)

اللہ رب العزت نے پھر اس بچی کو قبول فرما لیا اور پھر اس کی تربیت فرمائی تو یہ ماں کی دعا تھی اور مربی تو حقیقت میں اللہ رب العزت ہے۔ تو ماں کی دعاؤں کو قبولیت حاصل ہے۔ بچوں کی جسمانی نشوونما اور اخلاقی اور روحانی تربیت یہ والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جو والدین اس ذمہ داری کو احسن انداز میں پورا کرتے ہیں ان کی اولاد دنیا میں ان کے لئے راحت و آرام کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں ترقی درجات کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں باپ کا نافرمان دیدار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) تین قسم کے لوگ میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے ان میں سے ایک والدین کا نافرمان، دوسرا میری سنت کا تارک اور تیسرا جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔

حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور اکرم سے پوچھا والدین کا ان کے بیٹے پر کیا حق ہے؟ حضور اکرم نے فرمایا تیرے والدین تیرے لئے جنت ہیں یا دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)

یعنی والدین کی اطاعت اور خوشنودی بیٹے کو جنت میں لے جاتی ہے اور والدین کی نافرمانی و دلآزاری بیٹے کے لئے دوزخ کا سبب بن سکتی ہے۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

والدین کے سامنے اعمال پیش ہونے کا بیان

حضرت عبدالعزیز کے والد بیان کرتے ہیں کہ پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن انبیاء اور والدین کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، وہ ان کی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے خوشی سے چمک اٹھتے ہیں، پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مرنے والوں کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ (کنز العمال)

سنگدل ماں یا بے حس معاشرہ؟

ماں اس دنیا میں سب سے انمول رشتہ ہے اور یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ دنیا میں سب سے پرخلوص اور محبت کرنے والی ہستی صرف ماں ہی ہے۔ اپنے بچے کو نو ماہ اپنی کوکھ میں رکھتی ہے اس کو جنم دیتی ہے دنیا کی سرد و گرم ہوا سے اس کو محفوظ رکھتی ہے۔ اگر کبھی اولاد کی جان پر بن جائے تو اس کی خاطر جان دینے سے دریغ بھی نہیں کرتی۔

لیکن لاہور جوہر ٹاؤن کی بسمہ کیسی ماں ہے کیا وہ اس دنیا کی مخلوق نہیں؟ کیا اس کے سینے میں ماں کا دل نہیں؟ کیا اس کے دل میں خدا کا خوف نہیں؟ یا وہ ایک اچھی ماں نہیں؟ آخر کیوں؟ اس نے اپنے دو معصوم بچوں کو اپنے ہی ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کیا دو سالہ مناہل اور آٹھ ماہ کے یوسف نے ایسا کون سا گناہ کر دیا جس کی سزا ان کو اس قدر بھیانک ملی اور وہ اس دنیا کو بنا دیکھے ہی سفر آخرت کے روانہ ہو گئے۔ وہ بھی کیا لمحات ہوں گے جب بسمہ نے ان دونوں کو موت کی وادی میں پہنچایا ہوگا تو عرش و فرش کانپ گئے ہوں گے۔ معصوم مناہل نے نا تو کوئی ضد کی نا ہی کوئی فرمائش۔

پھر بھی ماں نے اس کو پانی میں کیوں ڈبو دیا وہ کچھ دیر تک تو مناہل یہ سمجھتی رہی ہو کہ وہ اور ماں پانی میں کھیل کھیلیں گے لیکن جب سانس رکنے لگا ہوگا تو التجا کرتی رہی ہوگی کہ ماں مجھے پانی سے باہر نکالو سانس لینا دشوار ہے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماما، امی، ماں اور پر اس کی سانسوں کی ڈوری جلد ہی ٹوٹ گئی ہوگی۔ یوسف تو شیر خوار تھا یا تو ہنستا ہوگا یہ رو رو کر دودھ مانگتا ہوگا، جب ماں نے اس کو تکیہ رکھ کر مارا ہوگا تو اس کو تو رونے کا بھی موقع نہیں ملا ہوگا اور وہ واپس جنت سدھار گیا ہوگا جہاں سے وہ آیا تھا۔

زمانہ کہہ رہا ہے بسمہ کو پھانسی دو ظالم ماں ہے۔ سفاک عورت ہے اس کو کبھی معافی نہیں ملنی چاہیے یہ دو معصوم پھولوں کی قاتل ہے یہ ۔۔۔ پاگل ہے لیکن ایسا نہیں ہے بسمہ کا دل میں بھی مامتا ہے وہ بھی ماں کا دل رکھتی ہے جو آپ کی میری ماں کے پاس ہے بس بسمہ کے پاس اناج کے چند دانے نہیں تھے جن سے وہ اپنے بچوں کا پیٹ بھرتی۔
بچے تین دن سے بھوکے تھے ماں سے صرف کھانا مانگ رہے تھے انہوں نے نا کھلونے مانگے تھے نا چاکلیٹ نا ہی مہنگے کپڑے اتنا شعور ہی کہاں تھا ان معصوم بچوں میں بس تین دن سے بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے اور کھانا مانگ رہے تھے۔ شوہر نشہ کرتا ہے بیروزگار ہے اور بسمہ کو بدکاری پر اکساتا، تو بسمہ گھریلو خاتون سفید پوشی کے بھرم میں کس کے آگے ہاتھ پھیلاتی۔ محلہ دار ویسے ہی کنارہ کش اور رشتہ داروں کی بے اعتنائی کیا کرتی بسمہ کیا بچوں کو لے کر بھیک مانگتی یا ان کو کسی فلاحی ادارے کے جھولے میں ڈال دیتی یا اپنی عزت بیچ کر بچوں کے منہ چند قطرے دودھ کی ڈالتی۔ اس لیے دکھوں کی ماری ہوئی ماں نے بچوں کو اللہ کی امان میں دینے کا فیصلہ کیا۔
ویسے بھی جس ملک میں حکمران صرف کرسی کے بارے میں سوچتے ہوں اور اپنی ذات ہی ان کا محور ہو اور ملک کے پانچ کروڑ اسی لاکھ افراد خط غربت سے نیچے رہ رہے ہوں، نو کروڑ افراد پیٹ بھر کر کھانا نا کھا سکتے ہوں تو اس ملک میں ایک ماں اپنے ہاتھ سے غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کی جان لے لیے تو کیا آسمان پھٹے گا یا کیا قیامت آئے گی۔

دولت اور وسائل پر صرف امراء قابض ہوں سیاستدانوں کے اوسط اثاثے نو لاکھ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ڈالر سے بھی زیادہ ہوں تو وہ عوام کی کیا پرواہ کریں گے۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے تو ان کی ذات کو کیا فرق پڑتا ہے۔

جہاں لاہور میں حکومت اتنے عالمی ریکارڈ بنے میں مصروف تھی وہاں معاشرے کی بے حسی کا ریکارڈ بھی بن گیا کہ ایک ماں نے اپنے بچوں کو خود قتل کر دیا۔

صرف حکومت کو کیا دوش دیں معاشرے کی بے حسی بھی عروج پر ہے کہ دیوار کے ساتھ جڑے گھر میں کوئی تین دن سے بھوکا ہے کچھ معلوم نہیں اور وہ اپنی سفید پوشی میں کسی سے کچھ مانگ نہیں رہا تو آپ بھی کنارہ کشی ہی رکھیں کہ اسے نا ہی مانگا اس لیے نا ہی ہم نے دیا بھی دیا۔ اب بھی وقت ہے کہ اور ماؤں کو بسمہ بننے سے روکا جا سکتا ہے اگر ہم معاشرے میں ایک دوسرے کا احساس کرنا شروع ہو جایں ایک دوسرے کی مدد کو اپنا شعار بنا لیں زکوۃ دیں صدقہ دیں خیرات دیں اور کسی کی سفید پوشی کا بھرم رکھ لیں تو شاید ایسا واقعہ پھر نا ہو۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ، ۲۰۱۴،۳،۶)

ماں صحت مند تو بچہ بھی صحت مند

بچوں کی نگہداشت ایک ایسا عمل ہے جو کہ اگر موثر طریقے سے انجام دیا جائے تو ہی ہم ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ کسی بھی بچے کے صحت مند ہونے کی ضمانت ایک صحت مند ماں ہی دے سکتی ہے۔ حمل سے لے کر زچگی تک ماں کے آرام اور غذا کا مکمل خیال رکھا جائے تب ہی وہ ایک صحت مند بچے کو جنم دے سکتی ہے۔

پاکستان میں یہ شرح بہت کم ہے کہ دوران حمل زچہ اور بچہ کی صحت کا خیال رکھا جائے اور ان کا طبی معائنہ متواتر کروایا جائے اسی وجہ سے پاکستان میں ہر سال 25 سے 30 ہزار خواتین زچگی میں لقمہ اجل بن جاتی ہیں اور ایک ہزار میں سے 48 بچے پیدائش کے پہلے ماہ میں ہی فوت ہو جاتے ہیں اور 40 اعشاریہ 4 فیصد بچے مردہ پیدا ہوتے ہیں۔

بچے کی ولادت کے بعد ضروری ہے کہ پورا کنبہ زچہ اور بچہ کا خیال کرے، ان کے آرام اور غذا کا مکمل خیال کرے۔ بچے کے لیے پہلی مکمل غذا ماں کا دودھ ہے۔ اگر ماں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بچے کو اپنا دودھ پلائے تو اس کے خدوخال بھی جلد معمول پر آ سکتے ہیں اور اس کو چھاتی کا سرطان ہونے کا خدشہ بھی بالکل کم رہ جائے گا۔ ماں کے دودھ سے بچے میں قوت مدافعت بڑھتی ہے۔ ماں کے دودھ میں پانی، چکنائی کی مناسب مقدار موجود ہے جو بچوں میں دست، کھانسی، نمونیا، پیٹ کے درد اور بدہضمی کے امکان کو کم کرتا ہے۔ ماں کا دودھ سے گھر کا بجٹ بھی کم رہتا ہے اور قدرتی طور پر دوسرے حمل میں مناسب وقفہ بھی آ جاتا ہے۔ بچوں کو دو سال تک دودھ پلانا مفید ہے۔ اس لیے مائیں فیڈر کو مکمل نظر انداز کریں اور بچوں کو صرف اپنا دودھ دیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنی غذا، صحت اور صفائی کا خیال رکھیں اور بچوں کو بھی صاف ستھرا رکھیں۔ ماؤں کی غذا میں پھل، سبزیاں، دودھ، پانی، انڈے، دالیں اور مچھلی شامل ہوں۔ وہ روزانہ تین وقت کا کھانا کھائیں، ہلکی چہل قدمی کریں، اپنا وزن کنٹرول میں رکھیں، گوشت اور بازار کے کھانوں سے پرہیز کریں اور جیسے جیسے بچہ کی عمر بڑھے اس کو بھی ماں کے دودھ کے ساتھ اضافی غذا شروع کروا دیں جن میں سوجی، ساگودانہ، کیلا، چاولوں کی کھیر، ابلے ہوئے آلو وغیرہ شامل ہیں۔ ڈبے کے دودھ یا غذاؤں سے مکمل اجتناب کریں۔

غذا کے ساتھ بچوں کو صاف بھی رکھا جائے ان کو نیم گرم پانی سے روز غسل دیا جائے، ان کے سر، چہرے، کانوں کو احتیاط کے ساتھ صاف کیا جائے اور تولیے سے اچھی طرح خشک کر کے موسم کے مطابق کپڑے پہنائے جائیں اور کچھ دیر ان کو ماں ان کو اپنے قریب ہی گرم کپڑے میں ڈھانپ کر رکھے تاکہ نہانے کے بعد بچوں کو ٹھنڈ نہ لگے۔

بچوں کی صحت کے لیے حفاظتی ٹیکوں کا کورس بھی لازم ہے جو کہ بچوں کو پولیو، خناق، تشنج، ٹی بی، کالی کھانسی، خسرہ، نمونیا اور ہیپاٹائٹس سے بچاتا ہے۔ بچوں کی شرح اموات کو کم کرنے کے لیے اور انہیں معذوری سے بچانے کے لیے یہ ٹیکے لگوانا انتہائی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ حاملہ ماؤں کو بھی حفاظتی ٹیکہ جات کا کورس کروانا لازم ہے،

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

اس سے زچہ و بچہ کی شرح اموات کو کم کیا جا سکتا ہے۔

یہ سب کام تب ہی انجام پا سکتے ہیں جب ماں صحت مند ہو گی اس لیے حمل سے لے کر زچگی تک اور اس کے بعد کے چھ مہینے تک اہل خانہ کو زچہ اور بچہ دونوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ ان کی غذا، صحت، صفائی، ڈاکٹر سے مکمل معائنہ ان کے آرام اور ان کو ہر سہولت مہیا کرنا اہل خانہ کی ہی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں مردوں کا کردار بہت اہم ہے، ان کے تعاون سے ہی خواتین صحت مند معاشرے کی بنیاد رکھ سکتی ہیں۔

عذاب سے نجات و رحمت اہل ایمان کے لئے ہونے کا بیان

امام ابن ابی حاتم رازی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ قوم نوح میں سے کسی پر بھی رحم کرنے والا ہوتا تو اس بچے کی ماں پر رحم کرتا۔ حضرت نوح اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک ٹھہرے آپ نے ایک درخت بویا تھا جو سو سال تک بڑھتا اور بڑا ہوتا رہا پھر اسے کاٹ کر تختے بنا کر کشتی بنانی شروع کی۔ کافر لوگ مذاق اڑاتے کہ یہ اس خشکی میں کشتی کیسے چلائیں گے؟ آپ جواب دیتے تھے کہ عنقریب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے جب آپ بنا چکے اور پانی زمین سے ابلنے اور آسمان سے برسنے لگا اور گلیاں اور راستے پانی سے ڈوبنے لگے تو اس بچے کی ماں جسے اپنے اس بچے سے غایت درجے کی محبت کی تھی وہ اسے لے کر پہاڑ کی طرف چلی گئی اور جلدی جلدی اس پر چڑھنا شروع کیا، تہائی حصے پر چڑھ گئی لیکن جب اس نے دیکھا کہ پانی وہاں بھی پہنچا تو اور اوپر کو چڑھی۔ دو تہائی کو پہنچی جب پانی وہاں بھی پہنچا تو اس نے چوٹی پر جا کر دم لیا لیکن پانی وہاں بھی پہنچ گیا جب گردن گردن پانی چڑھ گیا تو اس نے اپنے بچے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اونچا اٹھا لیا لیکن پانی وہاں بھی پہنچا اور ماں بچہ دونوں غرق ہو گئے۔ پس اگر اس دن کوئی کافر بھی بچنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس بچے کی ماں پر رحم کرتا۔ کعب احبار، مجاہد اور ابن جبیر سے بھی اس بچے اور اس کی ماں کا یہی قصہ مروی ہے۔

(تفسیر ابن ... م، سورہ ہود، بیروت)

فوت ہونے والے کے نام کا صدقہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا اس کو فائدہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کردیا۔

(سنن ابوداؤد، ۲۸۸۲، جامع ترمذی، ۶۶۹، سنن نسائی، ۳۶۵۵)

آگ کے اندر بول کر ماں کو تسلی دینے والے بچے کا واقعہ

آگ کا الاؤ روشن کرنا کون سا مشکل تھا۔ کام شروع ہوگیا۔ ایک اور مشرک نے بھی آگ جلائی تھی اور بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا تھا۔ یا تو مجھے سجدہ کرو نہیں تو تمہیں اس آگ میں پھینک دوں گا۔

ایک عورت لائی گئی، کہ عورت کمزور دل ہوتی ہے۔ سوچا جلدی پسیج جائے گی۔ اسے کہا مجھے سجدہ کرو۔ نہیں تو تمہارا بچہ تم سے چھین کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ عورت کے انکار پر بچہ چھین لیا گیا اور آگ میں پھینک دیا گیا۔ ماں تڑپ کر رہ گئی۔ تلملا اٹھی۔ شاید قدم ڈگمگا جاتے، لڑکھڑاتی اور تذبذب کا شکار ہوجاتی کہ بچے نے آگ میں پکار کر کہا: اماں دل چھوٹا نہ کر۔ میں بظاہر معدوم ہوں، حقیقت میں موجود ہوں، ڈرو نہیں۔

بعض لوگوں نے بچے کے رونے اور چیخنے کی آواز سنی تو سمجھے بچہ آگ کی جلن کی وجہ سے رو رہا ہے۔ حالانکہ وہ اس لئے رو رہا تھا کہ ابھی تک میری ماں اس آگ کے گلزار میں کیوں نہیں کودی۔ بچے نے آواز دے کر کہا۔ اماں جلدی سے آگ میں چھلانگ لگادو۔ تو نے دنیا کے کتے کی طاقت دیکھ لی۔ اب اندر آ۔ اور ابراہیم کے رب کی طاقت کا بھی مشاہدہ کر۔ اس آگ کے اندر جو گلاب اور چنبیلی کے پھول کھلے ہیں، انہیں بھی دیکھ آنکھوں کو ٹھنڈا کر اور ذہن کو معطر کر۔

میری ماں بن میں پیدا ہوتے وقت تیرے پیٹ سے باہر نکلنے سے ڈر رہا تھا۔ جب

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

پیدا ہوا تو تیرے رحم کی بند کوٹھڑی سے نجات مل گئی۔ اب اس آگ میں آ کر اس دنیا کو ماں کے رحم کی بند کوٹھڑی کی صورت دیکھ رہا ہوں۔ میں تو تجھے ایک ماں کی محبت کی بناء پر بلا رہا ہوں۔ ورنہ مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ ماں جلدی کر، اندر آ جا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی بلا لے۔ وہ بھی آگ کے اندر شہنشاہ کا بچھا ہوا دستر خوان دیکھ لیں، اس نے پکار کر کہا لوگو! اندر آ جاؤ۔

دین کے میٹھے پانی کے سوا سب پانی عذاب ہیں، ان سب میں شہنشاہ سے دوری پیدا کرنے والا زہر بھرا ہوا ہے۔ لوگوں اندر آ جاؤ۔ چھلانگ لگا دو۔ تا کہ روح صاف اور لطیف ہو جائے اور حضرت ابراہیم کے رب کی قدرت دیکھ لو اور اس کے راز کو پاؤ۔

بچے کی آواز سن کر ماں نے بھی آگ میں چھلانگ لگا دی۔ پھر اس نے اسی طرح کہنا شروع کر دیا۔ بچے اور عورت کی کیفیت دیکھ کر لوگوں نے بھی آگ میں چھلانگیں لگانا شروع کر دیں۔ حتی کہ پہلے جو سپاہی لوگوں کو بتوں اور حاکم کو سجدہ نہ کرنے والوں کو آگ میں پھینکنے کے لئے کھینچ کھینچ کر لا رہے تھے آگ کے دہکتے الاؤ سے ڈر رہے تھے۔ اب لوگوں کو آگ میں چھلانگیں لگانے سے روکنے لگے۔ وہ حیران ہو رہے تھے کہ اب لوگ آگ کے ذریعے اپنے جسموں کو فنا کرنے کے لئے زیادہ عاشق کیوں ہو گئے ہیں۔

بادشاہ چیخ اٹھا۔ اور آگ سے مخاطب ہو کر غصے سے چلانے لگا۔ اے آگ تجھے کیا ہو گیا ہے تو ان کو جلاتی کیوں نہیں؟ تو تو اپنے پوجنے والوں کو معاف نہیں کرتی۔ آگ نے جواب دیا میں تیرے لئے تو اب بھی آگ ہی ہوں۔ ذرا تو میرے اندر آ۔ پھر دیکھ تو میری جلن کی جلن ابد الآباد تک نہیں بھلا سکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ

حکومت فرعون نے بنی اسرئیل کے یہاں جو نومولود بیٹے ہوتے تھے انھیں قتل کرنے کا ایک وسیع پروگرام بنایا تھا۔ یہاں تک کہ فرعون کی مقرر کردہ دائیاں بنی

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اسرائیل کی باردار عورتوں کی نگرانی کرتی تھیں۔

ان دائیوں میں سے ایک والدہ موسی علیہ السلام کی دوست بن گئی تھی۔ (شکم مادر میں موسی علیہ السلام کا حمل مخفی رہا اور اس کے آثار ظاہر نہ ہوئے) جس وقت مادر موسی علیہ السلام کو یہ احساس ہوا کہ بچے کی ولادت کا وقت قریب ہے تو آپ نے کسی کے ذریعہ اپنی دوست دائی کو بلانے بھیجا۔ جب وہ آ گئی تو اس سے کہا، میرے پیٹ میں ایک فرزند ہے، آج مجھے تمھاری دوستی اور محبت کی ضرورت ہے۔

جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے تو آپ کی آنکھوں میں ایک خاص نور چمک رہا تھا، چنانچہ اسے دیکھ کر وہ دایہ کانپنے لگی اور اس کے دل کی گہرائی میں محبت کی ایک بجلی سما گئی، جس نے اس کے دل کی تمام فضاء کو روشن کر دیا۔

یہ دیکھ کر وہ دایہ، مادر موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر بولی کہ میرا یہ خیال تھا کہ حکومت کے دفتر میں جا کے اس بچے کے پیدا ہونے کی خبر دوں تا کہ جلاد آئیں اور اسے قتل کر دیں اور میں اپنا انعام پالوں۔ مگر میں کیا کروں کہ میں اپنے دل میں اس نوزائیدہ بچے کی شدید محبت کا احساس کرتی ہوں۔ یہاں تک کہ میں یہ نہیں چاہتی کہ اس کا بال بھی بیکا ہو۔ اس کی اچھی طرح حفاظت کرو۔ میرا خیال ہے کہ آخرکار یہی ھمارا دشمن ہوگا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام تنور میں

وہ دایہ مادر موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے باھر نکلی۔ تو حکومت کے بعض جاسوسوں نے اسے دیکھ لیا۔ انھوں نے تہیہ کر لیا کہ وہ گھر میں داخل ہو جائیں گے۔ موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن نے اپنی ماں کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا۔ ماں یہ سن کے گھبرا گئی۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اب کیا کرے۔

اس شدید پریشانی کے عالم میں جب کہ وہ بالکل حواس باختہ ہو رہی تھی۔ اس نے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور تنور میں ڈال دیا۔ اس دوران میں حکومت کے آدمی آ گئے۔ مگر وھاں انھوں نے روشن تنور کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ انھوں نے مادر موسیٰ علیہ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

السلام سے تفتیش شروع کر دی۔ پوچھا۔ دایہ یہاں کیا کر رہی تھی۔؟ موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے کہا کہ وہ میری سہیلی ہے مجھ سے ملنے آئی تھی۔ حکومت کے کارندے مایوس ہو کے واپس ہو گئے۔

اب موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہوش آیا۔ آپ نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ بچہ کہاں ہے؟ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ناگہاں تنور کے اندر سے بچہ کے رونے کی آواز آئی۔ اب ماں تنور کی طرف دوڑی۔ کیا دیکھتی ہے کہ خدا نے اس کے لئے آتش تنور کو ٹھنڈا اور سلامتی کہ جگہ بنا دیا ہے۔ وہی خدا جس نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے لیے آتش نمرود کو بردوسلا بنا دیا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور بچے کو صحیح وسالم باہر نکال لیا۔

لیکن پھر بھی ماں محفوظ نہ تھی۔ کیونکہ حکومت کے کارندے دائیں بائیں پھرتے رہتے اور جستجو میں لگے رہتے تھے۔ کسی بڑے خطرے کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ ایک نوزائید بچے کے رونے کی آواز سن لیتے۔

اس حالت میں خدا کے ایک الھام نے ماں کے قلب کو روشن کر دیا۔ وہ الھام ایسا تھا کہ ماں کو بظاہر ایک خطرناک کام پر آمادہ کر رہا تھا۔ مگر پھر بھی ماں اس ارادے سے اپنے دل میں سکون محسوس کرتی تھی۔

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف وحی کی کہ اسے دودھ پلا اور جب تجھے اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور ڈرنا نہیں اور نہ غمگین ہونا کیونکہ ہم اسے تیرے پاس لوٹا دیں گے اور اسے رسولوں میں سے قرار دیں گے۔

اس نے کہا، خدا کی طرف سے مجھ پر یہ فرض عائد ہوا ہے۔ میں اسے ضرور انجام دوں گی۔ اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں اس الھام کو ضرور عملی جامہ پہناؤں گی اور اپنے نوزائیدہ بچے کو دریائے نیل میں ڈال دوں گی۔!!

اس نے ایک مصری بڑھئی کو تلاش کیا (وہ بڑھئی قبطی اور فرعون کی قوم میں سے تھا) اس نے اس بڑھئی سے درخواست کی کہ میرے لیے ایک چھوٹا سا صندوق بنا دے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بڑھئی نے پوچھا، جس قسم کا صندوقچہ تم بنوانا چاہتی ہو اسے کس کام میں لاؤ گی؟ موسیٰ علیہ السلام کی ماں جو دروغ گوئی کی عادی نہ تھی اس نازک مقام پر بھی سچ بولنے سے باز نہ رہی۔ اس نے کہا، میں بنی اسرائیل کی ایک عورت ہوں۔ میرا ایک نوزائید بچہ لڑکا ھے۔ میں اس بچے کو اس صندوق میں چھپانا چاہتی ہوں۔

اس قبطی بڑھئی نے اپنے دل میں یہ پختہ ارادہ کرلیا کہ جلادوں کو یہ خبر پہنچادیگا۔ وہ تلاش کرکے ان کے پاس پہنچ گیا۔ مگر جب وہ انھیں یہ خبر سنانے لگا تو اس کے دل پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ اس کی زبان بند ہوگئی۔ وہ صرف ہاتھوں سے اشارے کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ان علامتوں سے انھیں اپنا مطلب سمجھادے۔ حکومت کے کارندوں نے اس کی حرکات دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ شخص ہم سے مذاق کررھا ھے۔ اس لئیے اسے مارا اور باھر نکال دیا۔

جیسے ھی وہ اس دفتر سے باھر نکلا اس کے ہوش وحواس یکجا ہوگئے، وہ پھر جلادوں کے پاس گیا اور اپنی حرکات سے پھر مار کھائی۔ آخر اس نے یہ سمجھا کہ اس واقعے میں ضرور کوئی الٰہی راز پوشیدہ ھے۔ چنانچہ اس نے صندوق بنا کے حضرت موسیٰعلیہ السلام کی والدہ کو دیدیا۔ دریا کی موجیں گہوارے سے بہتر ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ کا دودھ پینے کا واقعہ

آخر اپنی لونڈیوں کے ہاتھوں اسے باھر بھیجا کہ کسی دایہ کو تلاش کرو جس کا دودھ یہ پیئے اس کو لے آؤ۔ چونکہ رب العلمین کو یہ منظور نہ تھا کہ اس کا اپنی والدہ کے سوا کسی اور کا دودھ پیئے اور اس میں سب سے بڑی مصلحت یہ تھی کہ اس بہانے حضرت موسیٰ اپنی ماں تک پہنچ جائیں۔ لونڈیاں آپ کو لے کر جب باھر نکلیں تو آپ کی بہن نے آپ کو پہچان لیا لیکن ان پر ظاھر نہ کیا اور نہ خود انہیں کوئی پتہ چل سکا آپ کی بہن تو پہلے بہت پریشان تھی لیکن اس کے بعد اللہ نے انہیں صبر وسکون دے دیا اور وہ خاموش اور مطمئن تھیں۔ بہن نے انکو کہا کہ تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟ انہوں نے کہا یہ بچہ کسی دائیہ کا دودھ نہیں

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

پیتا اور ہم اس کے لئے دایہ کی تلاش میں ہیں۔ یہ سن کر ہمشیرہ موسیٰ نے فرمایا اگر تم کہو تو تمہیں ایک دائی کا پتہ دوں؟ ممکن ہے بچہ ان کا دودھ پی لئے اور اس کی پرورش کریں اور اس کی خیر خواہی کریں۔

یہ سن کر انہیں کچھ شک گزرا کہ یہ لڑکی اس لڑکے کی اصلیت ہے اور اس کے ماں باپ سے واقف ہے اسے گرفتار کرلیا اور پوچھا تمہیں کیا معلوم کہ وہ عورت اس کی کفالت اور خیر خواہی کرے گی؟ اس نے فوراً جواب دیا سبحان اللہ۔ کون نہ چاہے گا کہ شاہی دربار میں اس کی عزت ہو۔ انعام واکرام کی خاطر کون اس سے ہمدردی نہ کریگا۔ ان کی سمجھ میں بھی آ گیا کہ ہمارا پہلا گمان غلط تھا یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہے اسے چھوڑ دیا اور کہا اچھا چل اس کا مکان دکھا یہ انہیں لے کر اپنے گھر لے آئیں اور اپنی والدہ کی طرف اشارہ کر کے کہا انہیں دیجئے۔ سرکاری آدمیوں نے انہیں دیا تو بچہ دودھ پینے لگا۔ فوراً یہ خبر حضرت آسیہ کو دی گئی وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئیں اور انہیں اپنے محل میں بلوایا اور بہت کچھ انعام واکرام کیا لیکن یہ علم نہ تھا کہ فی الواقع یہی اس بچے کی والدہ ہیں۔

فقط اس وجہ سے کہ حضرت موسیٰ نے ان کا دودھ پیا تھا وہ ان سے بہت خوش ہوئیں۔ کچھ دنوں تک تو یونہی کام چلتا رہا۔ آخر کار ایک روز حضرت آسیہ نے فرمایا میری خوشی ہے کہ تم محل میں آجاؤ یہیں رہو سہو اور اسے دودھ پلاتی رہو۔ ام موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا میں بال بچوں والی ہوں میرے میاں بھی ہیں میں انہیں دودھ پلا دیا کرونگی پھر آپ کے ہاں بھیج دیا کرونگی۔ یہ طے ہوا اور اس پر فرعون کی بیوی بھی رضامند ہوگئیں ام موسیٰ کا خوف امن سے، فقیری امیری سے، بھوک آسودگی سے، دولت وعزت میں بدل گئی۔ روزانہ انعام واکرام پاتیں۔ کھانا، کپڑا، شاہی طریق پر ملتا اور اپنے پیارے بچے کو اپنی گود میں پالتیں۔ ایک ہی رات یا ایک ہی دن یا ایک دن ایک رات کے بعد ہی اللہ نے اس کی مصیبت کو راحت سے بدل دیا۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص اپنا کام دھندا کرے اور اسمیں اللہ کا خوف اور میری

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

سنتوں کا لحاظ کرے اس کی مثال ام موسیٰ کی مثال ہے کہ اپنے ہی بچے کو دودھ پلائے اور اجرت بھی لے۔ اللہ کی ذات پاک ہے اسی کے ہاتھ میں تمام کام ہے اسی کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور جس کام کو وہ نہ چاہے ہرگز نہیں ہوتا۔ یقیناً وہ ہر اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اس پر توکل کرے۔ اس کی فرمانبرداری کرنے والے کا دستگیر وہی ہے۔ وہ اپنے نیک بندوں کے آڑے وقت کام آتا ہے اور ان کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور ان کی تنگی کو فراخی سے بدلتا ہے۔ اور ہر رنج کے بعد راحت عطا فرماتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف واپس لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور اسے اپنے بچے کا صدمہ نہ رہے۔ اور وہ اللہ کے وعدوں کو بھی سچا سمجھے اور یقین مان لے کہ وہ ضرور نبی اور رسول بھی ہونے والا ہے، اب آپ کی والدہ اطمینان سے آپ کی پرورش میں مشغول ہو گئیں اور اسی طرح پرورش کی جس طرح ایک بلند درجہ نبی کی ہونی چاہیے۔ ہاں ربّ کی حکمتیں بیعلموں کی نگاہ سے اوجھل رہتی ہیں۔ وہ اللہ کے احکام کی غایت کو اور فرمانبرداری کے نیک انجام کو نہیں سوچتے۔ ظاہری نفع نقصان کے پابند رہتے ہیں۔ اور دنیا پر ریجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں یہ نہیں سوجھتا کہ ممکن ہے جسے وہ برا سمجھ رہے ہیں اچھا ہو اور بہت ممکن ہے کہ جسے وہ اچھا سمجھ رہے ہیں وہ برا ہو یعنی ایک کام برا جانتے ہوں مگر کیا خبر کہ اس میں قدرت نے کیا فوائد پوشیدہ رکھیں ہیں۔

ماں کی دعا سے موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس ہونے کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک سے ہمکلام ہوتے اور بہت سی باتیں معلوم کرتے تھے جو کہ بہت ہی خوبصورت اور دلچسپ ہوا کرتی تھیں۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا یا اللہ جنت میں جو میرا پڑوسی ہوگا اسے دیکھا دے اللہ نے کہا: فلاں بستی میں ایک گوشت بیچنے والا قصائی ہے وہ جنت میں آپ کا ہمسایہ بنے گا پھر ایک روز موسیٰ علیہ السلام اس بستی میں پہنچ گئے وہ قصائی جب گوشت فروخت کر کے فارغ ہوا تو

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

اس نے گوشت کا ایک ٹکڑا بچا کر رکھا ہوا تھا۔ اس کو بہت ہی نفاست سے صاف کیا اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں مسافر ہوں رات قیام کرنا ہے اس گوشت والے نے بخوشی موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیا۔ گھر جا کر اس نے سب سے پہلے اپنی ماں کے پاس جا کر خیریت معلوم کی اور پھر بڑی محنت سے وہ گوشت بھونا اور اپنی ماں کو کھلایا اور اس کی ماں بہت خوش ہوئی اور اس نے کھانا کھا کر کچھ کہا جس کو سن کر وہ ہنسا۔ وہ عورت کافی ضعیف تھی اور آہستہ بولتی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تیری ماں نے کیا کہا؟ جو تو ہنس دیا اس شخص نے جواب دیا کہ جب ماں خوش ہوتی ہے تو مجھ کو دُعا دیتی ہے۔ اللہ تجھے جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا پڑوسی بنائے تو میں اس لئے ہنسا کہ کہاں میں گنہگار بندہ اور کہاں اللہ کا پیارا نبی موسیٰ علیہ السلام اس کی بات پر دل ہی دل میں مسکراتے رہے واقعی ماں باپ کی خدمت بہت ہی عظیم کام ہے اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ایک سیب کا کھانے کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ کے پاس بیت المال کے سیب آئے۔ سیب مسلمانوں میں تقسیم کئے جا رہے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ کا چھوٹا بیٹا آیا اور سیبوں کے ڈھیر میں سے ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے اس کے منہ سے یہ سیب چھین لیا۔ وہ روتا ہوا ماں کے پاس پہنچا۔ ماں نے بازار سے سیب منگوا دیئے۔ جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ گھر واپس پہنچے تو سیبوں کی خوشبو آئی تو بیوی سے پوچھا کہ کیا تمہیں بیت المال میں سے کچھ سیب ملے؟ بیوی نے کہا نے کہ نہیں، میں نے بازار سے منگوائے ہیں اور بیٹے کو دیئے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! جب میں نے اپنے بیٹے سے سیب چھینا تو مجھے ایسا لگا کہ میں نے اپنا دل چیر دیا ہے لیکن مجھے یہ بُرا معلوم ہوا کہ میں مسلمانوں کے مال میں سے ایک سیب کے لئے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے رسوا

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کروں۔

ماں نیک ہو تو بیٹا بھی نیک ہوتا ہے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اور ماں کو جب چھینک آتی اور اس پر وہ الحمد للہ کہتیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیٹ ہی میں جواباً یرحمک اللہ کہتے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یکم رمضان المبارک بروز پیر صبح صادق کے وقت دنیا میں جلوہ گر ہوئے اس وقت ہونٹ آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے اور اللہ، اللہ کی آواز آ رہی تھی۔

جس دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ہوئی اس دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیار ولادت جیلان شریف میں گیارہ سو بچے پیدا ہوئے وہ سب کے سب لڑکے تھے اور سب ولی اللہ بنے۔

غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرام نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھ لیا اور جب سورج غروب ہوا اس وقت ماں کا دودھ نوش فرمایا۔ سارا مہینہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی معمول رہا

پانچ برس کی عمر میں جب پہلی بار بسم اللہ پڑھنے کی رسم کے لئے کسی بزرگ کے پاس بیٹھے تو اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور آلم سے لے کر اٹھارہ پارے روشن پڑھ کر سنا دیئے۔ اس بزرگ نے کہا، بیٹے اور پڑھیئے! فرمایا، بس مجھے اتنا ہی یاد ہے کیونکہ میری ماں کو بھی اتنا ہی یاد تھا۔ جب میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اس وقت وہ پڑھا کرتی تھیں۔ میں نے سن کر یاد کر لیا تھا۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لڑکپن میں کھیلنے کا ارادہ فرماتے، غیب سے آواز آتی، اے عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم نے تجھے کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدرسہ میں تشریف لے جاتے تو آواز آتی، اللہ عزوجل

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کے ولی کو جگہ دے دو۔ (کتب کثیرہ)

ماں کی نصیحت پر غوث اعظم کی سچائی سے متاثر ڈاکوؤں کی توبہ کرنے کا واقعہ

ایک مشہور واقعہ ہے ایک بار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا؟ تو جواب میں آپ نے فرمایا: جب میں دس برس کا تھا تو اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتا تھا راستے میں مردان غیب میرے پیچھے پیچھے چلتے دیکھائی دیتے تھے پھر جیسے ہی میں مدرسے میں داخل ہوتا تو مردان غیب کو بار بار کہتے ہوئے سُنتا۔ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔

اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ محترمہ نے ایک قافلے کے ساتھ آپ کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بغداد بھیجا۔ قافلہ ایک سنسان راستے سے گزرا تو اس علاقے کے ڈاکوؤں نے مسافروں کا تمام سازوسامان لوٹ لیا۔ اور حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو کسی غریب آدمی کا بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ جب یہ لٹا ہوا قافلہ آگے بڑھا تو ڈاکوؤں کے سردار نے آپ سے ازراہ مذاق پوچھا۔ بچے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟

ہاں۔ غوث اعظم نے لٹیروں کی توقع کے خلاف جواب دیا۔ آخر سردار کے اشارے پر آپ کی جامہ تلاشی کی گئی۔ مگر رہزنوں کو کچھ نہیں ملا۔

''ہمیں بے وقوف بناتا ہے'' ڈاکوؤں کا سردار ایک بچے کی بات کو مذاق سمجھ کر جھنجھلاہٹ کا شکار ہو گیا تھا۔

مجھے نہیں معلوم کہ مذاق کیا ہوتا ہے میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں جو قبا میں دبیز استر میں بغل کے نیچے ٹانگی گئی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

سردار کے کہنے پر دوبارہ تلاشی لی گئی آخر اس کے ساتھی اشرفیاں پانے میں کامیاب ہو گئے تمام رہزنوں کو اس بات پر حیرت تھی کہ اگر لڑکا ان اشرفیوں کی نشاندہی نہ کرتا تو وہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

اس کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتے۔لڑکے کی صاف گوئی پر سردار کو اپنے ساتھیوں سے زیادہ تعجب ہوا تھا اس لئے وہ عبدالقادر سے سوال کئے بغیر نہ رہ سکا لڑکے تو جھوٹ بول کر اپنی اشرفیوں کو چھپا سکتا تھا پھر تو نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

رخصت کرتے وقت میری ماں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر جان پر بھی بن جائے تو جھوٹ نہ بولنا۔یہی میری والدہ کا حکم تھا اگر تم مجھے قتل بھی کر دیتے تو میں اپنی والدہ کے حکم کو نہیں ٹال سکتا تھا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے یہ جواب بڑی جرات و بے باکی سے دیا کہ سارے ڈاکو حیران رہ گئے۔قزاقوں کے سردار پر سکتہ طاری تھا پھر اچانک اس کے ساتھیوں نے اسے روتے ہوئے دیکھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چند لفظوں کی حرارت سے پتھر پگھل جائے گا عجیب انقلابی لحات تھے جس شخص کے لئے قتل وغارت ایک کھیل تھا اس کی آنکھیں اشک برسا رہی تھیں۔"سردار یہ آپ کو کیا ہو گیا"؟ ساتھی لٹیروں نے پوچھا۔

افسوس! میں ہلاک ہو گیا اس لڑکے کو اپنی ماں سے کیے ہوئے عہد کا اس قدر پاس ہے اور میں اپنے عہد کو دن میں کئی بار توڑ دیتا ہوں جو میں نے خالق کائنات سے کیا ہوا ہے یہ کہہ کر سردار نے لوٹا ہوا سارا مال مسافروں کو واپس کر دیا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں کو بے اختیار چوم لیا۔

تو عظیم ہے کہ مجھ جیسے پستی میں گرے ہوئے انسان سے ملا۔تو میرا رہنما ہے کہ تو نے مجھے سچائی کا راستہ دیکھایا،تو ہی حق کی روشنی ہے اگر آج کی رات تجھ سے ملاقات نہ ہوتی تو میں زندگی بھر گناہوں کے اندھیرے میں بھٹکتا رہتا۔

پھر قزاقوں کے سردار پر نا قابل بیان وحشت طاری ہو گئی اور وہ رات سناٹے میں چیختا ہوا کہیں گم ہو گیا۔"اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے میں تجھ پر لعنت بھیجتا ہوں"

یہ غوث اعظم علیہ الرحمہ کی پہلی کرامت تھی جس نے ایک رہزن کی زندگی کا نقشہ بدل دیا تھا۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

پاک دامن ماں کی برکت نے دعاؤں کے شہر پر فتح حاصل کرلی

ایک مرتبہ دہلی میں قحط پڑا۔ بارش ہونا بند ہوگئی۔ جس کی وجہ سے دریا، نہریں اور تالاب خشک ہو گئے۔ پانی اور غلے کی قلت ہوگئی۔ ہر طرف گرمی کی وجہ سے لوگ بے تاب ہو گئے، بچے تڑپنے لگے جانور پریشان ہو گئے، چرند پرند نڈھال ہو گئے سب پریشان تھے کہ قحط سالی کیسے ختم ہو۔

علماء کرام نے فیصلہ کیا کہ سارے شہر والے مرد عورتیں بچے بوڑھے خود بھی باہر نکلیں اور اپنے جانوروں کو بھی باہر لائیں اور ایک بڑے میدان میں نماز استسقاء ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تاکہ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برسا دیں۔

دہلی کا شہر اس وقت چھوٹا ہوتا تھا۔ چنانچہ سب لوگ باہر نکلے، نماز استسقاء ادا کی اور رو رو کر دعائیں مانگنے لگے کہ اے رب کریم اپنی رحمت سے بارش نازل فرما اور ہمیں اس مشکل سے نجات عطا فرما۔ مگر ظاہری طور پر کوئی اسباب نظر نہ آئے۔

اسی دوران ایک نوجوان اپنی والدہ کے ہمراہ اونٹ پر سوار قریب سے گزرا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو رک گیا۔ اپنے اونٹ کو وہیں روک کر مجمع کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟

لوگوں نے بتایا کہ قحط سالی سے تنگ آ کر لوگ بارش کے لئے دعا مانگ رہے ہیں لیکن بارش کی کوئی شکل نظر نہیں آتی۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ میں آپ کے لئے بارش کی دعا مانگتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی سواری کے پاس گیا۔ اس نے اپنی والدہ کی چادر کا دھاگہ لے کر کچھ الفاظ کہے۔ اس کے الفاظ کہنے کی دیر تھی کہ اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہوئے۔ مجمع وہی تھا۔ علماء مشائخ وہیں، مرد عورتیں وہیں کھڑے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش برسا دی۔ اتنی بارش ہوئی کہ لوگ نہال ہو گئے۔ علماء کرام بڑے حیران ہوئے کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے لوگوں نے دعا مانگی مگر قبول نہ ہوئی اور اس نوجوان نے دعا مانگی اور قبول ہوگئی۔ چنانچہ اس نوجوان کے پاس جا کر پوچھا کہ آپ نے کونسی دعا مانگی؟

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

وہ کہنے لگا کوئی ایسی خاص دعا تو نہیں البتہ میں ایک نیک ماں کا بیٹا ہوں میری ماں بہت نیک ہے، کبھی جان بوجھ کر گناہ کا کوئی کام نہیں کیا۔ اور ہمیشہ باپردہ رہتیں ہیں۔ جب آپ نے کہا کہ ہم مشکل اور پریشانی میں گرفتار ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک ایسی ماں کا بیٹا ہوں جس نے اپنی پوری زندگی پاک دامنی میں گزاردی ہے۔

چنانچہ میں اپنے ماں کی چادر کا دھاگا لے کر دعا کہ یااللہ عزوجل یہ اس خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس پر کسی نامحرم کی نظر نہ پڑی، اس کے طفیل باران رحمت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ کو میری ماں کی نیکی اتنی پسند آئی کہ اس نے اس کے واسطے سے رحمت کی بارش برسادی۔

اسلامی بھائیو! کیا آپ جانتے ہیں وہ نیک اور پاک دامن خاتون کون تھیں۔ وہ مشہور زمانہ ولی اللہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی والدہ محترمہ تھیں، ان کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے آج کل کی بچیوں کو بھی چاہیئے کہ باپردہ رہیں اور نیکی کی زندگی بسر کریں۔

دودھ پیتے بچے کا ماں کی دعا پر انکار کرنے کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں دودھ پی رہا تھا کہ سامنے سے ایک سوار عمدہ گھوڑے پر اچھے لباس اور اچھی شکل وصورت والا گزرا۔ ماں نے دعا کی کہ یااللہ میرے بچہ کو اسی سوار جیسا شاندار بنانا۔ بچہ نے ماں کا دودھ چھوڑ کر اس سوار پر ایک نظر ڈالی اور صاف الفاظ میں کہا نہیں اے اللہ مجھے اس سوار جیسا مت بنانا یہ کہہ کر پھر دودھ پینے لگا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ قصہ سناتے وقت نبی کریم نے اپنی شہادت کی انگلی (سبابہ) جس طرح اپنے دہن مبارک میں ڈالی اور بچہ کے دودھ پینے کو بتانے کے لئے جس طرح خود اس انگلی کو چوسا وہ منظر اس وقت تک میری نگاہوں کے سامنے ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ قصہ سنایا کہ تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ ایک لڑکی کو پکڑے ہوئے اور اسے مارتے ہوئے سامنے سے گزرے اور کہہ رہے تھے کہ کمبخت تو

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

نے زنا کیا اور چوری کی اور وہ بیچاری کہے جارہی تھی کہ بس میرا سہارا اللہ ہی ہے اور وہ کیسا اچھا کام بنانے والا ہے۔ ماں نے یہ ذلت کا منظر دیکھ کر شفقت سے بچہ کے لئے دعا کی کہ اے اللہ میرے بچہ کو اس لونڈی (لڑکی) کی طرح نہ بنانا۔ بچہ نے پھر دودھ چھوڑ کر ایک نظر اس لڑکی پر ڈالی اور صاف صاف کہا کہ اے اللہ مجھے اسی جیسا بنایئے گا۔ اس پر ماں بیٹوں میں حجت ہونے لگی۔ ماں بولی جب ایک آدمی اچھی حالت میں گزرا تو میں نے تیرے لئے دعا کی کہ یا اللہ میرے بچہ کو ایسا شاندار بنانا تو اس پر تو یوں کہنے لگا کہ نہیں یا اللہ مجھے ایسا نہ بنانا اور اب جو لوگ ایک لڑکی کو ذلت کے ساتھ پکڑے مارتے ہوئے جا رہے ہیں اور میں نے یہ دعا کی کہ یا اللہ میرے بچہ کو ایسا نہ بنانا تو تو یوں کہنے لگا کہ اے اللہ مجھے ایسا ہی بنانا یہ کیا بے عقلی ہے؟ تب وہ بچہ پھر بولا سنو! بات یہ ہے کہ وہ آدمی بڑا ظالم جابر تھا تو میں نے کہا اے خدا مجھے اس کی طرح ظالم جابر نہ بنایئے گا اور بے چاری یہ لڑکی! لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا بھی کیا ہے، تو نے چوری بھی کی ہے مگر اس بیچاری نے نہ چوری کی ہے نہ زنا کیا ہے تو میں نے کہا اے اللہ مجھے ایسا ہی مظلوم بے گناہ بنایئے گا۔ (بخاری و مسلم)

اے عقل مندو! خدا کی مہربانی کو سمجھو

صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگی قیدی عورت کو دیکھا جس سے اس کا بچہ چھوٹ گیا تھا وہ اپنے بچہ کو پاگلوں کی طرح تلاش کر رہی تھی اور جب وہ نہیں ملا تو قیدیوں میں سے جس کسی بچہ کو دیکھتی اسی کو گلے لگا لیتی یہاں تک کہ اس کا اپنا بچہ مل گیا خوشی خوشی لپک کر اسے گود میں اٹھا لیا سینے سے لگایا پیار کیا اور اس کے منہ میں دودھ دیا یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا بتاؤ تو یہ اپنا بس چلتے ہوئے اس بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں آپ نے فرمایا اللہ کی قسم جس قدر یہ ماں اپنے بچہ پہ مہربان ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رؤف و رحیم ہے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ماں کو اکلوتے بیٹے کی موت کے یقین آجانے کا واقعہ

ایک بیوہ عورت کا اکلوتا بیٹا فوت ہو گیا۔ بیچاری ماںتا کی ماری در بدر پھرتی رہی کہ میرے بچے کا علاج کرو۔ اسے یقین نہ آیا کہ واقعی میرا بیٹا مر گیا ہے۔ لوگوں نے سمجھایا، بتایا، کفن اٹھا کر دکھایا کہ تیرا بچہ موت کی آغوش میں چلا گیا پھر بھی اس مامتا، غمزدہ ماں کو یقین نہ آیا۔ ایک ولی اللہ کے پاس گئی۔ پوچھا میرا بچہ زندہ ہے یا مردہ؟ اگر مردہ ہے تو زندہ کر دو۔ اہل اللہ نے کہا کہ مردہ کو زندہ کرنا رب العالمین کا کام ہے، اچھا میں زندہ کروں گا۔ بشرطیکہ ایسے گھر سے پانی کا گھڑا بھر کر لا دے جہاں کوئی بھی نہ مرا ہو۔ اس نے تمام شہر چھان مارا۔ کالونی اور محلوں میں پھری۔ جھونپڑی، خیمہ تک پھری۔ مگر سب نے جواب دیا کہ ہر گھر سے جنازہ اٹھا ہے بلکہ زندہ کم ہیں مرے بہت ہیں۔ وہ عورت واپس آئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ لڑکا واقعی مر چکا ہے۔ یہ فقط میرے ساتھ نہیں ہوا بلکہ اوروں کے ساتھ بھی صدمہ ہوا ہے۔ پس صبر کے سوا چارہ نہیں۔

ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والے کی ناک آلودہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناک خاک آلود ہو گئی پھر ناک خاک آلود ہو گئی پھر ناک خاک آلود ہو گئی عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون آدمی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا، ان کی خدمت کر کے، اور جنت میں داخل نہ ہوا۔ (صحیح مسلم، جلد سوم، رقم الحدیث، 2010)

ماں کی وصیت نہ ماننے کی وجہ کفن واپسی

بصرہ میں ایک نیک خاتون رہا کرتی تھیں جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے اس کپڑے کا کفن پہنانا جسے پہن کر میں رجب المرجب میں عبادت کیا کرتی تھیں۔ بعد از انتقال اُن کے بیٹے نے کسی اور کپڑے میں کفنا کر دفنایا۔ جب قبرستان سے گھر آیا تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کی ماں کا کفن گھر میں موجود تھا۔ جب گھبرا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کر اس نے ماں کی وصیت کردہ کپڑے دیکھے تو وہ اپنی جگہ سے غائب تھے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی اپنا کفن واپس لے لو ہم نے اس کو اسی کفن میں کفنایا ہے (جس کی اس نے وصیت کی تھی) جو رجب کے روزے رکھتا ہے ہم اس کو اس کی قبر میں غمگین نہیں رہنے دیتے۔ (نزہتہ المجالس ج اول مطبوعہ مکتبۃ المقدس کوئٹہ)

عورت دورِ جاہلیت میں اور آج

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز و دروں

ہر زمانے میں اور ہر مذہب میں بالخصوص دور جاہلیت میں صنف نازک کو ضعیف و کمزور جنس مانا گیا ہے۔ اسے نازک ریشمی دھاگوں اور کانچ کو چوڑیوں اور مصنوعی و حسین زیب و زینت کا اسیر تصور کیا گیا ہے اور چار دیواری کا قیدی اور خواہش نفسانی و لذات زندگی کا میکدہ جانا گیا ہے اور مردوں کی عزت و وقار کے لئے عار و عیب اور بدنما داغ سمجھا گیا ہے۔ اسے محفل عیش و طرب کا سامان اور ہوی و ہوس کا کھلونہ متصور کیا گیا ہے۔ جہیز و شادی بیاہ کے ناقابل برداشت بوجھ اور وسائل معاش کے نااہل ہونے کا کلنک کا ٹیکہ جانا گیا ہے۔ اس کے برخلاف دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وہ مقام و مرتبہ عطا کیا جو کوئی اور مذہب نہیں دے سکا۔ یہ اسلام ہی کا خاص ملکہ و خوبی اور امتیاز ہے کہ حضور رحمت عالم نور مجسم، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے صنف نازک کو ماں کے روپ میں بیٹی کے روپ میں بہت کے روپ میں، بہو کے روپ میں ان کی قدر و منزلت فرمائی اور ان کو مقدس و پاکیزہ رشتوں سے منسلک کیا۔ اور مردوں کے مقابل انہیں بھی وہی حقوق دیئے جو مردوں کو دیئے گئے تاکہ وہ سماج و سوسائٹی میں مردوں ہی کی طرح زندگی بسر کر سکے اور یہ بھی سچ ہے کہ جب عورت اسلامی لباس اور حجاب کی پابند تھی اور اپنے آپ کو چار دیواری میں گوشہ نشین رکھے ہوئے تھی تب تک اس کی عزت و ناموس اور عفت و عصمت محفوظ تھی اور جیسے ہی وہ بے پردہ اور مغربی ملبوسات

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

میں عریاں ہوتی گئی اس کی عفت وعصمت کو تار تار کیا گیا اسے ذلیل وخوار کیا گیا ساتھ ہی اس کی قدر ومنزلت جاتی رہی اور مقدس رشتوں کا لحاظ ختم ہوتا گیا ایسے میں مردوں نے اس کے رہنے کو نہ رہنے سے زیادہ بہتر سمجھا جس کے لئے دختر کشی، بچیوں کو زندہ درگور کیا جانا، ستی کیا جانا اور مادر رحم میں صنف نازک متشخص ہونے کے بعد اسقاط حمل (Foeticide Female) کروانے کے طریقہ ڈھونڈ نکالنے اور اس کے وجود ہی کو متزلزل کر کے رکھا دیا۔

درحقیقت مرد وزن انسانی زندگی میں ایک دوسرے کے رفیق حیات اور ہمسفر ہوتے ہیں۔ ان دو میں ہر ایک دوسرے کی ضرورت وحاجت ہوتا ہے۔ انسانی حیات کی ارتقاء ان دونوں ہی پر منحصر ہے نسل انسانی کی بقاء مرد وزن ہی سے متصورہے۔ مابین الارض والسماء پائی جانے والی چہل پہل، چمک دمک، زیب وزینت، مسرت وشادمانی، فرحت وآفرینی ان دونوں ہی کے دم سے ہے۔ چنانچہ خالق ارض وسموات کا ارشاد ہے آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا جس نے تمہاری اپنی جنس سے تمہارے لئے جوڑے بنائے اور چوپائیوں میں سے ان کے ہم جنس جوڑے پیدا کئے اور اسی طریقہ سے وہ تمہاری نسلیں پھیلاتا ہے اس کے مثل کوئی شئی نہیں اور وہ سمیع وبصیر ہے۔ (سورۃ الشوریٰ آیت) اور متعدد مقامات پر قرآن کریم نے نسل انسانی کی ارتقاء وبقاء کو مرد وزن سے تعبیر کیا ہے اسی طرح تخلیق کائنات کیلئے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ ہی کی بائیں پسلی سے آپ کی تسکین قلب اور راحت زندگی کے لئے حضرت حوا علیہا السلام کو مونس بنا کر وجود بخشا گویا مرد کے وجود کی بقاء صنف نازک ہی سے ہے ہر مرد کسی نہ کسی عورت کا باپ، بھائی، بیٹا، شوہر ضرورت ہوتا ہے یہ بات اور ہے کہ خدائے واحد اپنی قدرت سے بغیر والدین کے یا بغیر ماں کے یا بغیر باپ کے انسان کو پیدا کرے یہ اس کی قدرت کی نشانی ہے لیکن مرد کا عورت سے اور عورت کا مرد کی وجہ سے پیدا کیا جانا بھی اسی خالق کائنات کے قدرت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اور اس نے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

نسل انسانی کی بقاء وارتقاء کے لئے مرد وزن کولازم وملزوم قرار دیا باوجود اس کے مردوں کا صنف نازک کو عار وعیب سمجھنا دختر کشی کرنا، اسقاط حمل کرنا یا نسل کشی کرنا نظام قدرت الٰہی کے خلاف جنگ کرنا ہے۔

وجوہات دختر کشی سے متعلق تفصیل حسب ذیل ہے

ایام جاہلیت میں صنف نازک کے ساتھ بڑا ظالمانہ وجابرانہ سلوک برتا جاتا تھا بچیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا، لڑکی پیدا ہوتو اسے زندہ درگور کردیا جاتا تھا اس لئیے کہ اس وقت میں بھی ایک ایسی دلسوز وبا اور حیاء سوز طریقہ عورتوں سے متعلق عام تھا کہ وہ منکوحہ عورت جب ایام حیض سے فارغ ہوتی تو اس کا شوہر اس کو کسی بہادر جواں مرد اور سخی وفیاض آدمی کے یہاں روانہ کرتا تھا اور اس کو اجازت دیتا کہ وہ اس کے ساتھ ہمبستری کرے جس سے اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ایک نامور آدمی کے نطفے سے اس کی بیوی کے شکم سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بھی نامور اور مشہور ومعروف شخصیت کا حامل بنے گا اور خود کو اسے نامور بیٹے کا باپ بننے کا اعزاز حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح آٹھ نو مرد ایک عورت کے پاس اکھٹے ہوتے اور اس کی رضامندی سے اس کے ساتھ مجامعت ومقاربت کرتے اگر اس سے حمل ٹھہر جاتا اور بچہ پیدا ہوتا تو چند ایام کے بعد ان آٹھ نو مردوں کو بلا بھیجتی تھی اور ان میں سے کسی کے اختیار میں نہ ہوتا کہ وہ آنے سے انکار کرے جب اس کے پاس جمع ہو جاتے تو وہ کہتی کہ جو کچھ تم نے کیا اسے تم جانتے ہی ہو اور اس فعل سے مجھے جو بچہ پیدا ہوا ہے پھر ان میں سے جس کسی کا نام چاہتی لے کر کہتی کہ یہ تیرا بچہ ہے اور اس بچے کو اس آدمی کی نسل سے جوڑ دیا جاتا یہ اس وقت ہوتا جب کہ وہ لڑکا ہو اور اگر لڑکی بیٹی ہو تو پھر وہ انہیں بلاتی ہی نہیں بلکہ اسے زندہ درگور کرادیتی تھی۔

اسی طرح دور جاہلیت میں پوشیدہ نکاح، نکاح متعہ، نکاح بدل اور نکاح شغار کے مراسم بھی تھے۔ جو بہت زیادہ حیا سوز اور بے شرمی کے طریقے تھے۔ نکاح متعہ میں گواہوں کے بغیر مرد وزن مقررہ وقت کے لئے مختص کردہ مال کے عوض شادی کر لیتے تھے اور

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بیوی کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور نکاح بدل کر دو مرد آپس میں اس بات سے راضی ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ تو اپنی زوجہ کو میرے پاس بھیج دے میں اپنی منکوحہ کو تیرے پاس بھیج دونگا اور نکاح شغار کہ ایک مرد اپنی بیٹی کی شادی کسی مرد سے اس شرط پر کرتا تھا کہ وہ مرد اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے دیگا اور دونوں اپنی بیویوں کے مہر نان نفقہ ادا نہیں کریں گے یہ سب مراسم دور جاہلیت کے حیاء سوز اور بے حیائی و بے شرمی کے تھے۔ اسی طرح اس وقت بھی اس بات کو ناپسند کیا جاتا تھا کہ ان کی بیویاں یا ان کی بیٹیاں کو ایسی نازیبا حرکت کرے جس سے ان کی عزت وناموس اور خاندان کی شان داغدار ہو جائے اور یہ کلنک کا ٹیکا سارے عرب میں ان کی ذلت ورسوائی کا سبب بنے ان ہی وجوہات کی بناء صنف نازک کی قدرومنزلت عزت ووقعت ختم ہوتی گئی اور عورت کو عیب وعار بدنما داغ سمجھا جانے لگا اور بچی کی پیدائش کو نحس اور کلنک کا ٹیکہ تصور کیا جاتا تھا اور لڑکی کے پیدا ہونے پر ماتم ونوحہ کا تانتا لگا رہتا تھا باپ کا چہرہ مارے غم ورنجیدگی کے کالا پڑ جاتا عار وعیب اور شرم کی وجہ سے لوگوں سے اپنا چہرہ چھپتا چھپاتا پھرتا تھا۔

قبیلہ مضر، خزاعہ اور قبیلہ تمیم تو اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے تاکہ کوئی ایسا مردان سے ان کی بیٹی کا رشتہ نہ مانگے جو انکی برابری اور کفو کا نہ ہو یا فقر وفاقہ اور افلاس سے خستہ حال نہ ہو۔ جس سے نجات پانے کے لئے ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب لڑکی چھ سات برس کی ہو جاتی تو باپ جنگل میں جا کر اس کے لئے گہرا گڑھا کھود آتا پھر اپنی بیوی سے کہتا کہ اس بچی کو غسل کرا کے، خوبصورت عمدہ کپڑے پہنا کے، زیب وزینت کرا کے، خوشبو سے مہکا کیپھر وہ اسے لے کر جنگل کی طرف چل پڑتا۔ اور اس گڑھے کے کنارے اپنی ننھی سی معصوم لخت جگر کو کھڑا کرتا اور کہتا دیکھو اس گڑھے میں کیا ہے جب وہ دیکھنے کے لئے جھکتی تو اسے دھکا دے کر اس گڑھے میں گرا دیتا وہ معصوم ننھی سی جان ابا ابا کہہ کر چلاتی رہتی، اور وہ سنگدل سفاک باپ اسے بڑی بے دردی سے مٹی میں ڈال کر

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

دفن کر دیتا۔ اس طرح عورت وصنف نازک کے ساتھ ظالمانہ وسفاکانہ برتاؤ کیا جاتا ان معصوم بچیوں کا گلا گھونٹ دیا جاتا اور کوئی ان کی دلدوز اور جگر کو پارہ پارہ کر دینے والی چیخوں پر توجہ نہیں دیتا۔ چنانچہ قرآن کریم اسی ظالمانہ رسم سے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ وَيَجعَلُونَ لِلّٰهِ البَنَاتِ سُبحَانَهُ وَلَهُم مَا يَشتَهُونَ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُم بِالاُنثٰى ظَلَّ وَجهُهُ مُسوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارٰى مِنَ القَومِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ اَيُمسِكُهُ عَلٰى هُونٍ اَم يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحكُمُونَ

(سورۃ النحل 58-59)

اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اور وہ اس سے پاک ہے (سبحانہ) اور ان کے لئے تو وہ بیٹے ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں۔ اور جبن ان میں سے کسی کو اطلاع دی جاتی ہے بیٹی کی پیدائش کی تو غم سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور (رنج وغم سے) بھر جاتا ہے لوگوں کی نظروں چھپتا پھرتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے اور اب یہ سوچتا ہے کہ وہ اس بچی کو اپنے پاس رکھے رسوائی وذلت کے ساتھ یا اسے مٹی میں دفن کر دے آہ کتنا برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس آیت مبارکہ میں عربوں کی زبوں حالی کو بیان فرمایا جو ان کے سماج میں رائج تھی یہ سنگدلی کے واقعات اور صنف نازک کے ساتھ ظالمانہ وجابرانہ برتاؤ اکثر عرب میں پایا جاتا تھا کہ وہ لفظ صنف نازک ہی سے نفرت وتعصب رکھتے تھے اور کسی کو اپنا داماد بنانے یا عزت وناموس اور خاندانی وقار کی بقاء کی خاطر بچیوں کے زندہ درگور کیئے جانے کو زیادہ پسند کرتے تھے چنانچہ اس متعلق میں اسلام پھیلنے کے بعد اپنے سابقہ اعمال پر رنج وملال کا اظہار کرتے ہوئے ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زور وقطار رونے لگے حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ دریافت کی کہا سب خیر تو ہے آخر میں اس قدر زور وزار وقطار رونے کی کیا وجہ ہے؟ وہ صحابی کہنے لگے عرب کے دستور کے مطابق دور جاہلیت میں اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرنے کیلئے لے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

جارہا تھا وہ بچی مجھے بہت عزیز تھی میں اس سے بہت محبت کیا کرتا تھا۔ اس کی والدہ نے مجھ سے برسوں تک چھپائے رکھا تھا اتفاق سے میں نے اسے دیکھ لیا شفقت پدری جوش میں آئی اور میں نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اس کے بعد میری بچی مجھ سے کافی مانوس ہوگئی میں بھی اسے پیار کرنے لگا جوں جوں وقت اور زمانہ گزرتا گیا میرے دل کی دھڑکن بڑھنے لگی اور قلب کی حرکت تیز ہونے لگی کہ اگر یہ لڑکی جوان ہوگئی اور قبیلہ کے لوگوں میں اس کی خبر پہنچ گئی تو کیا ہوگا؟ پھر میں نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور بچی کو گود میں لے کر جنگل و بیابان مرگ کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اختلاج قلب بڑھتا جارہا تھا میں نے مٹی کھودنا شروع کیا۔ میری بچی مجھ سے بار بار سوال کرتی تھی اور میرا پسینہ پوچھتی تھی جیسے جیسے میرے کپڑوں کو مٹی لگتی تھی بچی بار بار پوچھتی تھی ابا جان آپ کو مٹی لگ رہی ہے۔ صحابی فرماتے ہے قبر تیار تھی اور میرا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ میں نے بچی کو قبر میں اتارنا چاہا کہ بچی اپنی والدہ کو زبان حال سے پکار رہی تھی کہ آہ! اے رحمت و شفقت والی ماں آہ! ساری رات جاگ کر مجھے میٹھی نیند سلانے والی ماں آہ اب تو کہاں ہے؟ جبکہ آہنی چٹانوں کے نیچے میری نرم و نازک پسلیاں زیر و زبر ہو رہی ہے جسم سے خون کے فوارے پھوٹ رہے ہیں۔ ننھا سا معصوم بدن زخموں سے چور چور اور لہولہان ہو رہا ہے۔ آسمان و زمین میری اس حالت پر اشک بہا رہے ہیں یہ لمبے لمبے ٹاپو شجر و حجر سب خموش کھڑے دختر کشی اور نسل کشی کا منظر دیکھ رہے ہیں۔ میری ماں آجا تو کہاں ہے۔ آخر کار بچی کو دفن کر دیا گیا۔ اس واقعہ کو سننے کے بعد حضور رحمت عالم نور مجسم محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اشکبار ہوگئے سکتہ چھا گیا۔ بالآخر آپ نے ان کی مغفرت کی دعا فرمائی۔

دختر کشی کے یہ واقعات عرب کے علاوہ روئے زمین کے ہر خطہ میں ہر قوم میں کسی نہ کسی صورت میں پائے جاتے تھے۔ رومۃ الکبریٰ جو اپنی تہذیب و تمدن میں دنیا بھر میں مشہور و معروف ہے وہاں عورت کو شیطان کا آلہ کار کہا جاتا تھا۔ یورپ و امریکہ جس کی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ظاہری شان وشوکت اور منصوعی جاہ وجلال سے آج ہر کوئی متاثر ومرعوب بنا بیٹھا ہے یہاں عورت کی قدر ومنزلت شروع ہی سے نہ تھی عورتوں پر مردوں کی کلی حکومت اور مکمل گرفت تھی۔ یہ تصور عام تھا کہ مرد حاکم اور عورت محکوم وہ آقا تو یہ غلام و باندی ہے غرض عورت کو ضرورت پڑنے پر رہن اور گری رکھا جاتا تھا۔ عورت کو خیرات وصدقات بھی دیئے جاسکتے تھے اس کی بلی اور بھینٹ چڑھاوا قربانی چڑھائی جاتی تھی۔ شوہر کے مرنے کے بعد ستی یعنی شوہر ہی کے ساتھ زندہ جلادیا جاتا تھا وراثت سے مطلق محروم تھی۔ عیسائیت میں عورت کو گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ سمجھا جاتا تھا۔ مسیحی وراثت میں اس کی ہر چیز کا مالک اس کا شوہر ہوتا تھا۔ طلاق وخلع کی قطعاً اجازت نہ تھی اور نہ دوسری شادی کرسکتی تھی۔ اس طرح کے سفاکانہ اور ظالمانہ مراسم صنف نازک کے حوالے سے قوموں قبیلوں، ملکوں اور مذاہب میں پائے جاتے تھے۔

موجودہ زمانہ میں بھی صنف نازک کو کچھ اسی طرح تصور کیا جارہا ہے۔ فی زمانہ دخترکشی کے لئے زندہ درگور کرنا تو نہیں رہا بلکہ شکم مادر میں لڑکی کی تشخیص ہوجانے پر اسقاط حمل کے ذریعہ بچی کو ملیامیٹ کیا جارہا ہے سابقہ زمانہ میں لڑکی کی پیدائش سے چھ سات برس کی عمر کی ہوجانے کے بعد زندہ درگور کیا جاتا تھا اور آج لڑکی کو دنیا میں قدم رکھنے بھی نہیں دیا جارہا ہے شکم مادر ہی سے اس کا وجود ختم کردیا جارہا ہے۔ درحقیقت لڑکی کی پیدائش اللہ کی ایک نعمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رحمت ہے اور اسلام کی برکت ہے۔ یہ اسلام اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مرہون منت ہے جس نے عورت کو بلند مقامات اور اعلیٰ مراتب اور قابل تعظیم رشتوں میں منسلک کرکے ارفع مدراج پر فائز فرمایا اور بچیوں کے لئے والدین کے دل ودماغ اور قلوب واذہان میں شفقت ورحمت الفت ومحبت اور جاں نثاری وفدائیت کے جذبات ومحرکات کے بیج بوئے اور انہیں وہ حقوق عطا کیے جو کسی اور مذہب نے انہیں نہ دیئے اور فرمایا کہ تمام انسان ایک نسل سے ہے اور ایک دوسرے کا خون اور گوشت و پوست ہے ارشاد

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ربانی ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّاس اِتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِى خَلَقَكُم مِن نَفسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنهَا زَوجَهَا وَبَثَّ مِنهَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۔

اے انسانوں تم اپنے پروردگار اور خالق حقیقی سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے وجود بخشا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا ئیاس آیت مبارکہ میں اللہ جل مجدہ الکریم نے تمام انسانوں سے خطاب فرماتے ہوئے تین اہم حقیقتوں کا اظہار فرمایا اولاً تو یہ تم سب انسانوں کی اصل ایک ہے یعنی ایک مرد اور ایک ہی عورت (آدم وحوا) سے تمہاری تمام نوع کو وجود بخشا گیا۔ثانیاً یہ کہ اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود تمہارا قوموں قبیلوں، جماعتوں میں تقسیم ہو جانا یہ ایک فطری امر ہے۔ثالثاً یہ کہ انسان اور انسان کے درمیان بلندی و برتری ،فضیلت ورفعت ہو سکتی ہے یعنی انسانوں کے باہمی حقوق اور خصوصیت کے خاندانی نظام اور اجتماعی نظم کے لئے مرد وزن کو مساوی حقوق عطا کئے اور عورتوں سے متعلق اسلام اور محسن انسانیت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی مراعات اور حقوق عطا کئے اور ان کی حسن تربیت پر جنت کا مژدہ اور نار دوزخ سے نجات کا فرمان نافذ کیا ہے۔اس متعلق میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقی رضہ اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ؛

قَالَ رَسُولُ اللهِ مَن ابتَلىٰ مِنَ البَنَاتِ بِشَيءٍ فَاَحسَنَ اِلَيهِنَّ كُنَّ لَهُ سِترًا مِنَ النَّارَ

یعنی جس کے پاس بچیاں پیدا ہوئیں اور اس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا تو وہ اس کے لئے عذاب جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔اور حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ؛

قَالَ رَسُولُ اللهِ مَن عَالَ جَارِيَتَينِ حَتّٰى تَبلُغَا جَآءَ يَومَ القِيَامَةِ اَنَا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

وَهُوَ وَ ضَمَّ اَصَابِعَهٗ؛

یعنی جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک وہ بالغ ہوئیں وہ قیامت کے دن آئے گا اور میں اور وہ اس طرح ہونگے یہ ذکر کرتے ہوئے آپ نے اپنی انگلیوں کو ملالیا (رواہ مسلم) حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہے؛

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ كَانَ لَهٗ بِنْتٌ فَادَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَسْبَغَ عَلَيْهَا مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ الَّتِىْ اَسْبَغَ عَلَيْهِ كَانَتْ لَهٗ سِتْرًا اَوْ حِجَابًا مِنَ النَّارِ ؛

یعنی جس کسی کی ایک لڑکی ہو اس نے اس کی تربیت کی اور بڑے اہتمام سے اسے علم وادب کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کیا اور جو مہربانیاں اللہ تعالیٰ نے اس پر کی وہ اس نے اپنی بیٹی پر بھی کیں تو وہ بچی آتش دوزخ سے اس کے لئے پردہ وآڑ ہوگی (قرطبی) اسی طرح ابن ماجہ کی ایک روایت ہے جس شخص کی دو لڑکیاں ہو اور وہ جب تک اس کے پاس رہیں وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے تو وہ اس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب بنیں گی۔ اور امام ابوداؤد کی روایت مروی ہے کہ جس شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے نہ ذلیل کرے، نہ بیٹے پر ترجیح دے تو اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور ایک روایت فرماتے ہے جس شخص نے تین لڑکیوں کی پرورش کی انہیں ادب سکھلایا ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے (ابوداؤد) اور یقیناً حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قدم مبارک کی برکت سے مکہ کی بہ نسبت مدینہ طیبہ میں لڑکیوں اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا جاتا چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ کی ایک روایت نقل فرمائی کہ ہم مکہ مکرمہ میں عورتوں کو بالکل ہیچ اور عار سمجھتے تھے مدینہ طیبہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی لیکن جب اسلام آیا اور خدا نے ان کے متعلق آیات کا نزول فرمایا تو ہمیں ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی اور تعلیم نبوی علیہ التحیۃ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

والتسلیم کی ہمہ گیری کا اندازہ و پیانہ کرنے کیلئے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پاک بھی قابل مطالعہ ہے؛

اِنَّ النَّبِیَّ قَالَ لِسُرَاقَةَ بنِ جُعشَمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَعظَمِ الصَّدَقَةِ اَو مِن اَعظَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ بَلٰی یَارَسُولَ اللّٰہِ اقَالَ اِبنَتُكَ المَر دُودَةُ اِلَیكَ لَیسَ لَهَا کَاسِبٌ غَیرُكَ (ابن ماجه)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے سُراقہ بن جعشم کیا میں تمہیں سب سے بڑے صدقہ پر آ گاہ نہ کروں۔ تو عرض کیا ضرور مہربانی فرمایئے فرمایا تیری وہ بیٹی جو (طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر) تیری طرف چلے آئے اور تیرے سوا اسکا کوئی کمانے والا نہ ہو۔

الغرض اس حوالے سے بے شمار احادیث مبارکہ موجود ہیں جن میں سے چند ذکر کی گئی حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیش بہا ارشاد و فرامین اور اپنی دختران عالی وقار کے ساتھ آپ کا بے انتہا پیار اور ہر موقع پر ان کی قدر و منزلت اور عزت افزائی اسی طرح ازواج مطہرات اور دختران طیبات کو حجاب و پردے میں رہنے کا حکم اور اس کی پابندی کی حتی کہ انہیں اپنی آواز کو بھی پردے میں رکھنے کا حکم اور صحابیات کو بھی مذکورہ احکام کی پابندی کی تلقین اور غیر محارم کی نظروں سے محفوظ رہ کر اپنی نظروں کو بھی نیچی رکھنے کا پابند کرنا اور اپنے عزت و ناموس کی حفاظت وغیرہ یہی وہ اسباب و محرکات تھے جن کی وجہ سے لڑکیوں اور عورتوں کے متعلق اہل عرب اور دیگر اقوام کے نظریات میں انقلاب آیا بلکہ دنیا بھر میں عورتوں اور بچیوں کی قدر و منزلت، شان و شوکت عزت و فدائیت بلند سے بلند تر ہو گئی۔

دختر کشی یا بچیوں کا زندہ درگور کیا جانا یا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دینا یا زہر دیکر مار دینا یا ناک و منہ پر ریت کی پوٹلی رکھ کر لڑکی کو ہلاک کر دینا یا در رحم ہی میں اسقاط حمل کر کے موت کے گھاٹ اتار دینا یہ اتنا بڑا فعل قبیح اور عمل شنیع و گناہ عظیم ہے کہ رب

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

ذوالجلال بروز قیامت ان سفاک، جابر، سنگدل، بے رحم والدین سے اپنے غیض وغضب کی وجہ سے کلام نہ فرمائے گا۔ بلکہ اس متعلق میں ان زندہ درگور مظلوم بچیوں سے خطاب فرمائے گا پوچھے گا۔

وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (سورۃ التکویر۔)

اور جب زندہ درگور کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کی گئی خداوند قدوس نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کے سنگدل باپ سے سوال کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ باپ جس نے اپنی معصوم ننھی سی جان بے گناہ بچی پر ایسا ظلم کیا ہے جو نگاہ رب کائنات میں اس قابل ولائق ہی نہیں کہ اس کو خطاب کیا جائے۔ چنانچہ روح المعانی میں اس حوالے نے کہا گیا۔ اظہار کمال الغیظ والسخط لوائدھا واسقاطه من درجة الخطاب والمبالغة فی تبکیته یعنی اس انداز سے اپنے غصہ اور ناراضگی کی انتہا کا اظہار کیا گیا کہ اس کو مخاطب بنائے جانے کے درجہ ہی کو گرادیا گیا اور اس کو رسواء کرنے سے مبالغہ سے کام لیا اور اگر ظالم سے اس کے ظلم کے متعلق پوچھا جائیگا تو وہ ہزار حیلے بہانے تراشنے لگتا اس لئے زیادہ بہتر یہی تھا کہ مظلوم سے سوال کیا جائے تا کہ وہ اپنے غم واندوہ کی حالت زار بیان کرے اور پیر کرم شاہ ازہر نے اپنے تفسیر ضیاء القرآن میں اس کی ایک اور حکمت یہ بھی بیان فرمائی کہ دنیا میں کئی مظلوم ہوتے ہیں جنہیں ظلماً قتل کردیا جاتا ہے لیکن ان کا انتقام لینے کے لئے تلوار بے نیام ہوجاتی ہیں یا کم ازکم ان کی مظلومیت پر رنج وغم کے آنسو تو بہائے جاتے ہیں اور یہ بچی ایسی مظلومہ تھی جس پر ظلم اس کا ماں باپ نے کیا اس کی مظلومیت پر کسی نے صدائے احتجاج بھی بلند نہ کی۔ ان کی جواں مرگی پر کوئی آنکھ نمناک تک نہ ہوئی بلکہ الٹا اطمینان کی سانس لی گئی، اس کے قاتل پر تحسین وآفرین کے پھول نچھاور کئے گئے۔ اسے غیرت مند اور اپنے خاندان کی عزت وناموس کا پاسبان ومحافظ کا خطاب ملا، کیا مظلومیت میں اس کا کوئی ہمسر ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر ایسی مظلومہ معصوم ستم رسیدہ بچی کی دلجوئی اس

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کا پروردگار بھی نہ کرے تو اور کون کرے گا اسی لئے اس آیت میں خطاب اور قیامت کے دن بھی مظلومہ زندہ درگور بچی ہی سے کیا گیا۔

والدین کے لئے اولاد ایک نعمت ہے بالخصوص لڑکی جنت میں لے جانے کا سبب اور رحمت ہے۔ ذرا غور کرو اگر اولاد نہ ہو تو کتنے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے طرح طرح کے طعنے کسے جاتے ہیں۔ اولاد دینا نہ دینا خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہئے دے اور جسے چاہئے نہ دے اس کی مرضی پر منحصر ہے اسی طرح لڑکا ہو یا لڑکی یہ بھی خدائے خالق کائنات کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے وہ چاہے تو کسی کو صرف لڑکے عطا کرے اور کسی کو صرف لڑکیاں ہی دے یا کسی کو دونوں ملا جلا کر عطا کرے اور کسی کو چاہے تو بانجھ ہی رکھ دے یہ اسی کا اختیار ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (سورۃ الشوری 49۔50)

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہے لڑکے دیتا ہے وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے یعنی اللہ کی مرضی سے ہی لڑکا یا لڑکی کی تولد ہوتی ہے اس کا اختیار خالق کائنات نے اپنے قبضہ میں رکھا ہے۔ مذکورہ آیت میں صراحت سے بیان کیا گیا کہ اولاد سے متعلق لوگوں کے درمیان چار انواع ہیں۔ (۱) وہ لوگ جنہیں صرف بچیاں ہی دیتا ہے۔ (۲) وہ لوگ نصیب کرتا ہے۔ (۳) وہ لوگ جنہیں لڑکے اور لڑکیاں دونوں نصیب کرتا ہے۔ (۴) وہ لوگ جو بانجھ ہیں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے اور اولاد نہیں ہوتی۔ یہ سب اس خالق کائنات مالک ارض وسموات کی قدرت کے کرشمے ہیں اسی کے اختیار اور قبضہ میں ہے انسان کو اس میں کوئی دخل اور اختیار حاصل نہیں اور یہ بھی حق حاصل نہیں کہ لڑکے کی عطا ہی پر خوش ہو اور لڑکی کی ولادت پر ناراضگی و خفگی کا اظہار کرے یا اسے اسقاط حمل

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کے ذریعہ سے دنیا ہی سے مٹادے اللہ کی مخلوق کو زندگی کے حق سے محروم کرنے کا کسی کو اختیار اور حق حاصل نہیں وہ خدائے واحد علیم بھی ہے قدیر بھی ہے خوب بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا ہے اور کس کو کیا نہیں دینا ہے یا مکمل محروم رکھنا ہے۔

موجودہ دور میں دور جاہلیت ہی کی طرح انسان لڑکیوں کے تولد ہونے سے متنفر نظر آرہا ہے کہیں وہ لڑکوں کے مقابل لڑکیوں کو بوجھ اور بے فیض سمجھ رہا ہے کہیں لڑکی کی پرورش ونگہداشت اور اس کے شادی جہیز کے اخراجات کو ناقابل برداشت بوجھ جان رہا ہے۔ کبھی شادی کے بعد لڑکی کا دوسرے کے گھر جانا اور کسی کو اپنا داماد بنانے کو بے عزتی اور عار سمجھ رہا ہے تو کہیں شادی سے قبل لڑکی عزت وعفت کی حفاظت کا مسئلہ بنا ہوا ہے تو کہیں مناسب رشتہ نہ ملنے پر لڑکی کی غیر کفو میں شادی کرنے پر خاندان وبرادری میں ناک کٹ جانے کا خدشہ منصور کر رہا ہے تو کہیں جسم فروشی کے قبیح وشنیع کاروبار اور کمسن بچیوں کے ساتھ زنا بالجبر کے جرائم میں اضافہ کی وجہ سے تشویش میں بڑا ہوا ہے۔ جس سے نجات پانے کے لئے موجودہ دور کا انسان دور جاہلیت ہی کی طرح مادر رحم میں بچیوں کا قتل (Foeticide Female) اور پیدا ہونے کے ایک سال کے اندر اس کا قتل (Infanticide) کا طریقہ اپناتے ہوئے ہے۔ لیکن کیا ان تمام چیزوں سے نجات پانے کے لئے دختر کشی ہی اس کا حل ہے؟

نہیں ہرگز نہیں۔ اس مسئلہ کا حقیقی اور یقینی حل مذہب اسلام اور حضور عالم محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ہے۔ آج بھی اگر انسان عورتوں اور بچیوں کی صحیح اسلامی پرورش ونگہداشت کرے۔ انھیں احکام اسلام اور دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ کرے۔ انھیں اسلامی لباس اور پردے وحجاب کا پابند رکھے انہیں اجنبی وغیر محارم مردوں سے دور رکھے انہیں تنگ وچست اور مغربی عریاں لباس سے سختی کے ساتھ اجتناب وگریز، انہیں فحش لیٹریچر اور عریاں وبرہنہ ماحول سے بچائے، انہیں ہر وقت ہر لحہ صحابیات وازواج مطہرات اور اسلام کی نیک بیبیوں کے کردار وواقعات

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

گوش گزار کرتے، انہیں اِسلامی ماحول میں مکمل ڈھال دے، انہیں بالخصوص بے حیائی وبرائی کی باتوں سے بچائے اور خود بھی بچے، انہیں مغربی تہذیب وتمدن کا دلدادہ نہ بنائے، انہیں اپنے عزت وناموس اورعفت وعصمت کی حفاظت کی اہمیت کو جتلائے، انہیں آزادمزاج تفریحی مقامات اور آزادمزاج کالج اور تعلیمی اداروں سے تعلیم نہ دلوائے بلکہ اسلامی ودینی یادینی مزاج عصری مدارس سے تعلیم دلوائے، اگر ایسا ہوگا تو بالضرور گھر کی عزت گھر ہی میں رہے گی ان کے عزت اور خاندان کے ناموس ووقار کی بھی حفاظت ہوگی اور وہ گھر دیگر گھروں پر برتری وفوقیت رکھے گا۔ ہرکس وناکس اس سے رشتہ طلب کرے گا وہ جہیز کا بوجھ بھی نہ بنے گی اور دختر کشی جیسے عظیم گناہ سے بھی محفوظ رہے گا۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق ومحبت کے لئے علم وہنر موت

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مسلمانان عالم کو دختران اسلام کی قدرومنزلت کرنے اور اسلام کی تعلیمات سے آراستہ وپیراستہ کرانے کی توفیق عطا فرمائے اور دختر کشی جیسے فعل قبیح وگناہ عظیم سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین۔

دیوانہ عشق

تاجدار کشور ولایت حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ کا ایک پرسوز واقعہ عشق الٰہی کی کشش کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔ فرماتے ہیں کہ

ایک دن بغداد کے سب سے بڑے وسیع میدان میں ان کا جلسہ وعظ منعقد ہوا۔ جوں ہی انہوں نے تقریر شروع کی، ہر طرف آہوں کا دھواں اٹھنے لگا۔ خشیت الٰہی کی ہیبت سے کلیجے شق ہوگئے۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو فرط اثر سے اشک بار نہ ہوا، ثناء وعظ

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

میں احمد بن یزید نامی خلیفہ بغداد کا ایک مصاحب بڑے کروفر سے آیا اور ایک طرف مجلس میں بیٹھ گیا۔

اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے کہ تمام مخلوقات میں انسان سے زیادہ ضعیف کوئی مخلوق نہیں ہے لیکن باوجود ضعف کے وہ خدا کی نافرمانی کرنے میں سب سے زیادہ جری اور بہادر ہے۔

احمد بن یزید کے دل پر آپ کے اس جملے کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ وہیں وہ گھائل ہو کر رہ گیا۔ دل کے قریب ایک سلگتی ہوئی آگ نے ریاست و امارت کی ساری آن کو آن واحد میں خاکستر کر کے رکھ دیا۔ اب اس پہلو میں ایک مسکین درویش کا دل تھا۔ شاہانہ کروفر کی دنیا اب بدل چکی تھی۔

وعظ کی مجلس ختم ہونے کے بعد جب گھر پہنچا تو ایک نامعلوم ہیجان سے دل کی دنیا زیروزبر تھی۔ ساری رات بے چینیوں کی اضطراب میں صبح ہوتے ہی وہ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ چہرے کی افسردگی، آنکھوں کا خمار اور آواز کی بے خودی بتا رہی تھی، کہ یہ اپنے آپ میں نہیں ہے۔

وہ بڑی مشکل سے اتنے الفاظ کہہ سکا۔

حضور! رات کا نشتر جگر کے پار ہو گیا ہے۔ عشق الٰہی کی آگ میں سلگ رہا ہوں۔ خدا کے سواء ہر چیز سے دل کی انجمن کو خالی کر لیا ہے۔ اب مجھے وہ راستہ بتایئے جو بارگاہ یزدانی تک پہنچتا ہے۔ میری کشتی بیچ منجدھار میں ہے۔ اب ساحل تک پہنچا دیجئے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا صبر و شکیب سے کام لو، رحمت الٰہی اس راہ کے مسافروں کی خود دستگیری فرماتی ہے۔ تم نے دریافت کیا ہے تو سن لو کہ خدا تک پہنچنے کے دو راستے ہیں، عام راستہ تو یہ ہے کہ فرائض کی پابندی کرو۔ سجدہ عبادت کے کیف سے روح کو سرشار رکھو۔ گناہوں سے بچو، شیطان کی پیروی سے اپنی زندگی کو محفوظ رکھو، مشاغل دنیا سے تعلق رکھتے ہوئے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

علیہ وسلم کی غلامی حق ادا کرو۔ اور خاص راستہ یہ ہے کہ دنیا سے بے تعلق ہو جاؤ۔ یادالٰہی میں اس طرح بے خود ہو جاؤ کہ خدا سے بھی سوائے اسی کی ذات کے کسی دوسری چیز کی طلب نہ رکھو۔

حضرت سری سقطی کی گفتگو ابھی یہیں تک پہنچی تھی کہ اچانک حضرت احمد بن یزید کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی اور وہ عشق الٰہی کے اضطراب میں بے خود و مستانہ وار جیب و دامن کی دھجیاں اڑاتے ہوئے صحرا کی جانب نکل گئے۔

کچھ دنوں بعد احمد ابن یزید کی ماں روتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا۔

حضور! میرا ایک ہی فرزند تھا، جسے دیکھ کر میں اپنی آنکھوں کی تشنگی بجھاتی تھی۔ چند دنوں سے وہ نہ جانے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ ہمارے پڑوسیوں نے خبر دی ہے کہ ایک شب وہ آپ کی مجلس وعظ میں شریک ہوا تھا۔ اسی وقت سے اس کی حالت غیر ہو گئی۔ آپ کے چند جملوں نے اسے دیوانہ بنا دیا۔ آہ! اب مجھے اپنی اولاد کا ماتم کرنا ہو گا۔

حضرت نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

اے ضعیفہ! صبر و شکر سے کام لے۔ تیرا بیٹا ضائع نہیں ہوا ہے۔ وہ جب بھی میرے پاس آئے گا۔ میں تجھے خبر دوں گا۔ خدا کی طرف بڑھنے والوں پر ماتم کا انداز اختیار کرنا خدا کی وفادار کنیزوں کا شیوہ نہیں ہوتا۔

چند ہی دنوں بعد گرد آلود چہرے، پراگندہ بال اور ایک سرشار دیوانے کی سج دھج میں احمد ابن یزید حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ چہرے پر نظر پڑتے ہی حضرت نے جلال عشق کا تیور پہچان لیا۔ اٹھ کر سینے سے لگایا۔ خیر و عافیت دریافت کی اور بہت دیر تک اپنے پاس بٹھائے رکھا۔

اسی درمیان میں ماں کو اطلاع بھجوائی کہ تمہارا بیٹا آ گیا ہے۔ آ کر ملاقات کر لو۔ ماں کو جیسے ہی خبر ملی، اپنی بہو اور پوتے کو ساتھ لے کر روتی پیٹتی اپنے بیٹے کے پاس آ گئی

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

اور اس کے چہرے کی بلائیں لیتے ہوئے کہا۔

بیٹا! تو اپنی بوڑھی ماں اور بیوی کو چھوڑ کر کہاں چلا گیا تھا۔ تیرے فراق میں روتے روتے ہمارے آنچل بھیگ گئے۔ انتظار میں آنکھیں پتھرا گئیں۔ چل واپس چل اپنے گھر کو آباد کر۔ ہماری امیدوں کا چمن مرجھا گیا ہے پھر سے اسے شاداب کر۔

بیوی نے فرط غم سے منہ ڈھانپ لیا اور سسکیاں بھرتے ہوئے کہا۔ میرے سرتاج! آخر ہم سے کیا بھول ہوئی کہ تم اس طرح روٹھ کر چلے گئے۔ جیتے جی اپنے بچے کو تم نے یتیم بنا دیا۔ تمہارے سوا ہمارے ارمانوں کا کون نگراں ہے؟

ماں اور بیوی نے ہزار منت وسماجت کی لیکن دیوانہ عالم ہوش کی طرف پلٹنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ روح پر سرور عشق کا اتنا گہرا نشہ تھا کہ ہزار جھنجھوڑنے کے بعد بھی عالم نہیں بدلا۔ ایک دیوانہ عشق کا کیف دیکھنے کے لئے سارا شہر امنڈ آیا تھا۔ دیوانہ ایک بار پھر بے خودی کی حالت میں اٹھا اور صحرا کی طرف رخ کیا۔ قدم اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ پیچھے سے بیوی نے دامن تھام لیا اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگی۔

ہماری آرزوؤں کا خون کر کے جانا ہی چاہتے ہو تو اکیلے مت جاؤ۔ اپنے اس بچے کو بھی ہمراہ لے جاؤ!

اس آواز پر حضرت احمد ابن یزید کے قدم رک گئے۔ انہوں نے اپنے ننھے منے بچے کے ساتھ جسم سے قیمتی لباس اتار کر اپنا پھٹا ہوا کمبل اس کے جسم پر لپیٹ دیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں زنبیل دی اور دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر جونہی اسے اپنے ہمراہ لے کر چلے، بیوی اس دردناک منظر کی تاب نہ لا سکی۔ سارا مجمع اس رقت انگیز عالم کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گیا۔ ماں کو اپنے لخت جگر کی جدائی برداشت نہ ہو سکی۔ بے تحاشا دوڑ کر اس نے اپنے بچے کو باپ کے ہاتھ سے چھین کر اپنے سینے سے لپٹا لیا۔

حضرت احمد ابن یزید نے پلٹ کر ایک بار پھر اپنے بچے کو دیکھا اور پلکوں کا آنسو سینے کی تپتی ہوئی جاکستر میں جذب ہو کر رہ گیا۔ فضاء میں ایک دردناک نعرے کی آواز

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

گونجی اور لوگوں کے دل ہل گئے۔ آنکھ کھلی تو حضرت احمد ابن یزید نگاہوں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

چاندنی رات تھی۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر چہل قدمی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر سلام کیا اور کہا کہ میں احمد بن یزید کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا ہے کہ میری رحلت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ایسے نازک مرحلے میں حضور کی تشریف آوری میری تسکین خاطر کا ذریعہ ہوگی۔

یہ خبر سن کر حضرت سری سقطی آبدیدہ ہو گئے۔ حاضرین مجلس سے کہا کہ خدا کا ایک بندہ مسکین جس کے نالہ شبینہ سے صحرائے عشق میں ایک شور برپا تھا۔ افسوس کہ آج اس کا آخری وقت آ گیا ہے۔ اب رات کی تنہائیوں کا پرسوز فریادی اور ویرانوں کا عبادت گزار ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔ چلو اس چراغ حرم کی بجھتی ہوئی لو کو آخری بار دیکھ آئیں۔ رحمت پروردگار کے نزول کی یہ بہت اہم گھڑی آ گئی ہے۔ یہ کہتے ہوئے اچانک اٹھے اور اس اجنبی شخص کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ بغداد کے ایک مشہور قبرستان میں پہنچ کر وہ اجنبی شخص رک گیا اور ایک نحیف و لاغر انسان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہی ہے وہ عالم جاوید کا مسافر جس نے دم رخصت آپ کو آواز دی ہے

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالین کے قریب بیٹھ کر آواز دی۔

احمد بن یزید نے آنکھیں کھول دیں اور ہچکی لیتے ہوئے سانس میں کہا۔

میرے مرشد! گواہ رہنا کہ میں توحید الٰہی اور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار پر اپنا دم توڑ رہا ہوں۔ ایک بندہ سیاہ کار اپنے رب کے حضور اس حال میں جا رہا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال گناہوں سے بوجھل ہے۔ اسے زندگی کی طویل مہلت ملی لیکن اپنے پروردگار کی خوشنودی کا کوئی سامان نہ کر سکا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

یہ کہتے کہتے آواز حلق میں پھنس گئی۔ آنکھوں سے دو موتی ڈھلکے اور گریبان کی دھجی میں جذب ہو گئے۔ آنکھیں بند ہوتے ہی لبوں میں ایک جنبش ہوئی اور کلمہ شہادت کی مدہم سی آواز پر روح عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرگ عاشق کا یہ دردناک منظر نہیں دیکھا گیا۔ فرط غم سے آنکھیں ڈبڈبا آئیں، آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔

تیری ادائے بے نیازی کے قربان! باغیوں کو حریر و دیبا کی مسند اور پھولوں کی سیج پر موت آتی ہے اور تیری مملکت کے وفا شعار مسکینوں کو ایک ٹوٹا ہوا بوریا بھی نصیب نہیں ہے۔

یہ کہہ کر تجہیز و تکفین کے ارادے سے شہر کی طرف جونہی پلٹے، دیکھا کہ ہر طرف سے لوگوں کا ایک ہجوم چلا آرہا ہے۔

اچنبھے سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کہاں جارہے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ابھی ابھی آسمان سے ایک غیبی آواز سنائی پڑی ہے کہ جو لوگ خدا کے ایک ولی کے جنازے میں شریک ہونا چاہتے ہوں وہ شونیز کے قبرستان میں جمع ہو جائیں۔ اس آواز کو سن کر سارا بغداد امنڈتا ہوا چلا آرہا ہے۔

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر سن کر آسمان کی طرف رخ کیا اور کہا تیری شان بندہ نوازی کے قربان! زمین کی ننگی پیٹھ پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے والوں کا یہ اعزاز عمر بھر جو دشت غربت میں زندگی کی شام و سحر گزارتا رہا، آج بغداد اس کے قدموں میں تو نے جمع کر دیا۔ دنیائے فانی میں جس عاشق گمنام کی توقیر کا یہ حال ہے عالم جاوید میں اس کی شوکتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ سچ کہا ہے تیری کتاب مجید نے کہ

اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا

اولاد کے حقوق والدین پر

جیسے شریعت نے والدین کے کچھ حقوق مقرر کیے ہیں کہ جن کا خیال رکھنا اور پورا

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کرنا اولاد پر واجب ہے، ویسے ہی اولاد کے کے لئے کچھ حقوق بیان فرمائے ہیں جن کا اہتمام والدین پر فرض ہے اوران میں کوتاہی یا سستی دراصل اولاد کے ساتھ خیانت کے زمرے میں آتی ہے۔ والدین چونکہ اولاد کی تعلیم وتربیت کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے بچوں کے حقوق کا تحفظ ہر لحاظ سے کرنا ہوگا ورنہ ناقص تربیت اور لاپرواہی کی پاداش میں جہاں نئی نسل کا مستقبل تباہ و برباد ہوگا وہاں والدین پروردگار عالم کے حضور ایک مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے اور اس کی گرفت سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ ہمارے ہاں عام طور پر بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی نگہداشت میں جن کوتاہیوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے ان میں سے بعض کا ذکر ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

نرم دل ماں

بعض والدین اپنے بچوں پر بے جاسختی کرتے ہیں اور ان کو معمولی بات پر بھی سخت سزا یا شدید ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بچوں کے تمام جذبات و احساسات مر جاتے ہیں۔ ان کی صلاحیتیں دم توڑ جاتی ہیں اور گھر کو جیل خانہ تصور کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے بچے والدین سے نفرت کرتے ہیں اور ان سے دور رہنے میں ہی عافیت محسوس کرتے ہیں۔ بعض والدین تو اس قدر سخت مزاج ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ انتہائی قدم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں۔

سعودی عرب کے ایک عربی روزنامہ میں ایسے ہی والد کا ظالمانہ رویہ پڑھنے کو ملا۔ کسی سعودی نے نئی لینڈ کروزر خریدی، چند دنوں کے بعد اپنی فیملی کو پکنک پر لے گیا۔ اس دوران اس کے سب سے چھوٹے بچے نے جس کی عمر بمشکل ساڑھے تین یا چار سال تھی، گاڑی کی سیٹ کو چھری سے پھاڑ ڈالا۔ باپ یہ دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا اور بچے کو شدید مارا۔ پکنک کا پروگرام ختم کیا اور گھر آ کر بچے کو چھت والے پنکھے کے ساتھ لٹکا دیا۔ اتنی سخت سزا دینے کے بعد بھی اس کا غصہ ختم نہیں ہوا اور اس نے کئی گھنٹوں تک بچے کو اسی حالت میں رکھا۔ ماں بے چاری منت سماجت کرتی رہی مگر اس بدبخت نے ایک نہ سنی۔

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

جب اس نے بچے کو اتارا واس کے دونوں بازو کام کرنا چھوڑ چکے تھے۔ بچے کو اسپتال لایا گیا۔ ڈاکٹر نے کہا بچے کے دونوں ہاتھ شل ہو چکے ہیں اور انہیں کاٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ عین اس وقت جب آپریشن تھیٹر میں بچے کا آپریشن ہو رہا تھا۔ باپ اسی پنکھے کے ساتھ رسی باندھ کر جھول گیا اور یوں ہنستا بستا گھر ماتم کدہ میں تبدیل ہو گیا۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے جو بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔

بچوں کو مناسب وقت نہ دینا

آج کل اکثر والدین نے مادیت پرستی کو اس قدر اپنے دل و دماغ پر سوار کر رکھا ہے کہ ان کے پاس اپنی اولاد کے لئے بھی وقت نہیں ہے اور دن رات اسی فکر میں سرگرداں ہیں کہ کس طرح دنیاوی اسباب و وسائل کا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر کیا جائے۔ ایسے والدین کے بچے احساس محرومی کے بوجھ تلے دفن ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو تپتے ہوئے صحرا میں محسوس کرتے ہیں، جہاں دور دور تک کہیں سایہ نظر نہیں آتا۔ دنیا کمانا اور روزی کے اسباب اختیار کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنی ذمہ داریوں کو بھی پس پشت ڈال دے۔ بقول شاعر

ہوئے اس قدر مہذب کہ کبھی منہ نہ دیکھا گھر کا
کٹی عمر ہوٹلوں میں، مرے اسپتال جا کر

اولاد میں فرق

بعض والدین اپنی اولاد کے ساتھ یکساں سلوک کا اہتمام نہیں کرتے۔ وہ بڑے بچے کو چھوٹوں پر یا لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ جس بچے کے ساتھ زیادہ شفقت اور پیار کا رویہ رکھا جائے اور دوسروں کی حق تلفی کر کے اسے اہمیت دی جائے گی وہ ضدی، ہٹ دھرم اور خودسر بن جائے گا جبکہ بقیہ بچے احساس کمتری کا شکار ہو کر والدین کے خلاف سوچنے پر مجبور ہوں گے۔ کتب حدیث میں ایک واقعہ مذکور ہے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں نے اپنے (بڑے) بچے کو ایک غلام تحفہ میں دیا ہے۔ آپ اس کے گواہ بن جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے اور بھی بچے ہیں۔ اس نے عرض کی جی ہاں، آپ نے فرمایا، کیا تو نے ان کو بھی اسی طرح کا تحفہ دیا ہے؟ عرض کرنے لگا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو چاہتا ہے کہ وہ سب تیری خدمت یکساں انداز میں کریں؟ عرض کرنے لگا جی ہاں، فرمایا پھر ان کو بھی ہدیہ دو اور ایسا نہ کرو اور فرمایا کیا تو مجھے ظلم و جور پر گواہ بنانا چاہتا ہے؟

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اب تو خدا کے فضل و کرم سے ایسا لٹریچر دستیاب ہے جو خالص کتاب و سنت پر مبنی ہے اور تعصب مذہبی سے کوسوں دور ہے۔ مثلاً سیرت کی کتاب ضیاء النبی، تبیان القرآن، حدیث کی مترجم کتب، فقہ، اوصل فقہ الغرض ہر موضوع پر بہتر سے بہترین کتب اسلامی دستیاب ہیں۔

ماں اور باپ میں سے دونوں کی اہمیت

قارئین! آج کی اولاد ماں کی نسبت باپ کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی اس کی چند ایک وجوہات ہیں۔

(۱) ماں چونکہ سارا دن بچوں کے پاس ہوتی ہے اس لیے اُسے اپنی اولاد سے پیار بانٹنے کا زیادہ وقت ملتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں باپ چونکہ روزگار کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتا ہے اس لیے اُسے اپنے بچوں سے بات کرنے اور ان سے ہنسنے کھیلنے کا موقع کم ملتا ہے اس لیے بچپن ہی سے بچے کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ باپ کی نسبت ماں اُسے زیادہ وقت اور توجہ دیتی ہے۔

(۲) عموماً یہ ہوتا ہے کہ اولاد کی کسی غلطی پر ماں بچے کو ڈانٹنے کے بجائے یہ ذمہ داری باپ کے کندھوں پر ڈال دیتی ہے اور کہتی ہے کہ رات کو تمہارے بابا کو بتاؤں گی۔ رات کو باپ جب بچے کو سمجھاتا ہے اور کبھی کبھار سختی کی نوبت بھی آجاتی ہے تو بچے کے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

معصوم ذہن میں یہ سما جاتا ہے کہ میرے بابا مجھے ڈانٹتے ہیں اس لیے وہ بابا کو اُتنی اہمیت نہیں دیتا۔

(۳) ہمارے گھروں کا یہ رواج ہے کہ بچے ماں سے سفارش کرا کر باپ سے اپنی بات منواتے ہیں اور باپ بھی ماں کی سفارش پر مان جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اولاد کا التفات ماں کی طرف زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اس کی سفارشی جو ہوتی ہے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ان باتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ باپ اپنے بچوں سے کم پیار کرتا ہے۔ دیکھئے باپ سارا دن گھر سے باہر اپنے بچوں کے اچھے مستقبل کے لیے ہی محنت کرتا ہے اور وہ اپنے بچوں کو ڈانٹتا بھی اسی لیے ہے تاکہ وہ اچھے اور نیک بن سکیں۔ ورنہ کون باپ ہے جو بلا وجہ اپنے بچوں کو ڈانٹے۔ بچے اتنے معصوم ہوتے ہیں کہ وہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ باپ ماں کے کہنے پہ بچوں پہ رُعب ڈالتا ہے۔

اس تناظر میں میری تمام لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے باپ کا بھی ماں جتنا احترام کریں اُس کی خدمت کریں اور اُس کی قربانیوں کو یاد کریں جو شاید سب کو نظر نہیں آتیں۔ باپ اپنے بچوں کے لیے کیا کیا کرتا ہے اس کا احساس انسان کو تب ہوتا ہے جب وہ خود باپ بنتا ہے۔ میری والدہ ماجدہ کی طرح میرے والد محترم نے میرے لیے جو کچھ کیا اُس کا صحیح احساس اور ادراک مجھے تب ہوا جب میں خود باپ بنا۔ آج میں جو کچھ ہوں وہ سب میرے والدین کی محنت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے والدین کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور ہمیں اُن کی اُسی طرح خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح انہوں نے ساری زندگی ہماری خدمت کی۔ آمین!

آخر میں ایک گمنام شاعر کی ایک نظم جو باپ کے حوالے سے میرے جذبات کی صحیح عکاسی کرتی ہے۔

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

عزیز تر رکھتا ہے مجھے وہ رگ و جان سے
یہ سچ ہے کہ میرا باپ کم نہیں میری ماں سے
پرانا سوٹ پہنتا ہے کم وہ کھاتا ہے
مگر کھلونے میرے وہ سب خرید کر لاتا ہے
مجھے سوتے ہوئے دیکھتا رہتا ہے جی بھر کے
نجانے کیا کیا سوچ کے وہ مسکراتا رہتا ہے
وہ ماں کے کہنے پہ رعب مجھ پر رکھتا ہے
یہی وجہ ہے کہ وہ مجھے چومتے ہوئے جھجکتا ہے
میرے بغیر تھے سب خواب ویراں اس کے
یہ سچ ہے کہ میرا باپ کم نہیں میری ماں سے

حسن سلوک میں والدہ کے مقام کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری اچھی رفاقت یعنی میری طرف سے حسن سلوک و احسان اور خدمت گزاری کا سب سے زیادہ مستحق کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے اس شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر تمہارا وہ عزیز جو نزدیک کی قرابت رکھتا ہو۔

(بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 842)

والدین کی خدمت کرنے میں فضیلت کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں قرآن پڑھنے کی آواز سنی میں نے فرشتوں سے پوچھا

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

کہ یہ کون شخص ہے تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں (صحابہ نے یہ بات سنی تو گویا ان کے دل میں یہ جاننے کی خواہش پیدا ہوئی کہ حارثہ نے اپنے کس عمل کے سبب یہ فضیلت حاصل کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی چنانچہ آپ نے حارثہ کی اس فضیلت کا سبب ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا کہ یہی وہ فضیلت ہے جو والدین کے ساتھ نیکی کرنے پر حاصل ہوتی ہے یہی وہ فضیلت ہے جو والدین کے ساتھ نیکی پر حاصل ہوتی ہے اور حارثہ ابن نعمان اپنی ماں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے اس روایت کو بغوی نے شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے اور بیہقی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے (میں جنت میں گیا یہ فرمانے کے بجائے) فرمایا کہ میں گیا تھا اس حالت میں کہ میں کیا دیکھتا ہو کہ میں جنت میں ہوں۔ (مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 857)

والدین کی نافرمانی پر وعید کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی، خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی، یعنی آپ نے تین مرتبہ گویا یہ دعائے ضرر فرمائی کہ وہ شخص ذلیل خوار ہو پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون شخص ہے جس کے حق میں دعائے ضرر فرمائی جا رہی ہے آپ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر جنت میں داخل نہ ہو یعنی جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں ہو اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے ان کو راضی نہ کرے تو وہ انتہائی بدقسمت ہے کیونکہ خصوصیت سے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا بڑے اجر کی بات ہے اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 843)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے (یہ نجات یافتہ بندوں

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کے ساتھ ابتداءً جنت میں داخل ہونا ان تینوں پر حرام قرار دیا ہے) ایک تو وہ شخص جو ہمیشہ شراب پئے، دوسرا وہ شخص جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے اور تیسرا وہ دیوث کہ جو اپنے اہل وعیال میں ناپاکی پیدا کرے۔

(مسند احمد، سنن نسائی، مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، رقم الحدیث، 800)

(24) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

اور ان دونوں کے لئے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازو جھکائے رکھو اور عرض کرتے رہو، اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا تھا۔

والدین کے لئے رحمت کی دعا مانگنے کا بیان

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ أَلِنْ لَهُمَا جَانِبَكَ الذَّلِيلَ مِنَ الرَّحْمَةِ أَيْ لِرِقَّتِكَ عَلَيْهِمَا كَمَا رَحِمَانِي حِينَ رَبَّيَانِي صَغِيرًا

اور ان دونوں کے لئے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازو جھکائے رکھو اور اللہ کے حضور عرض کرتے رہو، اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے رحمت وشفقت سے پالا تھا۔

والدین کی خدمت کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد میں جانے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم انہیں کے درمیان رہ کر جہاد کرو یعنی پوری محنت وتندہی کے ساتھ ان کی خدمت کرو کہ تمہارے حق میں یہی جہاد ہے۔

(بخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، رقم الحدیث، 936)

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ تو پھر اپنے ماں باپ کے پاس جاؤ اور ان کی صحبت کو بہتر بناؤ یعنی ان کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی اچھی طرح کرو۔

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے جو حکم ثابت ہوتا ہے اس کا تعلق نفل جہاد سے ہے کہ جس شخص کے والدین زندہ ہوں اور مسلمان ہوں وہ ان کی اجازت کے بغیر نفل جہاد میں شرکت کے لئے گھر سے نہ جائے ہاں اگر جہاد فرض ہو تو پھر اس صورت میں اس کو والدین کی اجازت کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ اگر وہ منع بھی کریں اور جہاد میں جانے سے روکیں تو ان کا حکم نہ مانا جائے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنا فرض ادا کیا جائے نیز اگر والدین کو اللہ نے اسلام کی ہدایت نہ بخشی ہو اور وہ کافر ہوں تو جہاد میں شریک ہونے کے لئے ان کی اجازت کی کسی حال میں بھی حاجت نہیں ہے خواہ جہاد فرض ہو یا نفل اسی طرح علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مسلمان ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو ناگوار خاطر ہو تو ان کی اجازت کے بغیر بھی نفل عبادت جیسے حج وعمرہ کے لئے نہ جائے اور نہ نفل روزہ رکھے۔

(25) رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا

تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم لائق ہوئے تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

والدین کے لئے دلوں میں خیر خواہی کا جذبہ رکھنے کا بیان

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ مِنْ إِضْمَارِ الْبِرِّ وَالْعُقُوقِ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ طَائِعِينَ لِلّٰهِ لِلْأَوَّابِينَ الرَّجَّاعِينَ إِلَى طَاعَتِهِ غَفُورًا لِمَا صَدَرَ مِنْهُمْ فِي حَقِّ الْوَالِدَيْنِ مِنْ بَادِرَةٍ وَهُمْ لَا يُضْمِرُونَ عُقُوقًا،

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے یعنی جو بھی نیکی و بھلائی تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم لائق ہوئے تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ یعنی جو اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ کیونکہ جو والدین کے حقوق سے متعلق ان لغزش سرزد ہوئی ہو جبکہ وہ ان دلوں میں نہ ہو تو وہ معاف کرنے والا ہے۔

والدین سے متعلق بعض لغزشوں کی معافی کا بیان

اس سے مراد وہ لوگ ہیں، جن سے جلدی میں اپنے ماں باپ کے ساتھ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے جسے وہ اپنے نزدیک عیب کی اور گناہ کی بات نہیں سمجھتے ہیں چونکہ ان کی نیت بخیر ہوتی ہے، اس لیے اللہ ان پر رحمت کرتا ہے جو ماں باپ کا فرمانبردار نمازی ہو اس کی خطائیں اللہ کے ہاں معاف ہیں۔ کہتے ہیں کہ اوابین وہ لوگ ہیں جو مغرب عشا کی درمیان نوافل پڑھیں۔ بعض کہتے ہیں جو صبح کی نماز ادا کرتے رہیں جو ہر گناہ کے بعد توبہ کر لیا کریں۔ جو جلدی سے بھلائی کی طرف لوٹ آیا کریں۔ تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے خلوص دل سے استغفار کر لیا کریں۔

عبید کہتے ہیں جو برابر ہر مجلس سے اٹھتے ہوئے یہ دعا پڑھ لیا کریں۔ دعا (اللھم اغفر لی ما اصبت فی مجلسی ھذا) امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں اولیٰ قول یہ ہے کہ جو گناہ سے توبہ کر لیا کریں۔ معصیت سے طاعت کی طرف آ جایا کریں۔ اللہ کی ناپسندیدگی کے کاموں کو ترک کر کے اس کے اس کی رضامندی اور پسندیدگی کے کام کرنے لگیں۔ یہی قول بہت ٹھیک ہے کیونکہ لفظ اواب مشتق ہے اوب سے اور اس کے معنی رجوع کرنے کے ہیں جیسے عرب کہتے ہیں اب فلان اور جیسے قران میں ہے آیت (اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَھُمْ ، الغاشیۃ، 25) ان کا لوٹنا ہماری ہی طرف ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے لوٹتے تو فرماتے دعا (ائبون تائبون عابدون لربنا حامدون) لوٹنے والے توبہ کرنے والے عبادتیں کرنے والے اپنے

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

رب کی ہی تعریفیں کرنے والے۔ (تفسیر جامع البیان، سورہ الاسراء، بیروت)

والدین کے لئے ایصال ثواب کرتے رہنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی ایسے بندے کے ماں باپ مر جاتے ہیں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک مرتا ہے جو ان کی نافرمانی کیا کرتا تھا اور پھر ان کی موت کے بعد وہ ان کے لئے برابر دعا و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہے۔ (مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 873)

والدین کے مرنے کے بعد اولاد کا ان کے حق میں برابر دعا و استغفار کا ایصال ثواب کرتے رہنا اس درجہ سودمند ہے کہ اگر والدین اس اولاد سے ناراضگی و ناخوشی کی حالت میں بھی اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان کی ناراضگی و ناخوشی کو ختم کر دے اور اس اولاد کا نام ان لوگوں میں شمار کرے گا جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور ان کی رضا و خوشنودی کے جویا رہتے ہیں۔

قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا یعنی اللہ نے تمام مخلوقات کو ان کی پیدائش سے پہلے ان صورتوں کے ساتھ اپنے علم ازلی میں مقدر کر دیا جن وہ پیدا ہوں گے جب اس سے فارغ ہوا تو رحم یعنی رشتہ ناتا کھڑا ہوا اور پروردگا کی کمر تھام لی، پروردگار نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ رحم نے عرض کیا کہ یہ کاٹے جانے کے خوف سے تیری پناہ کے طلبگار کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے یعنی میں تیرے روبرو کھڑا ہوں اور تیرے دامن عزت وعظمت کی طرف دست سوال دراز ہوں تجھ سے اس امر کی پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ کو کاٹ دے۔

اور میرے دامن عزت وعظمت کی طرف دست سوال دراز کئے ہوئے ہوں تجھ سے اس امر کی پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ کو کاٹ دے اور میرے دامن کو جوڑنے کے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

بجائے اس کو تار تار کر دے۔ پروردگار نے فرمایا کہ تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جو شخص رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کا ذریعہ) تجھ کو قائم رکھے اور اس کو میں بھی اپنے احسان و انعام اور اجر و بخشش کے ذریعہ قائم برقرار رکھوں گا اور جو شخص رشتہ داری کے تعلق کو پامالی کا ذریعہ تجھ کو منقطع کر دے میں بھی اپنے احسان و انعام کا تعلق اس سے منقطع کر لوں؟ رحم نے عرض کیا کہ پروردگار بے شک میں اس پر راضی ہوں پروردگار نے فرمایا اچھا تو یہ وعدہ تیرے لئے ثابت و برقرار ہے۔

(بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 850)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر الٰہی کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو دراز کرنے والی چیز نہیں کوئی علاوہ والدین اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک اور یاد رکھو انسان کو جس سبب سے روزی سے محروم کیا جاتا ہے وہ صرف گناہ ہے جس کا وہ مرتکب ہوتا ہے۔

(ابن ماجہ، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 856)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کچھ قرابت دار ایسے ہیں تو ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ نیک سلوک نہیں کرتے، ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ حلم و بردباری اور درگزر کا رویہ اختیار کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کے ساتھ پیش آتے ہیں یعنی مجھے برا بھلا کہتے ہیں اور مجھ پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں اس کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو گویا تم ان کو گرم راکھ پھکاتے ہو اور تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ہمیشہ مدد و نصرت ہے جو ان کی ایذاء اور ان کے شر سے تمہاری محافظ ہے جب تک تم اسی صفت پر قائم ہو۔

(مسلم، مشکوۃ شریف، جلد چہارم، رقم الحدیث، 855)

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

راکھ پھکاتے سے مراد یہ ہے کہ تمہارے وہ قرابت دار چونکہ تمہارے نیک سلوک کے قدر دان نہیں ہیں اور تمہاری نیکی کا شکریہ ادا نہیں کرتے اس لئے تم ان کو جو کچھ دیتے ہو وہ ان کے حق میں حرام مال کا حکم رکھتا ہے اور تمہاری دی ہوئی چیزیں ان کے پیٹ میں آگ کی طرح ہیں گویا آپ نے ان قرابت داروں کے اس گناہ کو گرم راکھ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو ان چیزوں کو کھانے کی وجہ سے ان کو لاحق ہوتا ہے۔ بعض حضرات نے یہ مراد بیان کی ہے کہ تم ان کے برتاؤ کے علم الرغم، ان کے ساتھ احسان وسلوک کر کے ان کو خود ان کے نفس کے سامنے ذلیل ورسوا کرتے ہو جیسا کہ کوئی شخص اگر گرم راکھ منہ میں ڈالے اور اس کو پیٹ میں اتارے تو اس کا نفس اس کو لعنت و ملامت کرتا ہے بعض شارحین نے یہ بیان کیا ہے کہ ان کے ساتھ تمہارا احسان گویا ان کے حق میں گرم راکھ ہے جو ان کو جلاتا ہے اور ہلاک کرتا ہے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ تمہارا احسان ان کا منہ کالا کرتا ہے جیسا کہ گرم راکھ کسی چہرے کو جلا کر سیاہ کر دے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے محسن والدین ہونے کا بیان

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ أَيْ، مُحْسِنًا إِلَيْهِمَا وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا مُتَكَبِّرًا عَصِيًّا عَاصِيًا لِرَبِّهِ،

اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا اور وہ سرکش، نافرمان نہ تھا۔ یعنی آپ اپنے رب کی نافرمانی کرنے والے نہ تھے۔

(تفسیر جلالین)

مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص جہنم میں ایک ہزار سال تک یا حنان یا منان پکارتا رہے گا پس ہر میل کچیل سے ہر گناہ اور معصیت سے آپ بچے ہوئے تھے۔ صرف نیک اعمال آپ کی عمر کا خلاصہ تھا آپ گناہوں سے اور اللہ کی نافرمانیوں سے یکسو تھے ساتھ ہی ماں باپ کے فرمابردار اطاعت گزار اور ان کے ساتھ نیک سلوک تھے کبھی کسی بات میں ماں باپ کی مخالفت نہیں کی کبھی ان کے فرمان سے باہر نہیں ہوتے

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library

کبھی ان کی روک کے بعد کسی کام کو نہیں کیا کوئی سرکشی کوئی اور نافرمانی نہ کی۔

کتاب والدین کی شان اور دعائیہ کلمات

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ جیسے عاجز و گناہگار انسان کی کتاب والدین کی شان جو بعض قرآنی آیات اور احادیث اور متعدد مضامین اصلاح اور والدین سے متعلق واقعات پر مشتمل چند جمع کردہ تحریری دستاویزات ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھ کر ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں میں یہ شعور بیدار ہو جائے کہ حقوق اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے بعد اسلام نے ہمیں والدین کے حقوق کی کس قدر تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام قارئین کو اپنے والدین کا ادب، خدمت اور بعض از وصال ان کے لئے ایصال ثواب کرتے رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

حافظ اظہر سہیل عطاری قادری

بن لیاقت علی جماعتی

نیناں کوٹ شکر گڑھ، نارووال

for More Books Click This Link
https://www.facebook.com/MadniLibrary

شاکر پبلی کیشنز کی معیاری کتابیں

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
042-37240084

for More Books Click This Link
https://archive.org/details/@madni_library